

تاریخ الانساب

(حضرت آدمؑ سے عہد صحابہ تک)

کتاب المعارف

ابن قتیبة

ابتداءً آفرینش عالم سے انتہائی پہلی صدی ہجری تک کے تمام ممتاز انبیاء و رسل، آل رسول و اہل بیت رسول، نیز ہزاروں صحابہؓ کے پاکیزہ حالات اور نسب ناموں پر مشتمل نہ صرف تاریخی دستاویز بلکہ ایک اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔

ترجمہ :- سلام اللہ صدیقی

تصحیح و ترمیم :- صاحبزادہ حافظ حقانی میاں قادری

پاک اکیڈمی مسجد باب الاسلام دکان نمبر ۲۲- آرام باغ کراچی ۱۔

DATA ENTERED

فہرست مضامین

۲۹۷۲ ۱۲۹ کت

25267

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ	۱	۲۰	حضرت آدم کی وفات	۱۲
۲	زمین کی تخلیق	۲	۲۱	حضرت آدم کی قبور	۱۳
۳	زمین کا وجود	۳	۲۲	حضرت شیبث	۱۴
۴	جرطی بویوں کی ابتداء	۵	۲۳	حضرت ادریس	۱۴
۵	رات اور دن کی تخلیق	۵	۲۴	حضرت نوح	۱۵
۶	حضرت آدم کی تخلیق	۵	۲۵	کشتی نوح کی تخلیق	۱۶
۷	حضرت آدم کی اولاد	۶	۲۶	کشتی نوح کی تاریخ	۱۶
۸	شکات دن میں تخلیق کائنات	۶	۲۷	حضرت نوح کی عمر	۱۷
۹	سانپ کی تاریخ	۷	۲۸	حضرت نوح کی اولاد	۱۸
۱۰	انسان اور سانپ کے درمیان کشمکش	۸	۲۹	حام بن نوح	۲۰
۱۱	دنیا میں انسان کی حکومت	۸	۳۰	یافت بن نوح	۲۰
۱۲	ناخنوں میں چمک کیوں	۹	۳۱	سام بن نوح	۲۰
۱۳	ابلیس کو شہ جنت میں کسے لے گیا	۹	۳۲	ارم بن سام	۲۱
۱۴	آدم کی توبہ قبول ہوئی	۱۰	۳۳	عرب و عجم کے سلسلہ نسب	۲۲
۱۵	ہندوستان کی عظمت	۱۰	۳۴	حضرت صالح	۲۳
۱۶	حضرت آدم کا حلیہ	۱۱	۳۵	قوم ثمود کی ہلاکت	۲۴
۱۷	حضرت آدم کی پہلی اولاد	۱۱	۳۶	حضرت ابراہیم کا نسب	۲۴
۱۸	ہابیل قابیل کی داستان	۱۱	۳۷	حضرت ابراہیم کا سارے عہد	۲۵
۱۹	دنیا کی سب سے پہلی کتاب	۱۲	۳۸	علم نجوم کی اختراع	۲۶

ب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۹	ذوالقرنین اور نمرود کی تاریخ	۲۶	۶۰	بخت نصر کا مصر پر حملہ	۴۲
۴۰	آتش نمرود سے نجات	۲۶	۶۱	بیت المقدس کی ویرانی	۴۳
۴۱	حضرت ابراہیمؑ پر محفوں کا نزول	۲۷	۶۲	عزیر و دانیالؑ	۴۴
۴۲	حضرت اسمعیلؑ کی ولادت	۲۷	۶۳	حضرت شعیبؑ	۴۴
۴۳	حضرت اسمعیلؑ	۲۸	۶۴	نبی اکرمؐ کی بشارت	۴۵
۴۴	حضرت اسحق بن ابراہیمؑ	۳۰	۶۵	جناب حزقیل	۴۵
۴۵	ذبیح کون؟	۳۰	۶۶	حضرت ایاسؑ	۴۶
۴۶	عمیسو بن اسحاقؑ	۳۱	۶۷	پیغمبروں کی قاتل مورت	۴۶
۴۷	حضرت یعقوب بن اسحاقؑ	۳۲	۶۸	حضرت الیسعؑ	۴۶
۴۸	اولاد یعقوبؑ	۳۴	۶۹	حضرت زکریاؑ	۴۷
۴۹	حضرت یوسف بن یعقوبؑ	۳۵	۷۰	حضرت عیسیٰؑ	۴۷
۵۰	حضرت ایوبؑ	۳۶	۷۱	حضرت عیسیٰؑ کی جاک پیدائش	۴۸
۵۱	حضرت موسیٰ و ہارونؑ	۳۶	۷۲	اصحاب کہف کا حال	۴۸
۵۲	حضرت ہارونؑ کی رحلت	۳۸	۷۳	جناب ذی القرنین	۴۹
۵۳	اشماوی بن ہلقانا	۳۸	۷۴	جناب جرجیس	۴۹
۵۴	طالوت	۳۸	۷۵	حضرت لقمان حکیم	۴۹
۵۵	داؤد و سلیمان کے فرزند	۳۹	۷۶	دنیا ہزار ابواب کے مصنف	۵۰
۵۶	بیت المقدس پر حملہ	۳۹	۷۷	جناب ذی الکفل	۵۰
۵۷	ہندوستان پر اسرائیل کی فوج کشی	۴۰	۷۸	انبیاء اور رسولوں کی تعداد	۵۰
۵۸	یہودیوں کی بدعات	۴۱	۷۹	ایک سو چار آسمانی کتابیں	۵۱
۵۹	بخت نصر کے ہاتھوں یہودیوں کی بربادی	۴۱	۸۰	کسی نبی کے درمیان کتنا افتاد	۵۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۱	حضرت آدمؑ و نوحؑ کے درمیان	۹۹	۶۵	بنی ہاشم	۶۵
	کتنی پشتیں گزریں۔	۵۲	۶۵	بنی امیہ	۶۵
۸۲	حضرت ابراہیمؑ اور	۱۰۱	۶۶	امیہ بن عبد	۶۶
	داؤدؑ کے درمیان کتنا اتفاق	۵۲	۶۷	طابخہ	۶۷
۸۳	بنی اکرم سے قبل کون کس دین پر تھا	۵۳	۶۷	ضبیہ بن امر	۶۷
۸۴	ورقہ بن نوفل بن اسد	۱۰۳	۶۸	مزنیہ بن اد	۶۸
	بن عبد العزیٰ	۵۳	۶۸	حمیس بن اد	۶۸
۸۵	زید بن عمرو بن نفیل	۵۴	۶۸	مر بن اد	۶۸
۸۶	امیئہ بن ابی الصلت	۵۴	۶۹	تیمم بن مر	۶۹
۸۷	اسعد ابوکرب حمیری	۵۵	۷۰	سعد بن زید	۷۰
۸۸	قیس بن ساعدۃ الیادی	۵۵	۷۱	قیس بن عیلان	۷۱
۸۹	ابو قیس صرمۃ	۵۵	۷۱	عمرو بن قیس عیلان	۷۱
۹۰	خالد بن سنان بن غبث	۵۶	۷۲	سعد بن قیس عیلان	۷۲
۹۱	اہل عرب کے نسب نامے	۵۸	۷۳	ذبیان بن لغبیض کی اولاد	۷۳
۹۲	مدرکہ بن الیاس	۵۹	۷۵	خصفہ بن قیس عیلان	۷۵
۹۳	قبیلہ اسد	۶۰	۷۶	ہوازن بن منصور کی اولاد	۷۶
۹۴	قبیلہ کنانہ	۶۰	۷۸	شمزئی الجوشن کی نسل	۷۸
۹۵	قبیلہ قریش	۶۱	۸۰	ثقیف	۸۰
۹۶	فہر بن مالک	۶۲	۸۲	آل عباس	۸۲
۹۷	لوی	۶۲	۸۳	آل عمرو بن ودیعہ	۸۳
۹۸	قصی بن کلاب	۶۳	۸۴	عمرو بن قاسط کی نسل	۸۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲۰	اراقم کی نسل	۸۵	۱۲۰	حضرت عبید اللہ بن عباسؓ	۱۰۴
۱۲۱	بکر بن وائل	۸۵	۱۲۱	حضرت معبد بن عباسؓ	۱۰۵
۱۲۲	مسلمہ کذاب کی نسل	۸۶	۱۲۲	حضرت قثم بن عباسؓ	۱۰۶
۱۲۳	ابن جریر کی نسل	۸۷	۱۲۳	حضرت عبد اللہ بن عباسؓ	۱۰۶
۱۲۴	انساب اہل یمن	۸۹	۱۲۴	علی بن عبد اللہ بن عباسؓ	۱۰۷
۱۲۵	آل عاملہ بن سبا	۹۱	۱۲۵	ضار بن عبد المطلب	۱۰۸
۱۲۶	آل حمیر بن سبا	۹۲	۱۲۶	حضرت حمزہ بن عبد المطلب	۱۰۸
۱۲۷	حاتم طائی کی نسل	۹۳	۱۲۷	مقوم بن عبد المطلب	۱۰۹
۱۲۸	عمار بن یاسر کی نسل	۹۳	۱۲۸	ابو لہب بن عبد المطلب	۱۰۹
۱۲۹	امام نخعی کا نسب	۹۴	۱۲۹	حارث بن عبد المطلب	۱۱۰
۱۳۰	آل غسان	۹۵	۱۳۰	ابو سفیان بن حارث ہاشمی	۱۱۰
۱۳۱	حضرت ابو ہریرہؓ کا نسب	۹۵	۱۳۱	نوفل بن حارث ہاشمی	۱۱۱
۱۳۲	انصار قبیلہ کے جد اعلیٰ	۹۶	۱۳۲	عبد اللہ بن حارث	۱۱۱
۱۳۳	اوس و خزرج	۹۶	۱۳۳	نوفل بن حارث ہاشمی	۱۱۲
۱۳۴	ماں بیٹے کی شادی اور ان کی نسل	۹۸	۱۳۴	ربیعہ بن حارث ہاشمی	۱۱۲
۱۳۵	رسول اکرمؐ کا نسب نامہ	۹۹	۱۳۵	رسول اللہؐ کی پھوپھی کے حالات	۱۱۳
۱۳۶	رسول کریمؐ کا دادھیال		۱۳۶	رسول اللہؐ کی والدہ ماجدہ	۱۱۴
	ونا نہال	۱۰۱	۱۳۷	رسول اللہؐ کی دادیاں	۱۱۵
۱۳۷	جناب ابو طالب	۱۰۲	۱۳۸	رسول اللہؐ کی نانیاں	۱۱۶
۱۳۸	حضرت عباسؓ	۱۰۳	۱۳۹	رسول اللہؐ کی دائیاں	۱۱۶
۱۳۹	حضرت فضل بن عباسؓ	۱۰۴	۱۴۰	رسول اللہؐ کی بیبیاں	۱۱۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۶۱	حضرت خدیجہؓ	۱۱۷	۱۸۲	حضرت سفینہؓ	۱۳۳
۱۶۲	حضرت سودہؓ	۱۱۸	۱۸۳	حضرت ثوبانؓ	۱۳۴
۱۶۳	حضرت عائشہؓ	۱۱۹	۱۸۴	حضرت بشارؓ	۱۳۴
۱۶۴	حضرت حفصہؓ	۱۲۰	۱۸۵	حضرت شقرانؓ	۱۳۵
۱۶۵	حضرت زینبؓ	۱۲۰	۱۸۶	حضرت ابوبکیرؓ	۱۳۵
۱۶۶	حضرت زینب بنت جحشؓ	۱۲۱	۱۸۷	حضرت ابو ضمیرؓ	۱۳۵
۱۶۷	حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانہؓ	۱۲۱	۱۸۸	حضرت مدد عمؓ	۱۳۶
۱۶۸	حضرت ام سلمہؓ	۱۲۲	۱۸۹	حضرت ابو موسیٰؓ	۱۳۶
۱۶۹	حضرت میمونہؓ	۱۲۲	۱۹۰	حضرت البنیہؓ	۱۳۶
۱۷۰	حضرت صفیہؓ	۱۲۴	۱۹۱	حضرت فضالہؓ	۱۳۶
۱۷۱	حضرت جویریہؓ	۱۲۴	۱۹۲	رسول اکرمؐ کی سواریوں کے جانور	۱۳۶
۱۷۲	حضورؐ کی مطلقہ بیبیاں	۱۲۴	۱۹۳	رسول اکرمؐ کے حالات زندگی	۱۳۷
۱۷۳	رسول اللہؐ کی اولاد	۱۲۶	۱۹۴	حضرت خدیجہؓ سے عقد	۱۳۸
۱۷۴	سیدہ زینبؓ	۱۲۶	۱۹۵	وحی الہی کا نزول	۱۳۸
۱۷۵	حضرت ابوالعاصؓ	۱۲۶	۱۹۶	واقعہ معراج	۱۳۹
۱۷۶	حضرت رقیہؓ	۱۲۷	۱۹۷	ہجرت و جہاد کا حکم	۱۳۹
۱۷۷	سیدہ ام کلثومؓ	۱۲۸	۱۹۸	مدینہ میں تشریف آوری	۱۴۰
۱۷۸	سیدہ فاطمہؓ	۱۲۸	۱۹۹	جنگ بدر	۱۴۰
۱۷۹	حضرت ابراہیم بن محمدؓ	۱۲۹	۲۰۰	حضرت عائشہؓ کی حیا و رگاز	۱۴۱
۱۸۰	غلامان رسولؐ	۱۳۰	۲۰۱	وہ صحابہؓ جو بد میں شریک ہوئے	۱۴۲
۱۸۱	حضرت ابورافعؓ	۱۳۱	۲۰۲	جنگ بدر میں کفار قریش کو کھلانے والا	۱۴۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۰۳	جنگ بدر میں کتنے کافر قتل	۱۴۳	۲۲۳	حجۃ الوداع	۱۵۶
	واسیر ہوئے۔	۱۴۳	۲۲۴	حضور کی تاریخِ رحلت	۱۵۶
۲۰۴	حضرت عباسؓ کا ایمان	۱۴۳	۲۲۵	یومِ دو شنبہ	۱۵۶
۲۰۵	حضرت علیؓ نے کس کس کو قتل کیا	۱۴۵	۲۲۶	محمدؐ مبارک	۱۵۷
۲۰۶	ابو جہل کا قاتل کون؟	۱۴۶	۲۲۷	حضرت ابو بکر صدیقؓ	۱۵۸
۲۰۷	کتنے مسلمان شہید ہوئے	۱۴۶	۲۲۸	حضرت ابو بکرؓ کا نسب نامہ	۱۵۸
۲۰۸	سیدہ رقیہؓ کی رحلت	۱۴۶	۲۲۹	حضرت ابو بکرؓ کے والدین	۱۵۹
۲۰۹	غزوہٴ احد	۱۴۷	۲۳۰	حضرت ابو بکرؓ کا اسلام	۱۶۰
۲۱۰	حضور اکرمؐ فوجی لباس میں	۱۴۸	۲۳۱	حضرت ابو بکرؓ کا حلیہ	۱۶۱
۲۱۱	شہداءِ احد	۱۴۹	۲۳۲	حضرت ابو بکرؓ کی بیعت	۱۶۱
۲۱۲	کشتگانِ مشرک	۱۴۹	۲۳۳	مرتدین کی سرکوبی	۱۶۱
۲۱۳	جنگِ خندق و خیر	۱۵۱	۲۳۴	شام پر فوج کشی	۱۶۲
۲۱۴	بیعتِ رضوان	۱۵۱	۲۳۵	امیر المومنین کی رحلت	۱۶۲
۲۱۵	حضرت عثمانؓ کا مقام بلند	۱۵۱	۲۳۶	امیر المومنین کی وصیت	۱۶۳
۲۱۶	جنگِ موتہ	۱۵۲	۲۳۷	حضرت ابو بکرؓ کا سنِ حال	۱۶۴
۲۱۷	سیدہ ام کلثومؓ کی رحلت	۱۵۳	۲۳۸	حضرت ابو بکرؓ کی اولاد اور نسل	۱۶۵
۲۱۸	فتحِ مکہ	۱۵۳	۲۳۹	عبداللہ بن ابی بکرؓ	۱۶۵
۲۱۹	جنگِ حنین	۱۵۳	۲۴۰	سیدہ اسماء بنت ابی بکرؓ	۱۶۵
۲۲۰	جنگِ تبوک	۱۵۴	۲۴۱	ام المومنین حضرت عائشہؓ	۱۶۶
۲۲۱	حضرت ابو بکرؓ امیرِ حج	۱۵۵	۲۴۲	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ	۱۶۶
۲۲۲	شاہانِ عالم کو دعوتِ اسلام	۱۵۵	۲۴۳	محمد بن عبدالرحمنؓ	۱۶۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۴۴	محمد بن ابی بکر رضی	۱۶۷	۲۶۵	حضرت عبداللہ بن عمر رضی	۱۷۹
۲۴۵	ابو بیت محمد بن ابی بکر کا رشتہ	۱۶۸	۲۶۶	حضرت عبداللہ بن عمر رضی	۱۸۰
۲۴۶	عبدالرحمن بن ابی بکر رضی	۱۶۸	۲۶۷	حضرت عبید اللہ بن عمر رضی	۱۸۲
۲۴۷	ام کلثوم بنت ابی بکر رضی	۱۶۸	۲۶۸	حضرت عاصم بن عمر رضی	۱۸۲
۲۴۸	ابو بکر بن اوران کے غلام	۱۶۹	۲۶۹	حضرت ابوشحہ بن عمر رضی	۱۸۳
۲۴۹	حضرت بلال رضی	۱۶۹	۲۷۰	حضرت زید بن عمر رضی	۱۸۳
۲۵۰	حضرت عامر بن فہیرہ رضی	۱۷۰	۲۷۱	حضرت مجیر بن عمر رضی	۱۸۴
۲۵۱	حضرت ابونافع رضی	۱۷۱	۲۷۲	غلامان عمر رضی	۱۸۴
۲۵۲	مرہ بن ابی عثمان رضی	۱۷۱	۲۷۳	حضرت ہبج رضی	۱۸۵
۲۵۳	سیمان بن بلال رضی	۱۷۲	۲۷۴	حضرت اسلم رضی	۱۸۵
۲۵۴	حضرت عمر بن خطاب رضی	۱۷۳	۲۷۵	حضرت ہنی رضی	۱۸۵
۲۵۵	شجرہ نسب	۱۷۳	۲۷۶	حضرت مبارک بن فضالہ	۱۸۶
۲۵۶	حضرت عمر کی والدہ ماجدہ	۱۷۳	۲۷۷	حضرت عثمان بن عفان رضی	۱۸۷
۲۵۷	حضرت عمر رضی کے بھائی	۱۷۳	۲۷۸	حضرت عثمان رضی کے والدین	۱۸۷
۲۵۸	عبدالرحمن بن زید	۱۷۴	۲۷۹	حسن و جمال	۱۸۸
۲۵۹	حضرت عمر کی کنیت	۱۷۵	۲۸۰	نبی زادلوں سے عقد	۱۸۸
۲۶۰	حضرت عمر رضی کا سراپا	۱۷۵	۲۸۱	حضرت عثمان رضی پہلے مہاجر	۱۸۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۸۶	زمانہ خلافت اور فتوحات	۱۹۱	۲۰۶	باپ بھائی اور بہنیں	۲۰۳
۲۸۷	حضرت عثمانؓ پر اعتراضات	۱۹۱	۲۰۷	حضرت عقیلؓ بن ابی طالب	۲۰۳
۲۸۸	حضرت عثمانؓ کی شہادت	۱۹۵	۲۰۸	حضرت علیؓ کے بڑے بھائی معاویہؓ کے تھ	۲۰۴
۲۸۹	فرزوق کا مرنیہ	۱۹۶	۲۰۹	حضرت عقیلؓ کے بیٹے	۲۰۴
۲۹۰	حضرت عثمانؓ کی اولاد	۱۹۶	۳۱۰	حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ	۲۰۵
۲۹۱	حضرت عمرو بن عثمانؓ	۱۹۷	۳۱۱	حضرت مسلمؓ کی اولاد	۲۰۵
۲۹۲	آل عثمان اور آل علی کا رشتہ	۱۹۷	۳۱۲	جعفرؓ بن ابی طالب	۲۰۶
۲۹۳	آل عثمانؓ کی نزرگی	۱۹۸	۳۱۳	حضرت جعفرؓ کی فضیلت	۲۰۶
۲۹۴	حضرت ابان بن عثمانؓ	۱۹۹	۳۱۴	محمد بن جعفرؓ کی اولاد	۲۰۷
۲۹۵	حضرت ابان کا حضرت حسینؓ		۳۱۵	حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ	۲۰۷
	سے رشتہ	۲۰۰	۳۱۶	حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ کی اولاد	۲۰۸
۲۹۶	حضرت خالد بن عثمانؓ	۲۰۰	۳۱۷	حضرت علیؓ بن عبداللہؓ	۲۰۹
۲۹۷	حضرت عمر بن عثمانؓ	۲۰۰	۳۱۸	حضرت علیؓ کی خلافت	۲۱۰
۲۹۸	حضرت سعید بن عثمانؓ	۲۰۱	۳۱۹	انتقام خون عثمانؓ کا عزم	۲۱۰
۲۹۹	حضرت ولید بن عثمانؓ	۲۰۱	۳۲۰	جنگ جملؓ	۲۱۱
۳۰۰	حضرت عبداللہؓ بن عثمانؓ	۲۰۲	۳۲۱	حضرت عائشہؓ کی شکست	۲۱۱
۳۰۱	حضرت عبدالملک بن عثمانؓ	۲۰۲	۳۲۲	حضرت علیؓ بصرہ میں	۲۱۲
۳۰۲	حضرت عثمانؓ کے غلام	۲۰۲	۳۲۳	حضرت علیؓ کی شہادت	۲۱۲
۳۰۳	خدان بن ابان	۲۰۳	۳۲۴	حضرت علیؓ کا حلیہ و عمر	۲۱۳
۳۰۴	حضرت علیؓ بن ابی طالب	۲۰۳	۳۲۵	آل علیؓ بن ابی طالب	۲۱۳
۳۰۵	نام و نسب	۲۰۳	۳۲۶	صاحبزادیاں	۲۱۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۲۷	حضرت محسن بن علی رضی	۲۱۵	۳۲۸	عوام بن خویلد کی اولاد	۲۲۶
۳۲۸	حضرت حسن بن علی رضی	۲۱۵	۳۲۹	حضرت زبیر کا حلیہ	۲۲۷
۳۲۹	حسن و معاویہ کی صلح	۲۱۵	۳۵۰	حضرت زبیر کی اولاد	۲۲۷
۳۳۰	اولاد حسن بن علی	۲۱۶	۳۵۱	حضرت جعفر بن زبیر رضی	۲۲۸
۳۳۱	عبد اللہ بن حسن بن حق گو	۲۱۶	۳۵۲	حضرت حمزہ بن زبیر رضی	۲۲۸
۳۳۲	بنو عباس کا آل فاطمہ بر ظلم	۲۱۷	۳۵۳	حضرت عروہ بن زبیر رضی	۲۲۹
۳۳۳	حضرت حسین بن علی رضی	۲۱۸	۳۵۴	حضرت عبد اللہ بن عروہ رضی	۲۳۰
۳۳۴	آل حسین رضی	۲۱۸	۳۵۵	حضرت عثمان بن زبیر رضی	۲۳۰
۳۳۵	سیدہ سکینہ سیدہ فاطمہ	۲۱۸	۳۵۶	حضرت منذر بن زبیر رضی	۲۳۱
۳۳۶	حضرت علی اصغر بن حسین رضی	۲۲۰	۳۵۷	حضرت مصعب بن زبیر رضی	۲۳۱
۳۳۷	امام زین العابدین کا نسب	۲۲۰	۳۵۸	عیسیٰ بن مصعب رضی	۲۳۲
۳۳۸	امام زین العابدین کا مثالی کردار	۲۲۰	۳۵۹	عبد اللہ بن زبیر رضی	۲۳۲
۳۳۹	امام زین العابدین کی اولاد	۲۲۱	۳۶۰	حضرت حمزہ بن عبد اللہ	۲۳۳
۳۴۰	محمد بن علی بن ابی طالب	۲۲۲	۳۶۱	حضرت زبیر اور ان کی اولاد کے غلام	۲۳۴
۳۴۱	عمر بن علی بن ابی طالب	۲۲۳	۳۶۲	طلحہ بن عبید اللہ	۲۳۵
۳۴۲	حضرت عباس بن علی بن ابی طالب	۲۲۳	۳۶۳	عمر و حلیہ	۲۳۸
۳۴۳	حضرت عبید اللہ بن علی بن ابی طالب	۲۲۳	۳۶۴	حضرت طلحہ کی اولاد	۲۳۸
۳۴۴	حضرت جعفر بن علی رضی	۲۲۴	۳۶۵	محمد بن طلحہ رضی	۲۳۹
۳۴۵	علی بن ابی طالب کے غلام	۲۲۴	۳۶۶	محمد بن طلحہ رضی	۲۴۰
۳۴۶	حضرت زبیر بن عوام کے حالات	۲۲۵	۳۶۷	عیسیٰ بن طلحہ رضی	۲۴۱
۳۴۷	نسب	۲۲۵	۳۶۸	اسماعیل بن طلحہ رضی	۲۴۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۶۹	یعقوب بن طلحہ رضی	۲۴۱	۳۹۰	مُصعب بن سعد رضی	۲۵۵
۳۷۰	موسیٰ بن طلحہ رضی	۲۴۱	۳۹۱	حضرت سعید بن زید رضی	۲۵۶
۳۷۱	زکریا بن طلحہ رضی	۲۴۲	۳۹۲	اولاد	۲۵۷
۳۷۲	صالح بن طلحہ رضی	۲۴۲	۳۹۳	فضائل و مناقب	۲۵۷
۳۷۳	حضرت طلحہ کے غلام	۲۴۳	۳۹۴	حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی	۲۵۸
۳۷۴	حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی	۲۴۵	۳۹۵	فضائل و مناقب	۲۵۹
۳۷۵	کنیت	۲۴۶	۳۹۶	حلیہ	۲۵۹
۳۷۶	حلیہ	۲۴۶	۳۹۷	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی	۲۶۰
۳۷۷	محمد بن عبد الرحمن	۲۴۷	۳۹۸	اولاد	۲۶۰
۳۷۸	حمید بن عبد الرحمن رضی	۲۴۸	۳۹۹	عتبہ بن مسعود رضی	۲۶۱
۳۷۹	مُصعب بن عبد الرحمن رضی	۲۴۸	۴۰۰	حضرت ابو ذر غفاری رضی	۲۶۳
۳۸۰	سہیل بن عبد الرحمن رضی	۲۴۹	۴۰۱	معاذ بن جبل رضی	۲۶۴
۳۸۱	عمر بن عبد الرحمن رضی	۲۵۰	۴۰۲	عبادہ بن صامیت رضی	۲۶۴
۳۸۲	زید بن عبد الرحمن رضی	۲۵۰	۴۰۳	عمارہ بن یاسر رضی	۲۶۵
۳۸۳	سعد بن ابی وقاص	۲۵۱	۴۰۴	حلیہ	۲۶۷
۳۸۴	مناقب و محاسن	۲۵۲	۴۰۵	حضرت زید بن ثابت رضی	۲۶۹
۳۸۵	حلیہ	۲۵۳	۴۰۶	حضرت ابی بن کعب رضی	۲۶۹
۳۸۶	اولاد	۲۵۴	۴۰۷	حضرت مقداد بن اسود رضی	۲۷۰
۳۸۷	عمر بن سعد رضی	۲۵۴	۴۰۸	خلفہ بن یمان رضی	۲۷۰
۳۸۸	محمد بن سعد رضی	۲۵۴	۴۰۹	حضرت صہیب بن سنان رضی	۲۷۱
۳۸۹	عامر بن سعد رضی	۲۵۴	۴۱۰	حلیہ	۲۷۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۱۱	حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ	۲۷۲	۴۳۲	عبد اللہ بن انیس انصاریؓ	۲۸۵
۴۱۲	علیہؓ	۲۷۳	۴۳۳	حراث بن ہشامؓ	۲۸۷
۴۱۳	خالد بن ولیدؓ	۲۷۳	۴۳۴	حضرت شداد بن ہادیؓ	۲۸۸
۴۱۴	حضرت ابوسعید خدریؓ	۲۷۴	۴۳۵	حضرت عتاب بن اسیدؓ	۲۸۹
۴۱۵	حضرت ابوالدرداءؓ	۲۷۵	۴۳۶	حضرت عبدالرحمن بن عتہؓ	۲۸۹
۴۱۶	حضرت عثمان بن ابی العاصؓ	۲۷۵	۴۳۷	حضرت علاء بن حضرمیؓ	۲۹۰
۴۱۷	محمد بن مسلمہؓ	۲۷۵	۴۳۸	حضرت سہیل بن عمروؓ	۲۹۰
۴۱۸	حضرت ابو البشیم بن یزیدؓ	۲۷۶	۴۳۹	حضرت جبیر بن مطعمؓ	۲۹۱
۴۱۹	حضرت سلمان فارسیؓ	۲۷۷	۴۴۰	حضرت عمرو بن العاصؓ	۲۹۱
۴۲۰	حضرت ابوطالب انصاریؓ	۲۷۷	۴۴۱	عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ	۲۹۳
۴۲۱	حضرت ابوجانہ انصاریؓ	۲۷۸	۴۴۲	حضرت ابوبکرہؓ	۲۹۴
۴۲۲	حضرت ابواسید الساعدیؓ	۲۷۸	۴۴۳	اولاد	۲۹۵
۴۲۳	حضرت ابو حذیفہ بن عتبہؓ	۲۷۹	۴۴۴	حضرت عمرو بن عبسہؓ	۲۹۶
۴۲۴	ابو حذیفہؓ کے غلام	۲۷۹	۴۴۵	حضرت ابن اُمّ مکتومؓ	۲۹۷
۴۲۵	حضرت عکاشہ بن محصنؓ	۲۸۰	۴۴۶	حضرت سہیل بن حنیفؓ	۲۹۷
۴۲۶	حضرت ابوالیوب انصاریؓ	۲۸۰	۴۴۷	حضرت تمیم داریؓ	۲۹۸
۴۲۷	عتبہ بن غزوہؓ	۲۸۱	۴۴۸	حضرت عمرو بن الحقؓ	۲۹۸
۴۲۸	حضرت یعلیٰ بن مثنیہؓ	۲۸۱	۴۴۹	حضرت جریر بن عبداللہؓ	۲۹۸
۴۲۹	حضرت ابو ہریرہؓ	۲۸۳	۴۵۰	حضرت عمرو بن حریتؓ	۲۹۹
۴۳۰	حضرت عقبہ بن عامرؓ	۲۸۵	۴۵۱	حضرت نعان بن بشیرؓ	۳۰۰
۴۳۱	زید بن خالدؓ	۲۸۵	۴۵۲	حضرت مغیرہ بن شعبہؓ	۳۰۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۵۳	خالد بن سعید اموی رضی	۳۰۲	۴۵۴	حضرت عمران بن حصین خزاعی رضی	۳۱۴
۴۵۴	عبد اللہ بن معقل رضی	۳۰۳	۴۵۵	حضرت امامہ باہلی رضی	۳۱۴
۴۵۵	معقل بن یار رضی	۳۰۳	۴۵۶	حضرت عکراش بن ذویب رضی	۳۱۴
۴۵۶	معقل بن سنان رضی	۳۰۴	۴۵۷	حضرت حکیم بن حزام رضی	۳۱۵
۴۵۷	عابد بن عمرو رضی	۳۰۴	۴۵۸	حضرت حویطب بن عبد العزیٰ رضی	۳۱۶
۴۵۸	حضرت بلال بن عمارت رضی	۳۰۴	۴۵۹	حضرت حسان بن ثابت رضی	۳۱۷
۴۵۹	نعمان بن مقرن	۳۰۵	۴۶۰	حضرت عدی بن حاتم طائی رضی	۳۱۸
۴۶۰	حضرت حنظلہ الکاتبی رضی	۳۰۵	۴۶۱	حضرت عمرو بن مسیح طائی رضی	۳۱۸
۴۶۱	حضرت بریدہ اسلمی رضی	۳۰۶	۴۶۲	حضرت نوفل بن معاویہ رضی	۳۱۹
۴۶۲	حضرت عبد اللہ بن سعد رضی	۳۰۶	۴۶۳	حضرت لاء ابیہ ولانفاقی نوفل رضی	۳۱۹
۴۶۳	قیس بن عاصم رضی	۳۰۷	۴۶۴	حضرت عوف بن مالک الشحنی رضی	۳۱۹
۴۶۴	حضرت زبرقان بن بدر رضی	۳۰۷	۴۶۵	حضرت مالک بن عوف نصری رضی	۳۲۰
۴۶۵	حضرت عیینہ بن حصن	۳۰۸	۴۶۶	حضرت حارث بن عوف رضی	۳۲۰
۴۶۶	حضرت عبد الرحمن سمرہ رضی	۳۱۰	۴۶۷	حضرت معقیب	۳۲۰
۴۶۷	حضرت سمرہ بن جندب رضی	۳۱۰	۴۶۸	حضرت خباب بن ارت رضی	۳۲۱
۴۶۸	حضرت سمرہ بن جنادہ رضی	۳۱۱	۴۶۹	حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی	۳۲۲
۴۶۹	حضرت ابو محمد ورہ رضی	۳۱۱	۴۷۰	حضرت ولید بن عقیہ رضی	۳۲۳
۴۷۰	حضرت رافع بن خدیج رضی	۳۱۲	۴۷۱	حضرت عبد اللہ بن عامرہ رضی	۳۲۴
۴۷۱	حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی	۳۱۲	۴۷۲	آل کریر کے آزاد غلام	۳۲۶
۴۷۲	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی	۳۱۳	۴۷۳	حضرت ذوالیحدین رضی	۳۲۷
۴۷۳	حضرت انس بن مالک رضی	۳۱۳	۴۷۴	حضرت ذوالجنادین	۳۲۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۹۵	حضرت ابو عمیر مولا رضی	۳۲۷	۵۱۶	حضرت لبید بن ربیعہ شاعر رضی	۳۳۵
۴۹۶	حضرت جہجہ غفاری رضی	۳۲۸	۵۱۷	حضرت واقد بن منشیق رضی	۳۳۵
۴۹۷	حضرت سلمہ بن اکوع رضی	۳۲۸	۵۱۸	حضرت مکنف بن زید الخلیل رضی	۳۳۵
۴۹۸	حضرت شرجیل بن حسنہ رضی	۳۲۹	۵۱۹	حضرت اشعث بن قیس رضی	۳۳۶
۴۹۹	حضرت عبداللہ بن جحینہ رضی	۳۲۹	۵۲۰	حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی	۳۳۷
۵۰۰	حضرت حفاف بن تذبہ رضی	۳۲۹	۵۲۱	حضرت حجر بن عدی رضی	۳۳۷
۵۰۱	حضرت ابولبابہ انصاری رضی	۳۲۹	۵۲۲	حضرت عبداللہ بن عمرو بن جلی رضی	۳۳۷
۵۰۲	حضرت براء بن عازب انصاری رضی	۳۲۹	۵۲۳	حضرت فیروز دیلمی رضی	۳۳۷
۵۰۳	حضرت عاصم بن عدی رضی	۳۳۰	۵۲۴	حضرت عجلانی رضی	۳۳۸
۵۰۴	حضرت ابو عبس بن جبر رضی	۳۳۰	۵۲۵	عباس بن مرواس سلمی رضی	۳۳۸
۵۰۵	حضرت حوات بن جبرین نعمان رضی	۳۳۰	۵۲۶	حضرت ابو برزہ اسلمی رضی	۳۳۸
۵۰۶	حضرت ابوالیسر رضی	۳۳۱	۵۲۷	حضرت فرات بن حیثان رضی	۳۳۸
۵۰۷	حضرت ابو مرثد غنوی رضی	۳۳۱	۵۲۸	حضرت حشاش رضی	۳۳۹
۵۰۸	حضرت مسطح بن اثاثہ رضی	۳۳۱	۵۲۹	حضرت عیاض بن حاد رضی	۳۴۰
۵۰۹	حضرت سوہیط رضی	۳۳۱	۵۳۰	حضرت اشج عبدی رضی	۳۴۰
۵۱۰	حضرت دحیہ کلبی رضی	۳۳۳	۵۳۱	حضرت جارد عبدی رضی	۳۴۰
۵۱۱	حضرت عرابہ اوسی رضی	۳۳۳	۵۳۲	حضرت صحارہ بن عباس عبدی رضی	۳۴۱
۵۱۲	حضرت وحشی قاتل حمزہ رضی	۳۳۳	۵۳۳	حضرت حمزیم بن فاتک رضی	۳۴۲
۵۱۳	حضرت حمل بن مالک رضی	۳۳۴	۵۳۴	جن صحابہ نے اخیر میں انتقال کیا۔	۳۴۳
۵۱۴	حضرت مجالد و مجاشع رضی	۳۳۴	۵۳۵	حضرت ابوالطفیل رضی	۳۴۳
۵۱۵	حضرت علقمہ بن علاشہ رضی	۳۳۴	۵۳۵		

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۳۶	مؤلفۃ القلوب	۳۲۴	۵۳۲	محمد بن سفیان رضی	۳۲۷
۵۳۷	حضرت ابوسفیان بن حرب	۳۲۵	۵۳۳	عتبہ بن ابی سفیان رضی	۳۲۷
۵۳۸	آل ابوسفیان رضی	۳۲۶	۵۳۴	زیاد بن ابی سفیان رضی	۳۲۷
۵۳۹	حنظلہ بن ابوسفیان رضی	۳۲۶	۵۳۵	زیاد کی اولاد	۳۲۸
۵۴۰	حضرت یزید بن ابی سفیان رضی	۳۲۶	۵۳۶	حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی	۳۵۰
۵۴۱	عنبرہ بن ابی سفیان رضی	۳۲۶	۵۳۷	حضرت معاویہ کی اولاد	۳۵۱

تقدیم

تاریخ الانساب یعنی کتاب المعارف لابن قتیبة کا شمار ان قدیم کتب میں ہوتا ہے جو ہر دور میں مورخین و مصنفین کا ماخذ رہی ہیں۔ اہل علم حضرات کے حلقے میں اس کی اہمیت کسی بھی طور پر خفی و مخفی نہیں۔ تشنگانِ علم تاریخ و انساب کے لئے اس میں ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبة نے بڑی محنت سے کائنات کے پہلے انسان حضرت آدمؑ سے لیکر پہلی صدی ہجری تک تمام مشہور انبیاء و رسل کے حالات مع انکے نسب ناموں کے بیان کئے ہیں۔ اسی طرح سیکڑوں رسول آل رسول صحابہؓ اور تابعین و تبع تابعین کے احوال و سوانح انکے نسب ناموں کیساتھ تحریر کئے ہیں جس کی وجہ سے یہ کتاب ایک منفرد تالیف بن گئی کہ اس سے پہلے اس قسم کی کوئی تالیف منظر عام پر نہ آئی تھی، ابن قتیبة نے یہ کلام تیسری صدی میں انجام دیا اس وقت سے اب تک کوئی مؤرخ و مصنف اس سے بے نیاز نہیں رہ سکا ہے۔ معارف ابن قتیبة ایک ایسا انسائیکلو پیڈیا ہے جو کسی قسم کے تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ تاریخ کھر طالب علم اس کی اہمیت کا اور اس کا متلاشی ہے مگر تلاش بسا کے باوجود یہ کتاب اب تک اسے دستیاب نہ ہوتی تھی اسلئے کہ وطن عزیز میں اب تک اس کا ترجمہ شدہ نسخہ زبان اردو شائع نہ ہوا تھا۔ عربی زبان سے عدم واقفیت کی وجہ سے اس کے عربی نسخے سے ہر طالب علم اپنی علمی پیاس کما حقہ نہ بجھا سکتا تھا چنانچہ پاک اکیڈمی بکس پبلیشرز نے اس علمی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کے اردو ترجمے کو شائع کرنے کا اہتمام کیا جو کہ برصغیر پاک و ہند کے مشہور و معروف مصنف مترجم محترم سلام اللہ صدیقی نے تاریخ الانساب کے نام سے کیا ہے۔

ادارے نے اس ترجمے کو جوں کا توں شائع کیا ہے تاکہ اس کا حسن متاثر نہ ہو حالانکہ اس تاریخی کتاب کے کچھ مقامات سے ایسے ہیں جن سے مختلف ہائے طبقہ ہائے فکر اختلاف کر سکتے ہیں۔ ادارہ ان کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہے کہ یہ تحریریں حذف بھی کی جاسکتی تھیں مگر کیوں کہ یہ کتاب ایک قدیم ترین ماخذ و حوالہ جاتی کتابوں شمار ہوتی ہے اس لئے اولیے ادارے نے بہتر نہ سمجھا کہ اس میں کسی قسم کی کانٹا پھانٹ یا خراش تراش کی جائے

اور نہ کسی علمی خیانت کا ارتکاب کیا جائے۔

ادارہ اس علمی کاوش کو آج اہل علم کے سامنے بصدا فتخار پیش کر رہا ہے کہ آج ہم نے علم کے قدر دانوں کی ایک ضرورت کو پورا کر دیا ہے اس لیے کہ اس علمی شہ پارے کی پذیرائی میں اہل ذوق کسی قسم کی کمی نہیں کریں گے۔

میں اس موقع پر باطلہا مسرت یہ کہوں گا کہ پاک اکیڈمی کی آئندہ بھی یہ کوشش رہے گی کہ اہل علم ذوق کی خدمت میں نایاب علمی شہ پارے اور بہترین اعلیٰ معیار کی کتابیں پیش کرتی رہے۔ آخر میں اُن چند اشخاص کا تذکرہ نہ کروں جو معارف ابن قتیبہ کی اشاعت کے سلسلے میں قدم بقدم میرے رفیق و رہنما رہے، جن کے قیمتی مشوروں اور پر خلوص آراء نے میری ہمتوں کو جلا بخشی، تو میری نظر میں یہ بھی ایک طرح کی خیانت ہو گی۔ میں شکر گزار ہوں حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب علوسی (سابق ایڈیٹر فٹ رزہ خدام الدین) حضرت مولانا اعجاز احمد خان صاحب گھاڑی، حضرت علامہ سعید بن عزیز یوسف نئی، اور مشہور شاعر و صحافی جناب میر و اصف علی صاحب کا جنھوں نے اس علمی کاوش کو آپ کے سامنے جلد از جلد پیش کرنے کیلئے میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ انکی شفقتیں اور اہم تعاون آئندہ بھی جاری رہیگا۔ میں کتاب کے قارئین سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ مطالعہ کے بعد اپنے قیمتی مشوروں سے بھی ضرور نوازیں گے کسی قسم کی غلطی پائیں تو ازراہ کرم اسکی نشاندہی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔ والسلام

آپ کے گراں قدر مشوروں کا منتظر

صاحبزادہ حافظ حقانی میاں قادری

پاک اکیڈمی کراچی

یکم اپریل ۱۹۸۵ء

پیش لفظ

کتاب پڑھنے سے قبل صاحب کتاب کے بارے میں کچھ جان لینا نہایت ضروری ہے، اس لئے کہ مصنف کے اخلاق و کردار کا اس کی تحریر پر خاص اثر ہوتا ہے۔

پیش نظر کتاب "حضرت آدم سے عہد صحابہ تک" کا اصل نام "معارف" اور مصنف کا نام عبدالشہر بن قتیبہ ہے، آپ نے ۲۷۶ھ میں انتقال کیا۔

ابن قتیبہ دو ہیں اور دونوں کی کتاب کا نام "معارف" ہے۔ عبدالشہر بن قتیبہ اور ابراہیم بن قتیبہ۔ ثانی الذکر شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے ہیں چونکہ دونوں کی کتابوں کا نام ایک ہی ہے، اس لئے کچھ لوگ ابن قتیبہ کا نام سُنتے ہی کہہ دیتے ہیں۔ یہ تو شیعہ ہیں۔

عبدالشہر بن قتیبہ کے شیعہ ہونے پر یوں بھی شک کیا جاتا ہے کہ ان کی طرف منسوب ایک شہور باب "الامامت والسیاست" ہے جس میں بہت سی باتیں شیعہ طرز فکر کی ترجمانی کرتی ہیں۔ مثلاً متذکرہ کتاب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت جبری اور ظالمانہ رنگ میں پیش کی گئی ہے اور کتاب کی جلد ۱ کے صفحہ ۱۱ سے ۱۶ تک میں اس بیعت کو جبری ثابت کرنے کیلئے عجیب عجیب قسم کی روایات نقل ہوتی ہیں، اسی طرح "معارف" میں بھی متعدد روایات ایسی ہیں جو قیاس اور تحقیق کی کسوٹی پر کھری نہیں اُترتی ہیں۔ مثلاً کتاب "المعارف" میں انبیاء سے متعلق بیشتر روایات

اسرائیلیات کا ماخذ ہیں جو اسلامی مزاج سے مطابقت نہیں رکھتیں، اسی طرح اور بھی چند روایات بالکل عجیب و غریب ہیں، مثال کے طور پر حضرت عثمانؓ کے تذکرہ میں اُن کے بیٹے ولید بن عثمان کے بارے میں لکھا ہے کہ "شرابی اور عیاش تھے چنانچہ جب حضرت عثمانؓ محاصرہ کی حالت میں شہید کئے گئے تو یہ صاحب خوشبویات سے معطر حجلہ عروسی میں تھے، لیکن یہ روایت کیسے تسلیم کی جاتے جب کہ محاصرہ دوران حضرت عثمانؓ میں چالیس روز تک آبِ دانہ بند تھا اور آپؓ اور آپ کے تمام رفقاء کیلئے دن کا چین اور رات کی نیند حرام تھی، لہذا ایسی صورت میں جب کہ آل عثمان ایک ایک گھونٹ پانی کیلئے ترس رہے ہوں کیسے یہ مان لیا جاتے کہ ان کے صاحبزائے اس افراتفری کے ماحول میں جام پر جام لٹھا رہے ہوں۔

محققین نے اس طرح کی روایات کے بارے میں صاف لکھا ہے کہ یہ الحاقی ہیں جو ابن قتیبہ کے علم اور ان کی دوسری روایات کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتیں۔
 رہی کتاب "الامامت والسیاست" تو اُن کے بارے میں بعض مؤرخوں کا خیال ہے کہ یہ کسی اور کی کتاب ہے جو اُن کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔

دائرة المعارف الاسلامیہ ۲۶۲/۱

ذیل میں ابن قتیبہؒ اور ان کی تصنیفات کے بارے میں چند آراء و نقل کی جارہی ہیں، اس سے مندرجہ بالا اقتباسات کی توثیق ہوگی۔
 مشہور ہے کہ علاء ابن قتیبہؒ، ابو حامد سبختانی اور اسحاق بن راہویہ جیسے ائمہ کے شاگرد اور دینور کے قاضی تھے (بقول ابن کثیر)
 ثقہ اور صاحب فضل و شرف تھے۔ (بقول ابن حجر)
 نہایت سچے تھے۔ (بقول خطیب بغدادی)

تفسہ دیندار اور فاضل تھے۔ (بقول مسلمہ بن قاسم)

بعض تذکرہ نگاران کے ہاں میں سخت راستے رکھتے ہیں:-

(بقول قاضی ابن العسری) جاہل تھے۔ (بقول حاکم) کذاب تھے۔ (بقول

محمود آلوسی) دروغ گو اور افترا پرداز تھے (تفسیر روح المعانی ۲۲/۷)

لیکن مشہور مؤرخ ابن خلدون کی نظر میں ابن قتیبہ ادیب اور ضال شخص تھے۔ ادب میں اُن کی کتاب "ادب الکاتب" علم و ادب کے اصول و ارکان میں سے ایک ہے۔ (مقدمہ ص ۲۸۶)

محمود ظفر سیاح کوٹی نے لکھا ہے کہ ابن قتیبہ کی ہر کتاب میں ادبی چاشنی عبارت کی حلاوت و دلکشی اور وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں جو ایک ادیب اور ماہر علم کی کتاب میں ہونی چاہیے، چنانچہ غریب القرآن، غریب الحدیث اور مختلف الحدیث وغیرہ کی عبارتیں ابن قتیبہ کے ادبی ذوق کی بین مثال ہیں۔

سلام اللہ صمدی

کتاب میں بہت اچھی باتیں سنائی گئیں۔ ضرور پڑھیں۔
شباز ریاض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زمین کی تخلیق

تاریخ اسلام کی روشنی میں

میں نے توریت کی پہلی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ رب العالمین نے مخلوقات میں سب سے پہلے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا۔ زمین ابتداءً بالکل غیر آباد اور چٹیل میدان تھی، پانی پر تاریکی چھاتی ہوئی تھی اور اللہ رب العزت کی نسیم لطف رومی آب پر چلتی تھی، اس وقت اللہ عز و جل نے نور کو ظاہر ہونے کا حکم دیا۔ نور عیاں ہوا۔ خدا کو پسند آیا اور اُسے تاریکی سے امتیاز بخش کر اس کا نام دن رکھا۔ تاریکی رات کے نام سے موسوم کی گئی، اس کے بعد شام ہو گئی۔ یکشنبہ کی صبح کو خدا کا حکم ہوا کہ پانی کے وسط میں ایک چھت قائم ہو کر اس کے دو حصے کر دے۔ اس طرح کہ وہ حصے ایک دوسرے سے جدا رہیں۔ ایک چھت پیدا ہو کر وسط آب میں حائل ہوتی جس کی وجہ سے اوپر کا پانی اوپر اور نیچے کا پانی نیچے رہا۔ یہ چھت آسمان کے نام سے موسوم ہوتی اور شام ہو گئی، دو شنبہ کی صبح نمودار ہوئی۔

زمین کا وجود | آیت قرآنی ”والبحر المسجور“ کے بارے میں ابو الخطاب نے مجھ سے بروایت مالک بن سعید اور مالک بن سعید نے بواسطہ ابی صالح بیان کیا ہے کہ ”حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عرش کے

نیچے ایک دریا ہے۔“

یہ قول توریت کے اس بیان سے بھی ملتا ہے کہ ”آسمان دو دریائوں کے

بیچ واقع ہے۔“

خدا تے پاک کا حکم ہوا کہ آسمان کے نیچے کا تمام پانی ایک جگہ جمع ہو جائے تاکہ خشکی نمودار ہو۔ اور ایسا ہو گیا۔ خدا نے خشکی کو زمین اور جمع شدہ پانی کو دریاؤں کے نام سے موسوم کیا۔

جرطی بوٹی کی ابتداء | اس کے بعد حکم الہی ہوا کہ زمین جرطی بوٹیاں اور پھل دار درخت اُگاتے، زمین نے اللہ کے

فرمان پر عمل کیا، خداوند قدوس کو وہ نباتات پسند آئیں، پھر شام ہو گئی، شنبہ کی صبح ہونے پر خدا کا حکم ہوا کہ آسمان کی چھت میں دونوں رات اور دن کی تمیز کے لئے نمایاں ہوں اور ایام و سنین کے لئے علامتوں کام دیں

رات اور دن کی تخلیق | چنانچہ دو نور پیدا ہوتے۔ بڑا نور دن کی حکومت کے لئے اور چھوٹا نور اور ستارے رات کی سلطنت

کے لئے مقرر ہوتے، اللہ رب العالمین نے اُن کو پسند فرمایا اور شام ہو گئی۔ چنانچہ کی صبح نمودار ہوئی تو حکم الہی ہوا کہ پانی ہر جاندار نفس کو حرکت دے، چسٹریاں روتے زمین پر فضائے آسمانی میں پرواز کریں خدا نے دو عظیم الخلق آئیں پیدا فرماتے۔ پانی پر ہر ایک جنس کے جاندار حرکت میں آتے اور ہر ایک پرند مع اپنے جنس کے پرواز میں آیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ سب امور پسند آئے۔ اور اس نے سمجھوں کو برکت عطا فرمائی اور کہا کہ بڑھو اور بھلو۔ پھر شام ہو گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق | پچھشنہ کی صبح نمودار ہوئی، اللہ پاک نے فرمایا۔ ہم بشر کو اپنی صورت

پیدا کریں گے۔ اس لئے آدم کو گندم رنگ زمین کی خاک سے بنایا۔ اور ان کے منہ میں زندگی کی روح پھونک کر فرمایا، آدم کا تنہا رہنا اچھا نہیں۔ میں اس کے واسطے اسی کی ایسی اور ذات بناؤں گا۔ آدم علیہ السلام پر نیند غالب کر کے اشہ پاک نے ان کے پہلو کی ایک ہڈی لے کر اُسے آدم کی ہم شکل بنایا اور اس ہڈی کا نام "امراة" رکھا۔ کیوں کہ وہ "مرا" سے ماخوذ ہوتی تھی پھر اُسے آدم سے قربت عطا کی، آدم علیہ السلام نے کہا کہ یہ میری ایک ہڈی اور میرے گوشت کا ایک حصہ ہے۔ اس لئے آدمی اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر عورت کا ہو رہتا ہے۔

حضرت آدم کی اولاد | خداوند رب العزت نے آدم اور ان کی بیوی کو برکت دی اور ارشاد فرمایا: پھلو پھولو، روٹے

زمین کو اپنی نسل سے بھردو، مخلوقات دریا، آسمانی پرندوں، چرند جانوروں زمین کی جڑی بوٹیوں، درختوں اور پھلوں پر حکمراں بنکر انھیں اپنے تصرف میں لاؤ۔ اس کے بعد خلاق عالم نے تمام مخلوقات کو نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور شام ہو گئی۔

سات دن میں تخلیق کائنات | چھٹے دن کی صبح طلوع ہوتی اور اللہ عزوجل کے تمام کام مکمل

ہوتے۔ اس کے بعد خلاق عالم نے خلقت کے ساتویں دن آرام فرما کر اُسے برکت دی۔ اور پاک بنایا۔ فردوس کو عدن میں نصب کیا جہاں ایک نہر اس باغ کو سیراب کیا کرتی ہے۔ اس نہر کی تقسیم چار شاخوں میں ہوتی ہے۔

اول جیحون یہ سرزمین حویلیہ کے گرد محیط ہے۔ وہاں اعلیٰ درجہ کا سونا، ہنور اور فیروزہ کے بہترین پتھر پیدا ہوتے ہیں۔

دوسری شاخ نہر سیحون ہے۔ یہ کوش اور حبش کی سرزمین کا احاطہ کرتی

ہے۔

تیسری نہر دجلہ ہے اس کا بہاؤ اشور کی طرف ہے
اور چوتھی نہر فرات —

باغ فردوس کے وسط میں زندگی اور نیک بد کے علم کا پودا نصب فرما
کر خدا نے آدم کو حکم دیا کہ فردوس کے تمام درختوں کا پھل کھانا مگر علم نیک بد
کے درخت سے کچھ تعرض نہ کرنا، اگر اس کا پھل کھاؤ گے فوراً مر جاؤ گے۔

اس قول سے خدا تے پاک کی مراد یہ تھی کہ تم مردوں کے مشابہ ہو جاؤ گے۔

سانپ کی تاریخ | خشکی کے جانوروں میں سانپ سب سے بڑھ کر حیلہ باز
اور مکار تھا، اس نے عورت "حوا" سے کہا کہ تم دونوں

میاں بیوی اس درخت کا پھل کھانے سے مرو گے نہیں لیکن تمھارے دل کی
آنکھیں کھل جائیں گی اور دیوتاؤں کی طرح سب اچھی بری باتوں کو جان جاؤ گے۔

عورت نے فریب میں آکر اس درخت کا پھل لیا۔ خود کھایا اور مرد کو بھی
کھلایا۔ پھل کھاتے ہی دونوں کی چشم بصیرت واہنو گئی، انھیں معلوم ہوا کہ وہ
دونوں برہنہ ہیں، انھوں نے انجیر کے پتے توڑ کر تہہ بند تیار کیا۔ اس واقعہ
کے بعد جس وقت دن کو برکت دی گئی تھی اس وقت ان کو باغ فردوس
میں خدائی آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سن کر آدم اور ان کی بیوی جنتی دشتوں
کی اوٹ میں چھپ گئے۔ خداوند پاک نے انھیں اپنے روبرو طلب کیا، آدم
نے عرض کی۔ میں تے تیری آواز فردوس میں سنی، تو نے مجھے برہنہ دیکھا، اس
لئے میں روپوش ہو گیا۔

خدا نے کہا۔ تم کو یہ بات کس نے سبھا کہی تم برہنہ ہو؟ ضرور تم نے میرے

منع کئے ہوئے درخت کا پھل کھایا ہے“

آدمؑ نے عرض کی: ”پروردگارا! عورت نے مجھے وہ پھل کھلادیا“

بی بی حوا نے سانپ کے بہکانے کا عذر پیش کیا۔

انسان اور سانپ کے درمیان دشمنی کیوں؟

خداوند رب العزت
نے سانپ سے

ارشاد فرمایا، تو اس کام کی وجہ سے ملعون کیا گیا۔ تیری سزا یہ ہے کہ تیرے پاؤں نابود کر دیئے جاتے ہیں۔ پیٹ کے بل چلا کر اور مٹی کھایا کر، آئندہ زمانے میں تیری اور اس عورت کی اولاد کے درمیان عداوت پیدا کر دی۔ وہ تیرا سر کچلا کرے گی اور تو اسکو ڈسا کرے گا۔

عورت سے کہا گیا ”تیرے دکھ درد اور حمل میں کثرت کی گئی۔ تو مصیبت کے ساتھ اولاد جنے گی اور اپنے شوہر کو دے دیگی۔ تیرا شوہر تجھ پر حاکم ہے گا“
آدمؑ سے خطاب ہوا ”تمہاری وجہ سے زمین پر لعنت کی گئی۔ وہ کانٹے اُگاتے گی۔ اور تم انھیں چیزوں کو تکلیف پھیل کر اور رو دھو کر کھاتے رہو گے۔ تاآنکہ آخر مٹی میں مل جاؤ گے۔ جس سے تمہاری سرشت ہوتی ہے؟“

خدا نے آدمؑ کی بیوی کا نام اس لئے ”حوا“ رکھا کہ وہ تمام جاندار انسانوں کی ماں ہیں۔ پھر ان دونوں زن و شوہر کو کھال کے تہہ بند پہناتے اور کہا: ”آدمؑ کو نیک و بد کا علم حاصل ہو گیا ہے اس لئے ممکن ہے کہ وہ درختِ زندگی کا بھی پھل کھالے اور حیاتِ جاوید حاصل کرے۔ لہذا اُسے باغِ عدن کے مشرقی حصہ سے خارج کر کے جس زمین کی مٹی سے وہ پیدا کیا گیا تھا اسی پر بھیج دیا“ یہ تورات کا بیان ہے۔

دنیا میں انسان سے قبل کس کی حکومت تھی؟ وہب بن منبہ

بیان کرتے ہیں، کہ آدم سے قبل زمین پر جنوں کی سکونت تھی۔ اُن میں سے ایک جماعت نے نافرمانی اختیار کر کے خوں ریزی شروع کی، اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا کے فرشتوں کی ایک فوج کو اُن کی سرکوبی پر مسلط کیا، اس فوج کا سردار ابلیس تھا۔ یہ جماعت زمین پر نازل ہوتی اور جنوں کو وہاں سے نکال کر ملک بدر کر دیا۔ وہب بن منبہ اپنے اس قول کے استشہاد میں قول باری تعالیٰ وَلِلْجَنّٰتِ خَلْقَنَہٗ مِنْ قَبْلِ مَنْ نَارِ السَّمُومِ کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”من قبل“ سے مراد یہ ہے کہ تخلیق آدم سے پہلے جن پیدا کئے گئے تھے۔

غرض کہ فرشتوں کی فوج نے جنوں کو آباد اور قابلِ زراعت زمین سے نکال کر بنجر زمین اور دریائی جزیروں تک پہنچا دیا ابلیس اپنی ہملہی فوج کے ساتھ سرسبز اور سیر حاصل زمین پر سکونت پذیر ہوا۔ ابلیس کا نام ”عزازیل“ تھا۔ اس کے بعد وہب نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ خدائے قدوس نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

ناخنوں میں چمک کیوں؟ | خدا نے آدم کو ناخنوں کی وضع کا لباس پہنایا، جسکی کھال ہر روز مزید حسن و جمال

حاصل کرتی رہتی تھی۔ مگر جس وقت آدم اور اُن کی بیوی نے ممنوع درخت کے پھل کھائے، اُن کا لباس جاتا رہا۔ وہ لباس آفتاب کی طرح چمکتا تھا۔ پھر اُس کا اثر محض ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں پر رہ گیا۔

ابلیس کو سانپ جنت میں کیسے لے گیا؟ | آدم علیہ السلام کی پیدائش جمعہ کے روز

ہوتی تھی۔ خداوند پاک نے چھ دنوں تک اُنہیں جنت میں رکھا آدم علیہ السلام

اور ان کی بیوی نے جنت میں سب سے پہلے انگور کھاتے جس درخت کے پھل کھانے سے انھیں منع کیا گیا تھا وہ گیہوں کا درخت تھا۔ خدا نے جنت میں سانپ کو آدم کی خدمت گزاری پر مامور کیا تھا۔ سانپ نہایت حسین مخلوق تھا۔ اونٹ کی طرح اس کے چار پاؤں تھے ابلیس نے زمین کے تمام چوپایوں سے خواہش کی کہ تم مجھے جنت کے اندر لے چلو۔ سمجھوں نے انکار کیا۔ مگر سانپ نے اس بات کو منظور کر لیا اور وہ ابلیس کو اپنے دو دانتوں پر بٹھا کر جنت میں لے گیا۔

آدم کی توبہ قبول ہوئی | اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تو ان کو حکم دیا کہ وہ ”مکہ“

کی طرف جائیں۔ ان کے واسطے زمین کو طے کیا اور اس کے کف دست میدانوں کو اٹھالیا۔ جس جس حصہ زمین پر آدم نے قدم رکھے وہ سب آباد ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ ”مکہ“ میں پہنچ گئے، جس وقت آدم علیہ السلام جنت عدن سے زمین پر اتارے گئے تھے تو سرزمین ہند کے مشرقی حصہ میں اترے تھے۔ خدا نے ”حوا“ کو جدہ میں اور سانپ کو جنگل میں اتارا۔ اور ابلیس کو کبر ابلہ کے ساحل پر لا ڈالا۔

ہندوستان کی عظمت | ابن اسحق کا بیان ہے کہ ”اہل علم کہتے ہیں کہ آدم ؑ اور حوا کے اترنے کی جگہ

ملک ہند کا ایک پہاڑ ہے جس کا نام راسم ہے۔ یہ دیہات میں واقع اور آج کل اس جگہ ”دہنج“ اور ”مندل“ ہیں۔

ابو محمد کا قول ہے ”اہل عرب خوشبو اور مینجوج کو ”مندل“ کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ ایک شاعر کسی عورت کے ذکر میں کہتا ہے۔

اذا برزت نالے بہانی تباہا

ذکی الشذا والمندی المطیر

”حندلی“ عود کو کہتے ہیں اور مطیر سے مراد چرا ہوا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا حلیہ | آدم علیہ السلام امر دتھے دار طھی
ان کے بیٹے کے ان کے بعد نکلی۔ ان

کا قد چھبر راستھا۔ سر کے بال گنجان تھے اور ان کے گیسو لٹک رہے تھے۔ وہ زمین پر اُتائے گئے۔ تو کھیتی میں مصروف ہوئے۔ اور حضرت حوا نے بالوں کو کات کر اپنے ہاتھوں سے اس کا کپڑا بنایا۔

حضرت آدمؑ کی پہلی اولاد | توریث میں لکھا ہے کہ حضرت آدم
علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت حوا

سے ہمبستری کی جس سے اُن کا بیٹا ”قابیل“ پیدا ہوا۔ حوا نے کہا: ”میں نے خدا کے واسطے ایک مرد کا فائدہ اُٹھایا“ اس کے بعد اُن کے بطن سے ”ہابیل“ تولد ہوئے۔ قابیل کاشتکار تھے اور ہابیل بکریاں چرا یا کرتے تھے۔ ان دونوں نے قربانی کی۔ قربانی مقبول ہابیل کی قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی نامقبول۔ اس وجہ سے قابیل نے رشک کر کے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا۔

ہابیل قابیل کی داستان | وہمب کا بیان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام
کے ہر ایک بطن سے دو بچے پیدا ہوتے

تھے۔ ایک زرد و سرا مادہ۔ اور اُن میں جو مرد ہوتا تھا وہ بجز اپنی توام بہن کے اور جس بہن کے ساتھ چاہتا شادی کر لیتا۔ قابیل نے اپنے ساتھ پیدا ہونے والی ہابیل کی زوجیت میں دینے سے انکار کر دیا۔ قابیل نے خود اس کے استحقاق کا دعویٰ کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام ناراض ہو کر کہنے لگے۔ اچھا تم دونوں جاؤ۔

اور خدائے پاک سے اپنا معاملہ طے کراؤ۔ تم قربانیاں پیش کراؤ۔ جس کی قربانی مقبول ہوگی وہی اس لڑکی سے شادی کرنے کا زیادہ مستحق ہو گا۔ قابیل ہابیل نے منیٰ کے مقام پر جا کر قربانیاں کیں۔ اُسی وقت سے منیٰ کا مقام آج تک سب لوگوں کے قربانی کرنے کا مقام ہو گیا۔

ایک آگ آسمان سے گری اور قابیل کی قربانی مقبول ہو گئی، قابیل کو رشک ہوا اور اس نے ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ ایک پتھر سے اُس کے سر کو کچل دیا۔ اُس کی بہن کو ساتھ لیکر عدن کے مشرقی جانب ملک یمن کی ایک وادی میں بھاگ آیا۔ اور روپوش ہو گیا۔ آدمؑ کو قابیل کے کر توت کی خبر ملی۔ انہوں نے ہابیل کو مقتول پایا۔ جس کا خون زمین پی گئی تھی۔ آدمؑ نے زمین کو بد دعا دی اور انہیں کی بد دعا کے اثر سے اب تک زمین خون کو جذب نہیں کرتی ہے اور اُس پر کانٹے اُگتے ہیں۔

دنیا کی سب سے پہلی کتاب

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی بیوی حوا سے

ہم بستری کی۔ حوا سے ایک فرزند زینہ پیدا ہوا جس کا نام ”شیث“ رکھا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ وہ منجانب اللہ ہابیل کا نعم البدل ملا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی آدمؑ کے چالیس بیٹے ہیں بطنوں میں سے پیدا ہوتے، ان پر مردار جانور خون اور سوز کے گوشت کی حرمت نازل ہوتی۔ اور اکیس ورقوں میں حروف معجم نازل ہوتے۔ دنیا میں یہ سب سے پہلی کتاب تھی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام زبانوں کو محدود فرمایا۔

حضرت آدمؑ کی وفات

زید بن اخدم کا بیان ہے، وہ کہتے ہیں۔ مجھے یحییٰ ابن کثیر نے بیان کیا کہ ان سے عثمان

بن سعد کاتب بذریعہ حسن اور حسن بذریعہ عتیٰ اور عتیٰ بواسطہ آبی کے روایت کرتے تھے کہ، حضرت آدم علیہ السلام نے وفات کے وقت جنت کے انگوڑ کھانے کی خواہش کی۔ اُن کے بیٹے انگوڑ لانے کے جنت کی جانب روانہ ہوتے۔ راستہ میں میں اُن کو ملائکہ ملے جنہوں نے دریافت کیا: ”فرزندِ ان بنی آدم تم کہاں جا رہے ہو؟“ انہوں نے کہا کہ ہمارے باپ کو جنت کے انگوڑ کھانے کی خواہش ہے اُسی کو لینے کے لئے جا رہے ہیں۔ فرشتوں نے کہا واپس جاؤ۔ تم اپنی خدمت پوری اور اپنا فرض ادا کر چکے۔ غرض کہ وہ سب لوگ واپس آتے اور یہاں آدمؑ وفات پا چکے تھے، پھر اُن کو غسل دیکر جسم میں خوشبو ملی اور کفن پہنا کر حضرت جبریل اور تمام فرشتوں نے صفِ اول میں اور فرزندِ ان بنی آدمؑ نے دوسری صف میں کھڑے ہو کر نماز جنازہ ادا کی۔ بعد ازاں انہیں دفن کر دیا۔ فرشتوں نے آدمؑ کے بیٹوں کو مٹی کر کے کہا۔

”بنی آدم! تمہارے موٹی (مرنے والوں) کے واسطے یہی طریقہ رکھا گیا ہے“

حضرت آدمؑ کی قبر | غار میں جس کا نام ”غار کنز“ تھا کھودی گئی اور اُن

کی نعش اُسی مقام پر طوفانِ نوح کے زمانہ تک مدفون رہی۔ جب طوفانِ نوح کا زمانہ آیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی نعش قبر سے نکال کر ایک تابوت میں بند کی اور کشتی پر اپنے ساتھ رکھ لی۔ طوفان ختم ہونے اور زمین کے نمایاں ہونے پر اہل کشتی خشکی پر اترے تو آدم علیہ السلام کی نعش کو حضرت نوحؑ نے پھر اُسی مقام پر دفن کر دیا۔

۹۳۰ میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نو سو تیس برس زندہ رہے۔ اور وہ بکا کہنا ہے کہ وہ پورے ایک ہزار سال تک بڑھ رہے

حضرت شیش

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں حضرت شیش سب سے بزرگ، صاحب وقار اور باپ

کے ہم شکل اور محبوب تھے۔ باپ نے اُن کو اپنا وصی اور قائم مقام بنایا تھا۔ تمام آدمی انھیں کی اولاد میں ہیں۔ اور سبھوں کا نسب انھیں پر ختم ہوتا ہے

حضرت شیش علیہ السلام نے ہی کعبہ کی تعمیر گارے اور پتھروں سے کی تھی۔ اس تعمیر سے قبل اس مقام پر آدم علیہ السلام کا ایک خیمہ تھا جو خداوند پاک نے اُن کے لئے جنت سے بھیج کر نصب کیا تھا، خداوند پاک نے حضرت شیش ابن آدم پر پچاس صحیفے نازل فرماتے اور وہ نو سو برس زندہ رہے۔ شیش علیہ السلام کے بیٹے انوش اور چند دوسرے لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ ”انوش“ کے لڑکے کا نام ”قینان“ قینان کے بیٹے کا ”مہلائیل“ مہلائیل کے فرزند کا نام ”یارو“ اور یارو کے بیٹے کا نام ”اخنوخ“ تھا۔ جن کو ادریس بھی کہتے ہیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام

وہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت

ادریس علیہ السلام دراز قد اور کشادہ

شکم تھے۔ آپ کا سینہ چوڑا تھا۔ جسم پر بال کم تھے، سر کے بال گنجان تھے۔ دونوں کانوں میں سے ایک بڑا تھا دوسرا چھوٹا۔ اُن کے بدن میں سفید سفید داغ تھے۔ لیکن برص کا مرض نہیں تھا۔ آواز بہت نازک تھی۔ باتیں سنبھل سنبھل کر کیا کرتے تھے۔ اور چلنے میں قدم نزدیک نزدیک رکھتے تھے۔ اُن کا نام ادریس اس لئے رکھا گیا تھا کہ خدا کی کتاب اور قواعد اسلام کا درس بکثرت دیا کرتے تھے۔ ان پریش صحیفے نازل ہوتے تھے، سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ ہر ادریس ہیں۔ اور کپڑوں کو سی کر بھی سب سے پہلے انھیں نے پہنا۔ ان سے پہلے

لوگ جانوروں کی کھالیں پہنا کرتے تھے۔ ہزار آدمی اُن لوگوں میں سے جن کے لئے وہ دعا کرتے تھے مقبول ہوتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ادریسؑ کو اپنی خدمت میں اُٹھالیا تو وہ لوگ آپس میں مختلف ہو گئے اور یہ بدعتیں کرنے لگے۔ ان کی یہ حالت حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک رہی اور حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح کے پردادا تھے جس وقت وہ زندہ آسمان پر اُٹھالے گئے اس وقت اُن کی عمر تین سو پینسٹھ برس کی تھی۔

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت اٰخوخؑ نے خداوند رب العزت کے سامنے نیکی اور نیکو کاری کی، اس لئے اس نے انھیں اُٹھالیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹے "منوشالغ" تھے۔ یہ حضرت ادریس علیہ السلام کی عمر کے تین سو برس گزرنے کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ "منوشالغ" کے فرزند کا نام "ملک" تھا۔ "ملک" کے فرزند زریہ پیدا ہوا تو انھوں نے اس کا نام "نوح" رکھا۔

وہب بیان کرتے ہیں کہ ادریسؑ کے بعد

حضرت نوح علیہ السلام

خدا نے سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام

کو شرف نبوت بخشا۔ وہ نجاری کا پیشہ کرتے تھے، رنگ اُن کا گندم گوں تھا۔ چہرہ ڈبلا، سر میں کسی قدر طول، آنکھیں بڑی بڑی، پنڈلیاں پتلی، رانیں بھاری اور گداز کلاتیاں باریک، ناف اُبھری ہوتی۔ داڑھی بڑی اور گھنی، قد لانسبا، اور ہاتھ پاؤں بھاری تھے۔ غصہ کرنے اور جھڑکی دینے میں سخت تھے۔ خدا نے اُن کو پچاس برس کی عمر اُن کی قوم کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ وہ ہزار سال انھیں لوگوں میں رہے جن میں سے پچاس برس قبل بعثت کے نکال دیئے جائیں تو تین صدیوں تک انھوں نے اپنی قوم میں رہ کر اُسے وعظ و نصیحت کیا۔ مگر ان لوگوں میں سے معدودہ چند اشخاص کے اور کسی نے اُن کی بات نہیں مانی۔ اور نہ اُن پر ایمان لاتے۔ اللہ تعالیٰ

نے اس کا ذکر تورات میں فرمایا ہے۔

کشتی نوح کی تخلیق | اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ وہ ایک کشتی بنائیں جس کی لمبائی تین سو ہاتھ ،

چوڑائی پچاس ہاتھ اور بلندی تیس ہاتھ ہو، دروازہ کشتی کا اس کی چوڑائی میں ہونا چاہیئے۔ اس کشتی میں تم مع اپنی بیوی، بچوں اور یہودوں کے سوار ہو۔ اور اپنے ساتھ تمام گوشت پوست رکھنے والے جانوروں کا ایک جوڑا بھی کشتی میں رکھ لو۔ کیوں کہ میں تو برابر چالیس دن رات زمین پر پانی برساؤں گا جو میری تمام روئے زمین کی مخلوقات کو ہلاک و برباد کر دے گا۔ ایک تابوت بھی کشتی پر بار کر لو جس میں آدم کی نعش ہوگی۔ یہ تابوت شمشاد سا سہم کی لکڑی سے تیار کرو اور ایک سال کا سامان خوراک اپنے ساتھ رکھ لو۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل کی، خدا نے نوح کی عمر کے چھٹی صدی میں جب کہ سال کے دوسرے مہینے کی ستر ہوئی تاریخ تھی طوفان کو زمین پر نازل کیا۔ "کشتی نوح" ایک سو پچاس دن پانی میں رہی۔ جس کے بعد اللہ پاک نے ہوا بھیجی۔ ہوانے تمام زمین کو اچس کر لیا۔ جس سے پانی اپنے مقام پر ختم گیا۔ زمین کے بڑے بڑے سوتے بند ہو گئے۔ اور آسمانی پرناے بھی رک گئے۔ چھٹے مہینے میں کشتی "فردی" پہاڑ پر ٹھہری۔ دسویں مہینے میں پہاڑوں کی چوٹیاں پانی سے باہر آئیں۔ چھ سو چھٹے سال پہلے ہی مہینے کے اول دن میں زمین کا پانی خشک ہو گیا۔ اور نوح نے زمین کا ڈھکنا کھول کر زمین کی صورت دیکھی۔ دوسرے ماہ کی سترہویں تاریخ کو زمین خشک ہوئی۔ تورات میں یہی بیان کیا گیا ہے۔

کشتی نوح کی تاریخ | وہب کا کہنا ہے کہ ہم نے متناہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی "ماہ رجب" کی دسویں تاریخ میں ٹھہری

تھی۔ اور پانی ایک سو پچاس دن تک لگاتار برستا اور چشموں سے اُبلتا رہا جس کے بعد کشتی کو وہ جودی پر رُکی جو ”الجزیرہ“ کی سرزمین پر ایک پہاڑ ہے۔ کشتی کامل ایک ماہ رُکی رہی اور نوح محرم کی دسویں تاریخ کو زمین پر اترے۔

توریت میں لکھا ہے کہ خدا نے نوح کو حکم دیا کہ مع اپنے تمام ساتھیوں کے کشتی کے باہر آؤ۔ وہ لوگ نکلے، نوح نے ایک قربان گاہ بنا کر فوراً قربانی پیش کی۔ خدا نے اس قربانی پر راحت کی ہوا چلائی اور نوح اور اُن کے بیٹوں کو برکت دے کر فرمایا تم بھلو اور بڑھو اور تمام روتے زمین کو بھر لو۔ تمہارا رب زمین کے چرندوں چوپایوں تمام چڑھیوں اور دریائی جانوروں پر غالب ہو گا۔ مگر اب گوشت نہ کھانا جس کے اندر اسکی جان نہ ہو (یعنی مردار) جو شخص کسی انسان کی خونریزی کرے گا اُس کا خون آدمیوں میں گرایا جائے گا۔ کیونکہ آدم خدا کی صورت پر پیدا کئے گئے ہیں۔ خدا نے نوح علیہ السلام سے فرمایا۔

”میرے اس پیمان کی نشانی جس کے ساتھ میں تم سے قول لیتا ہوں یہ ہے کہ تم زمین میں طوفان کے ذریعہ سے میری اُس کمان کو نہ بگاڑنا جسے میں نے ابر میں رکھا ہے۔ اور جس وقت تم اُسے دیکھو فوراً میرے پیمان کو یاد کرنا؟“

وہب نے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے تینوں بیٹوں حام و سام و یافث کے ساتھ

حضرت نوح کی عمر

کشتی میں داخل ہوتے اور اُن کی بیبیاں اور چالیس مژد عورت اور اُن کے سوا اور بھی، جب یہ لوگ کوہ ”فروی“ پر کشتی سے اترے تو وہاں ایک گاؤں آباد کیا جس کا نام ”ثمانین“ رکھا۔ اس لئے کہ اس میں اسی گھر تھے۔ گویا ہر آدمی جو نوح پر ایمان لایا تھا۔ ایک ایک گھر میں آباد تھا۔ وہ گاؤں آج بھی ”سوق الثمانین“ کے نام سے مشہور ہے۔

نوح نے کشتی سے نکلنے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی اور بارہ رمضان کے روزے رکھے۔ رمضان کے روزے رکھنا نوح کی اولیات میں داخل ہے۔ اس پانی کی طغیانی کا نام طوفان اس لئے رکھا گیا تھا کہ پانی نے ہر ایک شے پر چادر ڈال دی تھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ آدم علیہ السلام کی وفات اور طوفان کے درمیان دو ہزار دو سو بیالیس سال کا زمانہ ہوا تھا۔

توریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام طوفان کے بعد تین سو پچاس سال زندہ رہے۔ اس حساب سے اُن کی عمر نو سو پچاس برس کی ہوتی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر پورے ہزار سال کی تھی جس کا حساب یہ ہے۔ پچاس برس کی عمر میں وہ نبوت کے ساتھ مبعوث ہوتے اور قوم کو دین کی دعوت دینے کا آغاز کر کے مرتے وقت تک تو سو پچاس برس عمر کے صرف کئے۔ اس طرح جملہ ایک ہزار سال ہوتے۔

نوح کی اولاد | توریت میں مذکور ہے کہ نوح کے پانچ سو برس عمر گزرنے کے بعد تین بیٹے سام، حام، یافث پیدا ہوئے۔ اور وہ لڑکا جس کے بارے میں اختلاف ہے اور جس سے حضرت نوح علیہ السلام نے کہا تھا کہ "جان پدر کشتی میں آکر سوار ہو جاؤ۔ اُس کا نام: یام" تھا، اس سے زیادہ توریت میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ لہذا دنیا میں جتنے آدمی اس وقت موجود ہیں وہ حضرت نوح علیہ السلام کے انھیں تینوں فرزندوں سام، حام اور یافث کی نسل سے ہیں۔

مجھ سے سہل بن محمد نے بروایت اصمعی مسلمہ بن علقمہ المازنی کی یہ

روایت بیان کی۔ مسلمہ نے کہا کہ عمر بن الخطاب نے کعب سے دریافت کیا کہ آدم کے دو بیٹوں میں سے کس سے نسل ہے۔؟

کعب نے جواب دیا۔ اُن دونوں میں سے ایک کی نسل بھی نہیں چلنے پائی۔ مقتول توبے نام و نشان ہی ہو گیا تھا۔ قاتل کی نسل بھی طوفان میں ہلاک ہو گئی تھی۔ اب جس قدر آدمی ہیں سب نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور اور نوح علیہ السلام حضرت شیت علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اور حضرت شیت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی سے اتر کر انگور کی بیل لگائی۔ جب وہ پھلی تو انگوروں کا عرق پخوڑ کر شراب بنیاری اور اُسے پی کر مست ہو گئے۔ حالت بخودی میں وہ بالکل برہنہ ہو گئے تھے اور اپنی کوٹھڑی میں پڑے تھے۔ حسام کنعان کے باپ نے انھیں برہنہ دیکھ کر اپنے دونوں دوسرے بھائیوں کو اسکی اطلاع دی۔ سام اور یافث نے اس بات کو سنکر ایک چادر لی اور اُسے اپنے کندھوں پر ڈال کر اُسے پاؤں کھسکتے ہوئے اپنے محترم باپ کی ستر پوشی کرنے چلے۔ جس طرف حضرت نوحؑ برہنہ پڑے تھے ان دونوں نے اس طرف اپنی پشت کر لی تھی۔ اور قریب پہنچ کر انھیں وہ چادر اوڑھادی۔

جب حضرت نوح علیہ السلام کا نشہ اُترا اور انھیں اپنے چھوٹے بیٹے کی حرکت کا علم ہوا تو انہوں نے ناخوش ہو کر کہا۔

”کنعان کا باپ ملعون ہے وہ اپنے دونوں بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہے اور دوسرے دونوں فرزندوں کے واسطے دُعائے خیر کرتے ہوئے کہا۔
”سام مبارک ہے، اور یافث کو اللہ بڑھاتے“ اور سام کے مقام سکونت

میں آکر رہے۔ اور کنعان کا باپ اُن دونوں کا غلام ہوگا :

حام بن نوح ؑ وہب ابن منبہ کا بیان ہے کہ حام بن نوح ؑ ایک خوبصورت
سرخ و سفید رنگت والا آدمی تھا۔ باپ کی بددعا سے خدا
نے اُسکی اور اس کی اولاد سب کی رنگت تبدیل کر دی۔ وہ باپ کے پاس سے
دوسرے مقام پر چلا گیا۔ اس کے بیٹے بھی ساتھ تھے۔ یہ لوگ ایک اعلیٰ مقام پر
رہنے لگے۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو بڑھایا اور ترقی بخشی۔ وہی سیاہ رنگ والے آدمی
ہیں (حبشی و زنجی) اُن لوگوں کی خوراک مچھلی تھی۔ جس کی وجہ سے اُن کو اپنے دانت
بہت تیز اور نوکیلے بنانے پڑے۔ جنہیں اُن لوگوں نے سوتی کی طرح کر ڈالا تھا۔
اس کا سبب یہ ہوا کہ مچھلی کا گوشت اُن کے دانتوں میں چپک جاتا تھا۔

حام کے بیٹوں میں سے کوئی بیٹا مغرب میں بھی مقیم ہوا۔ حام کے فرزند
کوش، کنعان اور فوطا تین تھے۔ فوطا نے سرزمین ہند اور سندھ میں جا کر
سکونت اختیار کی۔ ان مقاموں کے باشندے اسی کی اولاد ہیں۔ باقی ہے کوش
اور کنعان، اُن کی اولاد میں سیاہ فام آدمیوں کی مختلف جنسیں مثلاً لوبہ والے،
زنجی، قرآن، زغادہ، حبشی، قبطی اور بربری لوگ ہیں۔

یافت بن نوح ؑ ان کے تین بیٹے صقالب، برجان، اور اسبان نامی
تھے، ان لوگوں کی بود و باش سرزمین روم میں تھی۔
جن کی اولاد میں ترک، خزر اور یاجوج و ماجوج ہیں۔

سام بن نوح ؑ سام بن نوح نے زمین کے وسط یعنی سرزمین حرم اور اس
کے گرد و پیش کے مقامات میں سکونت اختیار کی۔ یمن
حضرموت، عمان، بحرین، عاکج، یبرین، وبار، الدوا اور الدہنا۔ یہ تمام ممالک
اُن کی نسل سے آباد ہوتے۔

سام کے بیٹوں کے نام ارم اور ارفخشذ تھے، ارفخشذ کی اولاد میں عامر بن شالخ بن ارفخشذ مشہور گذرے ہیں جن کے فرزند یعرب بن قحطان نے سب سے پہلے عربی زبان میں گفتگو کی اور وہ سرزمین یمن میں سکونت پذیر ہوئے۔ اہل یمن سب کے سب انھیں کی اولاد سے ہیں۔ وہ پہلے شخص ہیں جن کو اُن کے بیٹے نے شاہی سلام کیا اور کہا ”انعم صبا حاد ابیت اللعن“

ارفخشذ کا ایک بیٹا لقیطن بن عامر بن شالخ بھی تھا۔ وہ قبیلہ جرہم کا جدِ اعلیٰ ہے۔ جرہم لقیطن کا بیٹا تھا اور یعرب کا چچا زاد بھائی، جرہم نے بھی یمن میں سکونت اختیار کی اور عربی زبان میں کلام کیا۔ اس کے بعد وہ لوگ مکہ میں چلے آئے۔ اور وہیں پر سکونت اختیار کر لی۔ قطوران کے بنی عم تھے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اسمعیل علیہ السلام کو مکہ میں مقیم ہونے کا حکم دیا۔ اسمعیل نے قبیلہ جرہم کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ اس لئے اہل جرہم اُن کے بیٹوں کے ماموں ہوتے۔

ارم بن سام | آپ کی اولاد میں عاد بن عوص بن ارم بہت نامور شخص گذرا ہے۔ یہ لوگ احقاف کے ریگستانوں میں سکونت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کیلئے اُن کے ہم قوم بھائی ہوڈ کو بھیجا۔ ارم بن سام ہی کی اولاد میں ثمود بن عاتر دوسرے قول میں ثمود بن جاثر ہے، بھی تھا۔ یہ عاد کا چچیرا بھائی ہوا۔ ان لوگوں کی سکونت ”حجر“ میں تھی۔ اُن کی رہنمائی کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اُن کے بھائی صالح کو مبعوث فرمایا۔

ارم بن سام کے ایک بیٹے کا نام ”لاود“ تھا اس کے دو فرزند ”طم“ اور ”جدیس“ سرزمین ”یمامہ“ میں بود و باش کے لئے مقیم ہوئے۔

ان کا ایک اور بھائی ”عملیق“ بن لادو تھا۔ اس کی نسل کے لوگوں میں سے کچھ لوگ سرزمین حرم میں سکونت پذیر ہوتے اور بعض لوگ ملک شام میں جا بسے۔ عملیق کی جو متفرق قویمیں جو ممالک عالم میں پھیلی تھیں سب اسی ”عملیق“ کی نسل سے تھیں۔ فراعنہ مصر، جبارہ اور شاہان فارس اور اہل خراسان سب اسی قبیلہ کے انساب ہیں۔

”عملیق“ کا بھائی ”امیم“ بن لادو ”سرزمین فارس میں پہونچا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ فارسیوں کے تمام گھرانے اسی کی نسل سے ہیں۔ ماش بن ارم بھی سام کی اولاد میں تھا۔ اس نے بابل میں سکونت اختیار کی ماش کے بیٹے ”نمرود“ نے ”صرح“ بابل بنوایا۔ اس نے پانچ سو برس فرماں روائی کی۔ خدا نے اسی کے زمانے میں زبانوں کی تفریق کر دی۔ چنانچہ سام بن نوح کی نسل میں انیس زبانیں، حام بن نوح کی اولاد میں سترہ زبانیں اور یافت بن نوح کی ذریت میں چھتیس زبانیں جاری ہو گئیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ ماش ہی کی اولاد میں قبیلہ ”نبط“ بھی

عرب عجم کا سلسلہ نسب

تھا۔ اس کا نام اس لئے رکھا گیا کہ وہ لوگ پانی نکالنے کی غرض سے بکثرت کنوئیں کھودا کرتے تھے۔

ایک قول بھی ہے کہ ”نبط“ شاردوغ بن ارعوبن فانع بن صالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح کی اولاد میں تھا۔ اور ثمود شاردوغ بن ارعوب کا بھائی تھا۔

انبیاء علیہم السلام خواہ وہ عجمی تھے یا عربی اور تمام اہل عرب یمنی اور نزاری، یہ سب کے سب سام بن حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام

وہیب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
حضرت صالح علیہ السلام کو سن تمیز پر

پہنچتے ہی اُن کی قوم میں مبعوث فرمایا۔

وہ شیخ و سفید رنگت والے آدمی تھے۔ دارِ اُھمی مویچھ میں کوئی بال قدرتی
طور پر نہ تھا۔ مسیح علیہ السلام کی طرح ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔ گھر بار کچھ بھی
نہیں بنایا تھا۔ اپنے خدا کی اونٹنی کے ساتھ جہاں جہاں وہ جاتی خود بھی پھرا
کرتے تھے۔ وہ عبید بن عابر بن ارم بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام کے
فرزند تھے۔ صالح ؑ کی قوم کے گھر مقام ”حجر“ میں تھے۔ ”قرح“ اور ”حجر“
کے مابین اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے۔ قرح اور وادی قرح ایک ہی مقام کے نام ہیں
حضرت صالح ؑ کی قوم نے جب اُن سے معجزہ طلب کیا تو وہ اُسے ایک پہاڑی
پر لے گئے۔ پہاڑی ان لوگوں کو دیکھ کر دردِ زرہ والی حاملہ عورت کی طرح بیتاب
ہو گئی اور پھٹ گئی۔ اور اس کے اندر سے ایک اونٹنی نمودار ہوئی۔ اس اونٹنی کی
کوچنیں کاٹنے والا ”نمود کا شیخ رنگ آدمی“ مشہور ہے۔ جس کے منخوس ہونے
کو ضرب المثل بنایا گیا ہے۔ اس کا نام قدار بن سالف تھا۔ اس کی رنگت شیخ
سفیدی مائل اور آنکھیں کربخی تھیں۔ دارِ اُھمی میں قدرِ نا کوئی بال نہیں تھا۔ اور
پستہ قدر آدمی تھا۔ دوسرا شخص جس نے اونٹنی کی کوچنیں کاٹی تھیں مصرع بن
مہرج نامی تھا۔ وہ دراز قدر، ڈبلا پتلا، جلد باز اور بہت گبھرا جانے والا تھا۔
جس وقت اونٹنی کی کوچنیں کاٹی گئی ہیں اس کا بچہ ایک پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور
بلبلانے لگا۔ بس فوراً اُن لوگوں پر غلاب نازل ہوا۔ اسی بناء پر اہل عرب جس
وقت ہلاک ہوتے ہیں تو کہتے ہیں :

”خافو قہم سقب السماء“

قومِ نمود کی ہلاکت | وہب کا کہنا ہے کہ اللہ رب العزت نے قومِ نمود کے نافرمان بندوں کو ہلاک کر ڈالا تو حضرت صالح علیہ السلام نے جو اُن تمام لوگوں سے جو ایمان لائے تھے اور اُن کے ساتھ تھے۔ کہا۔

لوگو یہ وہ مقام ہے جس پر اللہ پاک کا غضب نازل ہوا ہے لہذا تم اس جگہ سے دور ہو جاؤ اور خدا کے حرم کی طرف چلو۔ اس کے امن میں رہو گے۔
ان لوگوں نے فوراً حج کی نیت کر لی۔ ”عبا“ میں احرام باندھا، مسخ رنگ اونٹنیوں پر جن کی مہاریں کھجور کی چھال کی رسیوں سے بنائی گئیں تھیں سوار ہو کر کوچ کیا، وہ لبتیک کہتے ہوئے روانہ ہوئے اور ”مکہ“ میں پہونچ کر وہیں رہ گئے، وہیں پر اُن سمجھوں نے وفات پائی۔ اُن کی قبریں ”کعبہ“ کے مغربی سمت میں ”دارالندوہ“ اور ”حجر“ کے مابین ہیں۔ صالح ایک تاجر آدمی تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نسب | ان کا نسب نامہ حسب ذیل ہے
ابراہیم بن تارح بن ناور بن اشرع
بن ارعوا بن فافع بن عامر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام۔ یہ قول وہب کا ہے۔

میں نے اس نسب نامہ کو توریت سے ملایا ہے یہ ہر طرح سے اس کے مطابق ہے۔ لیکن اس میں اس قدر فرق ملا ہے کہ توریت میں اشرع کے بجائے شاروغ لکھا ہے۔

وہب بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس شخص نے شرط مہمانداری پوری کی اور ”ثریدہ“ بنا کر مساکین کو کھلایا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اور بھی چند باتیں اُن کی اولیات میں مذکور ہیں۔ مثلاً موکھوں کے بال کترانا، زیر ناف

کے بال مونڈنا، ختنہ کرانا، ناخن کترنا، مسواک کرنا، مانگ نکالنا، کلی کرنا، ناگ میں پانی ڈالنا، اور پانی سے استنجا کرنا، یہ تمام امور سب پہلے انھیں نے رائج کئے تھے نیز وہی سب پہلے بوڑھے ہوتے۔ یعنی ایک سو پچاس برس کی عمر میں ان کے بال سفید ہو گئے۔ اس کا قصہ یہ ہوا کہ جس وقت بی بی "سارہ" کے بطن سے اسحق پیدا ہوئے تو کنعان والوں نے کہا کہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ان دونوں بوڑھے اور بوڑھی عورت نے ایک لاوارث بچہ پڑا پایا ہے۔ اور اُسے اپنا بیٹا بنایا ہے۔ اس لئے حق سبحانہ نے "اسحق" کو بالکل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہم شکل بنادیا حتیٰ کہ دونوں باپ بیٹے الگ نہیں پہچانے جاتے تھے۔ اس وقت خداوند رب العزت نے امتیاز کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سفید بالوں سے ممتاز بنایا۔

حضرت ابراہیم کا سیدہ سارہ سے عقد

مکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے والد تارج کے تین بیٹے ہوتے تھے۔ ایک ابراہیم، دوسرے کا نام ناحور تھا اور تیسرے کا ہارون، ہارون کی اولاد میں لوط، بی بی سارہ اور بی بی ملکی تین بچے تھے۔ ہارون اپنے باپ تارج کی زندگی ہی میں وفات پا گئے تھے۔ اور جس سرزمین پر وہ پیدا ہوئے تھے وہیں پر انتقال بھی کیا، ان کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی بیٹیوں سارہ اور ملکی سے عقد کیا۔

بی بی سارہ یا بچھ تھیں اس لئے ان کے اولاد نہیں ہوتی اس کے بعد تارج نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم اور پوتے لوط کو ساتھ لے کر سرزمین "حران" کا رخ کیا۔ اور وہاں جا کر سکونت اختیار کی۔ اور تارج نے وہیں وفات پائی۔

وہب بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ابراہیمؑ کے دو بھائیوں نے شہر "حران" کی بنیاد رکھی۔ جن

علم نجوم کی اختراع

کے نام "ہاران (ان کے نام سے حران موسوم ہوا اور "ناہر" تھے۔ اسحق کی بیوی "رفقہ" ناہر کی بیٹی تھیں۔

زمانہ نوحؑ اور زمانہ ابراہیمؑ کے درمیان دو ہزار دو سو چالیس سال کا فاصلہ تھا۔ جس شخص نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خدا کے بارہ میں حجت کی وہ "نمرود بن کنعان" تھا سب سے پہلے ظلم و ستم اور غصہ اسی نے کیا ہوا۔ بُری باتوں کی بنیاد بھی اُسی نے ڈالی تاج دنیا اور علم نجوم کی اختراع اور اس پر عمل بھی سب سے پہلے اسی کی ایجاد ہے۔ خدا نے اُس کو ایک پتھر کے ذریعہ ہلاک کیا جو اس کے مغز میں ناک کے راستے داخل ہو گیا تھا۔ اس کی وجہ سے چالیس سال تک نمرود کا دم ناک میں رہا اس کے بعد وہ مر گیا۔

ذوالقرنین اور نمرود کی تاریخ

وہب کا کہنا ہے کہ تمام روتے زمین میں دو مومن اور دو کافر

حکمران ہوتے ہیں۔ مومنوں کے نام سلیمانؑ بن داؤدؑ اور ذوالقرنین تھے۔ اور کافروں کے نام نمرود اور نحت نصر اور آئندہ اس امت سے ایک پانچواں شخص بھی تمام دنیا کا حکمران ہوگا۔

خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات دی تو وہ سرزمین بابل سے

آتش نمرود سے نجات

نکل کر ارض مقدس کی طرف چلے، بی بی سارہ اور اُن کے بھتیجے لوطؑ اُن کے ہمراہ تھے، لوطؑ ابراہیمؑ کے قوم اور خاندان میں سے ان پر ایمان لائے تھے۔ یہ لوگ حران پہنچے اور وہیں مقیم ہوئے، کچھ دنوں تک وہاں رہنے کے بعد

اُردن کی طرف روانہ ہوتے۔ راستہ میں ایک ایسے شہر میں پہنچ گئے جہاں ایک جابر بادشاہ قبطنی حکمرانوں میں سے رہتا تھا۔ اس کا نام "صادوف" تھا۔ اسی بدخونے بی بی سارہ کو چھین لینے کا ارادہ کیا تھا۔ جن کو خدائے اس کے ہاتھوں سے بچا لیا۔ اور انھیں ہاجر کو بطور ایک لونڈی کے عطا کیا۔ جو قبطنیہ تھیں اور بعد میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کی ماں ہوئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفوں کا نزول وہب نے بیان کیا ہے کہ وہ جبار تو اس شہر سے

نکل بھاگا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدائے اس کا وارث بنا دیا۔ جس کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت دولت مند ہو گئے۔ خدائے اُن کے مال میں ترقی اور برکت عطا فرمائی۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنا آدھا مال لوط علیہ السلام کو دے دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر خدائے بیش صحیفے نازل فرمائے تھے۔ لسفر الخلیفتہ: یعنی توریت کی پہلی کتاب میں لکھا ہے کہ بی بی سارہ نے ہاجر کو ابراہیم علیہ السلام سے بیاہ دیا۔ اور کہا۔

"خدائے مجھ کو تو اولاد سے محروم کر دیا ہے۔ اب تم میری لونڈی کے پاس رہو شاید اسی سے ہم کو کوئی بچہ حاصل ہو جائے جو باعث تسکین خاطر بنے"

وہب کا کہنا ہے کہ بی بی سارہ نے اپنی لونڈی ہاجر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہبہ کر دیا تھا۔

حضرت اسمعیل علیہ السلام کی ولادت توریت میں ہے کہ ہاجر سے حضرت اسمعیل

علیہ السلام پیدا ہوئے ان کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام

کی عمر پچاسی برس تھی۔ اور بی بی سارہ کے بطن سے حضرت اسحق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر پورے ایک سو برس ہو چکی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام کے ننانوے برس کی عمر میں اپنا ختنہ کیا۔ اور اسماعیل علیہ السلام کا ختنہ تیرہ برس کی عمر میں کیا۔ اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے غریبوں کا ختنہ کر دیا۔ سارہ ایک سو ستائیس برس زندہ رہیں اس کے بعد انھوں نے مزرین کنعان کے ایک قریہ "جیرون" نامی میں جو جبارہ کی ملک تھا وفات پائی۔

دہب کہتے ہیں کہ بی بی سارہ کی وفات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک کنعانی عورت سے نکاح کیا۔ جس کا نام قطورا تھا۔ اس سے چار بچے پیدا ہوئے اور ایک دوسری شادی بھی کی۔ اس عورت کا نام "حجورا" تھا۔ اس سے سات بچے پیدا ہوئے۔

ابراہیم علیہ السلام کے تمام لڑکوں کی تعداد تیرہ تھی۔ اور سب اولادِ نرینہ تھی۔

ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو پچتر سال عمر پائی اور دہب کے بیان کے مطابق دو سو برس زندہ رہے۔ وہ وفات کے بعد جیرون کے مزرعہ میں مدفون ہوئے جس کو انھوں نے قیمتا خسر یا تھا۔ اور بی بی سارہ کی قبر بھی اسی میں ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام | خدائے پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مکہ جانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ اسماعیلؑ

کو مع ان کی ماں کے دیں لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ بھی خبر دی کہ اُن کو بیت الحرام کا بانی مہمانی بنایا گیا ہے۔ اسکی تعمیر انھیں کے

ہاتھوں پر مکمل ہوگی۔ اور اسماعیل علیہ السلام کو وہاں کی ستائیت (حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت) دی جاتے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اس فرمان الہی کی تعمیل کے لئے حضرت اسماعیلؑ اور ان کی ماں ہاجرہ کو ہمراہ لے کر مکہ پہنچے اور ان دونوں کو وہیں چھوڑ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد جرہم کا ایک گروہ مکہ کی گھاٹیوں میں آکر مقیم ہوا۔ ان لوگوں نے اسماعیل علیہ السلام کو سات اوشنیاں دیں جو ان کی راس المال ہوئیں۔

اسماعیل علیہ السلام نے جرہم والوں کے بچوں کے ساتھ پرورش پاکر تیز انداز سے سیکھی اور انھیں لوگوں کی زبان بولنی شروع کی۔ پھر انھیں کے یہاں اپنی شادی کا پیام دیا۔ اہل جرہم نے ایک عورت اپنے گھرانے کی انھیں بیاہ دی۔

ابن اسحق کا بیان ہے کہ وہ عہدت مضاض بن عمرو جرہمی کی بیٹی تھی اس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ نامور بیٹے پیدا ہوئے جن میں سے قیدار اور نبت بھی تھے۔ علمائے نسب محد بن عدنان کے نسب میں اختلاف رکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ قیدار کی اولاد میں تھا اور چند لوگوں کا بیان ہے کہ نہیں وہ نبت کی اولاد میں تھا۔ نبت اسماعیلؑ کا پہلو ٹھالڑ کا تھا اور ان کے بعد خانہ کعبہ کا وہی متولی ہوا۔ نبت کے بعد مضاض بن عمرو جرہمی خانہ کعبہ کا متولی ہوا جو نبت کا نانا تھا۔ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کثرت ہوتی تو مکہ میں ان کے رہنے کی گنجائش نہ ہو سکی۔ وہ اور شہروں میں پھیل گئے۔ جس شہر میں وہ داخل ہوتے تھے اللہ تعالیٰ انھیں وہاں کے باشندوں پر فتح و غلبہ عطا فرماتا تھا۔ ان لوگوں نے عمالین کو ملک عرب سے نکال دیا۔ ان کی قبر حجر میں ہے اور اسی مقام میں ان کی ماں ہاجرہ بھی مدفون ہوتی تھیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسحقؑ ہی ذبیح تھے۔ یعنی
خدا کی راہ میں باپنے انھیں قربان کرنا چاہا

محمد بن خالد نے مسلمہ بن قتیبہ سے روایت کی ہے کہ مسلم نے کہا۔ مجھ سے مبارک نے کہ حسن، احنف کی یہ روایت

ابو الخطاب البوداؤد، شعبہ، ابی اسحق، ابی الاوص، عبد اللہ سے راوی
 یہ بھی، اسحق ہی کو ذریعہ کہتے تھے۔

ابو الخطاب البوداؤد، یزید بن عطا، سماک ابن حرب، محمد بن المنتشر، مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا کہ "ذیح اسحٰق" تھے۔ عمرو بن حماد، سباط، سدی، ابی مالک، ابی صالح، ابن عباس اور مرثیۃ الہمدانی سے بذریعہ ابن مسعود اور بہت سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابراہیم طول طویل قصہ میں بیان کرتے ہیں کہ "ذیح اسحٰق" تھے۔

عبداللہ بن مبارک نے یونس سے بذریعہ زہری عمرو بن ابی سفیان سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے کعب کو ابو ہریرہ سے یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ذبیح اسحق تھے اور کچھ لوگ اسماعیل کے ذبیح ہونے کے قائل ہیں۔ چنانچہ اسحق بن ابراہیم علیہ السلام بن حبیب بن شہید بخاری بن یمان سے اور وہ بذریعہ اسرائیل، ثور، مجاہد، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ذبیح اسماعیل تھے۔

محمد بن عبید، مسلم بن ابراہیم، حجاج، فرزدوق شاعر سے روایت کرتے ہیں کہ اُس نے کہا "میں نے حضرت ابوہریرہؓ کو منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کہتے ہوئے سنا ہے کہ: ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔" تو ریت میں نکھایا ہے کہ اسحق علیہ السلام نے "رفقہ" سے نکاح کیا جو ناعور بن تارح کی بیٹی اور اُن کی چھیری بہن تھی۔

وہب کہتے ہیں کہ نہیں، وہ عورت رفقا ناسر بن آذر کی بیٹی تھی۔ اس بیوی سے اسحق علیہ السلام کے دو توام بچے ایک ہی شکم سے پیدا ہوتے جن کے نام "عیصو" اور "یعقوب" تھے۔ پہلے عیصو پیدا ہوتے، اُن کے بعد یعقوب لطن مادر سے نکلے۔ اور اس طرح کہ ان کا ہاتھ عیصو کی پشت پر ٹکا ہوا تھا۔ اسی وجہ سے اُن کا نام یعقوب ہوا۔

اسحق علیہ السلام ایک سواستی برس زندہ رہے جب اُنھوں نے وفات پائی تو اُن کے بیٹوں نے اُنھیں اسی مزرعہ میں مدفون کیا۔ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خرید لیا تھا اور وہ بھی اسی میں مدفون ہوتے تھے۔ اسحقؑ کی قبر بھی اُن کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر کے پہلو میں بنائی گئی۔

عیصو بن اسحق علیہ السلام | عیصو بن اسحق علیہ السلام سرخ رنگ جسم کے آدمی تھے۔ اُن کے تمام بدن پر

بحرث بال تھے۔ اور بہت سے مہروں کے نشان بال کے گچھوں کی طرح ان کے جسم پر بن گئے تھے۔ وہ شکار دوست بہت تھے۔ اُن کے بیٹے کا نام "روم" تھا۔ روم کے جسم کی رنگت زرد و سفیدی مائل تھی۔ اس لئے روم والوں کا نام "بنی الاصفہر" رکھا گیا ہے۔ عیصو نے اپنے چچا اسماعیلؑ بن



ابراہیم علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اسی کے بطن سے "روم" اور پانچ اور لڑکے پیدا ہوئے۔ سرزمین روم کے تمام باشندے انھیں لڑکوں کی نسل سے ہیں۔ بعض اشخاص اسپن والوں کو بھی انھیں کی اولاد بتاتے ہیں۔ عیسویوں نے ایک سو سینتالیس سال کی عمر پائی اور یعقوب کی بھی اتنی ہی عمر تھی۔ یہ دونوں بھائی بھی اسی مزرعہ میں ابراہیم علیہ السلام کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام بن اسحق | یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل بھی تھا

جن کی اولاد میں تمام اسباط تھے، وہ نجف الجبشہ آدمی تھے، جسم پر بال بہت کم تھے۔ اور نہایت باوقار شخص تھے۔ وہ اپنے کو بہت کم ہی چھوڑا کرتے تھے۔ توریت میں اُن کی بھی صفت تحریر ہے۔ اسحق علیہ السلام نے انھیں یہ حکم دیا تھا کہ کنعان والوں میں سے کسی عورت سے شادی نہ کرنا بلکہ اپنے ماموں لابان بن ناہر بن آذر کی بیٹیوں میں سے کسی ایک لڑکی کو بیاہ لینا۔ لابان کا گھر مقام "فدان" میں تھا۔ یعقوب علیہ السلام اسی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں انھیں رات ہو گئی، ایک پتھر کی چٹان پر لیٹ کر سوئے۔ اسی حالت میں انھوں نے خواب دیکھا کہ اُن کے سر ہانے ایک بہت بڑی سیڑھی آسمان تک لگی ہوئی ہے آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور فرشتے اس پر سے چڑھ اُتر رہے ہیں۔ خدا نے اُن پر وحی نازل فرمائی۔

میں ہی اللہ ہوں جس کے سوا کوئی معبود قابل پرستش نہیں ہیں۔ میں تیرا اور تیرے باپ دادا کا خدا ہوں۔ میں نے تجھ کو اور تیرے بعد تیری اولاد کو اس ارض مقدس کا وارث بنایا۔ تجھ میں اور تیری نسل میں برکت دی۔ تمہارے گھر آسمان میں کتاب اور حکمت و نبوت عطا کی۔ میں تمہارے ساتھ اور تمہارا محافظ رہوں گا۔

یہاں تک کہ تمہیں اسی مقام پر پھر لاؤں گا۔ تم اس جگہ ایک گھر بنانا جس میں میری عبادت کرو، اور تمہاری ذریت بھی اسی گھر میں عبادت کرے گی۔ وہ گھر "بیت المقدس" ہے۔

یہ خواب دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام اٹھے اور اپنے ماموں کے گھر پہنچے۔ پھر اُن کی بیٹی "راحیل" سے شادی کا پیام دیا۔ لا بان کی دو بیٹیاں تھیں بڑی کا نام "لایا" اور چھوٹی کا "راحیل" تھا۔ لا بان نے یعقوب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے جس کے بدلے میں اپنی بیٹی تمہیں بیاہ دوں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا، نہیں، مگر میں تمہاری مزدوری کر کے تمہاری بیٹی کا مہر ادا کر دوں گا۔ لا بان نے جواب دیا۔ اس کا مہر یہ ہے کہ تم سات برس تک میری خدمت گزاری کرو۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا، آپ راحیل کو میرے نکاح میں دیجئے، اُسی کے لئے میں شرط کرتا ہوں، اور آپ کی خدمت گزاری کروں گا۔ یعقوب علیہ السلام کے ماموں نے اس بات کو سن کر کہا "میرے تمہارے درمیان یہی قول و قرار ہے"

یعقوب علیہ السلام نے سات سال تک اپنے ماموں کی بکریاں چرائیں اور اُن کی شرط پوری کر چکے تو لا بان نے اپنی بڑی بیٹی "لایا" کو ان کے ساتھ بیاہ دیا۔ اور رات کے وقت اُسے اُن کے پاس خلوت میں بھیج دیا۔

صبح کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھا کہ جس عورت کے ساتھ وہ شب باش ہوتے ہیں وہ اُن کی شرط کردہ عورت نہیں ہے بلکہ دوسری ہے۔ وہ غصہ میں بھرے ہوئے اپنے ماموں کے پاس گئے جو اس وقت اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا اور اُس سے کہا "آپ نے مجھ کو دھوکہ دیکر میری سات برس کی خدمت کو ضلالت بنا لیا۔ اور جس عورت سے میری منگنی کی تھی فریب کر کے

اسکی جگہ دوسری عورت میری زوجیت میں دے دی۔
اُن کے ماموں نے جواب دیا۔

”میرے بھانجے! تم اپنے ماموں کو شرمندہ کرنا چاہتے تھے اور اُس پرگالی
چڑھانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تم نے کہیں بھی دیکھا ہے کہ لوگ اپنی چھوٹی لڑکیوں
کو بڑی بیٹی سے پہلے بیاہ دیتے ہوں۔ خیر اب تم میرے ساتھ آؤ اور سات
سال اور میری مزدوری کرو تو دوسری لڑکی بھی تمھارے ساتھ بیاہ دوں گا۔“
اُن دنوں لوگ دو بہنوں کو ایک ساتھ زوجیت میں لایا کرتے تھے۔ مگر جب
حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور اُن پر توریت نازل کی گئی تو اسکی
مانعت ہو گئی۔ یعقوب علیہ السلام نے سات سال اور اپنے ماموں کے مویشی
چراتے اور ”راحیل“ سے شادی کی۔

اولاد یعقوب علیہ السلام | حضرت یعقوب علیہ السلام کے یہاں
”لایا“ کے بطن سے چار اولاد نرینہ

”روہیل“ ”یہودا“ ”سمعان“ اور ”لاوی“ پیدا ہوئے۔ اور ”راحیل“ کے
بطن سے یوسف علیہ السلام اور اُن کے بھائی ”بنیامین“ پیدا ہوئے اور
تین بیٹیاں بھی پیدا ہوئیں۔

”لایا“ نے اپنی بیٹیوں کے جہیز میں دو لونڈیاں بھی دی تھیں جن کو انھوں
نے اپنے شوہر یعقوب علیہ السلام کو ہبہ کر دیا تھا۔ اُن دونوں لونڈیوں کے
بطن سے تین تین رہط اسباط کے پیدا ہوئے۔

اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں سے جدا ہو کر اپنے بھائی
”عیصو“ کے یہاں چلے آئے۔ انھوں نے سترہ سال سرزمین مصر میں زندگی بسر
کر کے ایک سو سینتالیس سال کی عمر میں وفات پائی اور ابراہیم علیہ السلام کی

قبر کے نزدیک مدفون ہوتے۔

حضرت یوسف بن حضرت یعقوب علیہما السلام

جس زمانہ میں
حضرت یوسف

علیہ السلام مصر میں داخل ہوتے ہیں۔ اس وقت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے داخلہ مصر کے وقت تک چار سو برس کا زمانہ گزرا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات کے بعد تیس سال اور زندہ رہے۔

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے دو فرزند تھے۔ اول "افراہیم" جو یوشع بن نون کے جد ہیں۔ دوسرے "منشا" منشا کے بیٹے کا نام "موسیٰ" تھا۔ وہ حضرت موسیٰ بن عمران سے قبل نبوت کے مرتبہ پر فائز ہوئے تھے۔

علمائے توریت بیان کرتے ہیں کہ انھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت نضر سے "شعیب" بلعم اور نضر علیہما السلام کو طلب کیا تھا۔

وہب نے بیان کیا ہے کہ حضرت "شعیب" اور "بلعم" دونوں رہنما کی اولاد سے تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس دن ایمان لاتے تھے جب کہ نمرود نے انھیں آگ میں ڈال دیا تھا اور انھیں کے ہمراہ ترک وطن کر کے ملک شام کو چلے آتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی لڑکیاں ان سے بیاہ دی تھیں۔

بنی اسرائیل سے قبل اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جس قدر انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں وہ سب اسی فرقہ کی اولاد میں تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی دادی حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔

”مدین“ حضرت شعیب علیہ السلام کا قبیلہ نہیں تھا بلکہ ایک قوم تھی جس کی ہدایت کے لئے خدا نے انہیں مبعوث فرمایا تھا۔ چنانچہ جس وقت حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب الہی نازل ہوا تو حضرت شعیب علیہ السلام مع ان لوگوں کے جو ان پر ایمان لائے تھے، مکہ کو چلے آئے۔ اور زندگی کے بقیہ دن وہیں بسر کر کے وفات پائی۔

حضرت خضر علیہ السلام کا نام، بلیا بن ملکان بن قانع بن عامر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوحؑ تھا۔ اور ان کے باپ بادشاہ تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام | وہب کہتے ہیں کہ ان کا نام ”ایوب“ بن صوص بن رعویل تھا۔ ان کے

باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش زنی کے دن ایمان لاتے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہم عصر اور داماد بھی تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹی ”ایہا“ ان سے منسوب تھیں۔ انہیں یوی نے ان کو سخن سازی کے ساتھ منہم کیا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ اور ملک شام کا ایک شہر ”تیمیہ“ انہیں کی ملک تھا۔

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام | حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام حضرت عمرانؑ

تھا۔ شجرہ نسب اس طرح ہے۔

موسیٰ بن عمران بن قاہت بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام۔

آل یعقوب اور ایوب کے درمیان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے

تک کوئی نبی نہیں ہوا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جسم گداز تھا۔ گندم رنگ اور کسی قدر دراز قامت تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ”شنوہ“ والوں میں سے ہیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام کا قد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی زائد لانا تھا۔ ان کے بدن پر گوشت بھی زیادہ تھا، جسم کی رنگت بھی زیادہ صاف تھی۔ اعضائے بدن بھی قوی اور فربہ تھے۔ اور تین سال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عمر میں بڑے تھے۔ حضرت ہارون کی پیشانی پر ایک تل تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پرٹھ بینی میں تل تھا اور ان کی زبان کے ایک پہلو میں بھی تل تھا۔ اس تل کا حال کسی کو نہ ان کے قبل معلوم ہوا اور نہ بعد میں۔ یہی وہ ”عقدہ“ (گرہ) ہے جس کا ذکر اللہ پاک نے قرآن میں فرمایا ہے۔

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی بہن کا نام ”مریم“ تھا۔ جو اُن سے عمر میں بڑی تھیں۔ اور یوقنا بن قارض بن یہوذا بن یعقوب کو بیاہی گئی تھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام ”اباحشہ“ تھا۔ توریت میں ان کا نام ”یوخاٹ بنت لاوی بن یعقوب“ تحریر ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جو فرعون تھا وہی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں بھی تھا۔ جس کی عمر چار سو برس سے زائد تھی اور اس کا نام ”ولید بن مصعب“ تھا۔ وہیب کے سوا اور لوگ اس کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ نہیں وہ دوسرا فرعون تھا، فرعون کی بیوی کا نام ”آسیہ بنت مزاحم“ تھا۔ قارون بن صاقر بن قاہٹ بن لاوی، موسیٰ علیہ السلام کا چچرا بھائی تھا۔ اور سامری کا نام ”موسیٰ بن ظفر“ تھا۔

اس کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ ”باجری“ کے لوگوں میں تھا اور بنی اسرائیل

ہی کے گھرانے میں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں تھا۔

حضرت ہارون علیہ السلام کی رحلت | حضرت ہارون علیہ السلام نے ایک سو سترہ سال کی

عمر میں وفات پائی۔ موسیٰ علیہ السلام ان کے بعد تین سال بقید حیات رہے۔ اور انھیں کے برابر عمر پا کر واصل بحق ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ، یوشع بن نون علیہ السلام ہوتے جن کا نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

یوشع بن نون بن افرامیم بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام۔

اشماویل بن ہلقانا | عربی میں ان کا نام اسمعیل ہے اور ان کی ماں کا نام "حنہ" تھا۔ یہ بنی اسرائیل میں

سے تھے۔ ان کے اور یوشع بن نون کے مابین کوئی اور بنی نہیں تھا۔ انھیں کی بابت خداوند رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: **وقال لهم نبیہم ان الله قد بعث لکم طالوت ملکاً**۔

وہب کے قول کی بنیاد پر وہ "بنیامین" کی ذریت ہیں

طالوت

تھے، حضرت یوسف علیہ السلام کے ماں جاتے بھائی کی

نسل ہیں۔ ابتداء وہ نہایت تنگ دست اور اونٹ چرایا کرتے تھے۔ اپنے گانوں سے دو گم شدہ گدھوں کی جستجو میں نکلے۔ اور اشماویل کے یہاں جا کر ٹھہرے تھے۔ ان کو دیکھ کر اشماویل نے اپنی قوم کو خبر دی کہ "طالوت

تمہارا بادشاہ ہے اور یہ بنیامین بن یعقوب کی نسل سے ہے۔"

اشماویل کے ہم قوم لوگوں نے اس بات کو سن کر کہا۔ "آپ کو یہ

بات بخوبی معلوم ہے کہ اس نسل سے کوئی تاجدار نہیں ہوا ہے اور نہ ہی

ان میں کوئی نبی گزرا ہے ۔

اشماویل نے جواب دیا : ” اس بات کو تم زیادہ جانتے ہو یا خدا ؟ کیا تمہیں یہ بات نہیں معلوم ہے کہ خدا نے جس وقت اسکو تمہاری طرف بھیجا تھا تو وہ اس کے نسب آگاہ تھا ۔“

داؤد و سلیمان علیہما السلام اور سلیمان کے فرزند کے حالات | وہب بیان کرتے ہیں کہ

اشماویل کے بعد خدا نے عز و جل نے ”داؤد بن ایسا“ کو ان کا جانشین بنایا۔ داؤد علیہ السلام سات بھائی تھے اور یہ سب میں کم سن تھے۔ وہ اپنے بھائی کے مولشی چرا یا کرتے تھے۔ اُن کا قد کسی قدر پست تھا۔ آنکھوں میں کر بجا پن، اور سر کے ایک گوشے میں گنج تھا۔ انھوں نے طالوت کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اور طالوت سے اس بیاہ کی بابت جالوت کو قتل کرنے کی شرط قرار پائی تھی۔ اس عورت سے حضرت داؤد علیہ السلام کے یہاں ایک بیٹا ”ایشالوم“ نامی پیدا ہوا۔ یہ اُن کی اولاد اکبر تھی۔ اور اسی نے ان پر علم بغاوت بلند کر کے ان کا ملک چھین لینے کا ارادہ کیا تھا۔

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک اور عورت سے جو ”ارویا“ کی بیوی تھی ارویا کے قتل ہو جانے کے بعد نکاح کیا اس کے بطن سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جن کی نسل میں تین پشتوں تک سلطنت اور نبوت ساتھ ساتھ رہی۔ حتیٰ کہ اعرج جو اُن کا پوتا اور عرق النساء کے مرض سے لنگڑا ہو گیا تھا صرف بادشاہ رہا۔ بنی نہیں تھا۔

بیت المقدس پر حملہ | حکمران کی کمزوری اور مجبوری کو دیکھ کر گرد و پیش کے حکمرانوں نے بیت المقدس

فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ "لنقر" نامی الجریزہ کا بادشاہ جسکی سکونت "ثرثار" کے صحرائیں تھی اس پر حملہ آور ہوا۔ صحرائے ثرثار۔ ملک سنجار کا ایک جنگل اور شہر المحضر کے قریب تھا۔ اس شہر کی عمارتیں پتھر سے بنی تھیں "لنقر" زہرہ ستارہ کی پرستش کیا کرتا تھا۔ اس فوج کشی کے وقت اس نے نذرانی تھی کہ وہ اگر بیت المقدس پر فتح پاتے گا تو اپنے فرزند کو زہرہ پر قربان کر دے گا۔ ان دنوں اس کا کاتب "نحت نصر" تھا۔ خداوند رب العزت نے ان لوگوں پر ایک ایسی سخت ہوا بھیجی جس نے سب کو ہلاک کر ڈالا۔ "لنقر" اور اس کا میرنشی نحت نصر دونوں کسی طرح سے جان بچا کر بھاگے۔ اور اپنے شہر میں پہنچے۔ لنقر کے بیٹے نے اُسے قتل کر ڈالا۔ اور نحت نصر نے اس بات سے ناراض ہو کر قاتل بیٹے کو بھی دھوکہ دیکر مار ڈالا۔ اور خود اس کے بعد مالک نحت و تاج بن بیٹھا۔ اس طرح پر نحت نصر کی بادشاہی کی ابتدا ہوتی تھی۔

ہندوستان پر بنو اسرائیل کی فوج کشی | اس کے بعد بنی اسرائیل پر شاہ ہند نے فوج کشی

کی۔ خدا نے اُسے بھی تباہ کر دیا۔ سلیمان علیہ السلام کی اولاد اور ان کے ہم عصروں کا زمانہ بھی ختم ہو گیا، بعد ازاں موصل کے بادشاہ "سنجاریب" نے جو "نینوی" میں رہتا تھا، اور آذربائیجان کے فرماں روا نے مل کر ان پر فوج کشی کی۔

آذربائیجان کے بادشاہ کا نام "سلیمان" تھا۔ جس کا ترجمہ "دوسواں سلیمان" ہے۔

خدا کی قدرت یہ ہوتی کہ ان دونوں کا آپس ہی میں اختلاف ہو گیا۔ اور باہم جنگ ہو گئی۔ یہاں کہ دونوں تباہ ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے ان کا تمام ساز و سامان غنیمت میں پایا، شاہ روم نے اہل اسپین، مغالب اور شاہ اندلس اور تشا جڑا

کے ساتھ مل کر بنی اسرائیل پر حملہ کیا۔ مگر ان کے درمیان آپس ہی میں جنگ چھڑ گئی اور لڑکر کٹ مرے۔

پھر وہ زمانہ آیا کہ بنی اسرائیل نے اپنے مذہبی اصول میں نئی نئی باتیں شامل کر لیں اور قواعد

یہودیوں کی بدعت

دینی کی پابندی سے گریز کرنے لگے۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے بیت المقدس چھوڑ کر ایک دوسری مسجد الگ بنالی۔ جب اس مسجد میں داخل ہوتے تو ایک زلزلہ آیا اور اسکی چھت گر گئی۔ اور بہتوں کے سر پھٹ گئے۔ اس کے بعد ان پر بخت نصر نے چڑھائی کی جس سے ڈر کر وہ پھر خدا جناب میں رجوع ہوتے۔ اور انھوں نے توبہ کی۔ خدا نے بخت نصر کو ان کے سروں پر سے ٹال دیا۔ مگر وہ ان کے شہر کو فتح کر کے بہت سے لوگوں کو قتل اور اسیر کر چکا تھا۔ اسی واقعہ کی طرف خداوند کریم نے اپنے کلام پاک میں ارشاد کرتے ہوئے فرمایا ہے :

فاذا جاء وعد اولهما بعثنا عليهم عبادنا

اولی باس شدید فجاسوا خلال الديار و

كان وعداً مفعولاً۔ ثم ردنا لكم الكرة عليهم

بخت نصر کے ہاتھوں یہودیوں کی تباہی

انتی سزا بھی
اسرائیل کو

متنبہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتی اور دوبارہ پھر انہوں نے عدول حکمی پر کمر باندھی۔ خدا نے اُن کی ہدایت کے واسطے "ارمیا" بنی کو مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہ انھیں خدا کے غضب کی خبر دیں۔ مگر جب انہوں نے پیام باری کی تبلیغ کی تو ان لوگوں نے انھیں مارنا پیٹنا شروع کیا۔ اور قید کر دیا۔ اس

وقت خدا نے پھر ان پر بخت نصر کو مسلط کیا جس نے بار دگر فوج کشی کی اور انہیں پامال کر ڈالا۔ اسی کی جانب باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اور کہتا ہے:

فاذا جاء وعد الاخرة ليسوء وجوهكم وليدخلكم

المسجد كما دخلوه اول مرة وليتبروا ما

علوالتبيرا۔

بخت نصر بنی اسرائیل کو اس مرتبہ بہت زیادہ تباہ کیا، قتل کیا، زندہ آگ میں جلادیا، ہاتھ پاؤں کٹوا دیتے اور ان کے بال بچوں کو لونڈی غلام بنا کر فروخت کر ڈالا۔ بنی اسرائیل کا ایک گروہ جان بچا کر بھاگا اور مصر میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔

اس گروہ نے وہاں کے حکمران سے پناہ مانگی تھی۔ اس لئے بخت نصر

بخت نصر کا مصر پر حملہ

کو بھی خبر مل گئی اور وہ مصر پر حملہ آور ہوا۔ دونوں ملک کی فوجیں معرکہ آراء ہوئیں۔ فتح و ظفر نے بخت نصر کا ساتھ دیا جس نے بادشاہ مصر کو گرفتار کر لیا اور بنی اسرائیل کو بھی پکڑوا لیا۔ بخت نصر مصری سپاہ کو بالکل نابود کر دینے کے بعد سرزمین بابل کو چلا گیا اور ارمیہا نے سرزمین مصر میں قیام کر کے ایک مزرعہ لے لیا۔ جس میں ترکاریاں بو کر اسی سے معاش پیدا کیا کرتے تھے۔ خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم کو کھیتی کرنے اور سرزمین کفر میں رہنے کی ضرورت نہیں بلکہ تمہیں کوئی اور کام کرنا ہے جس کی فکر کرو۔ تم کو معلوم ہے کہ میں بنی اسرائیل سے کس قدر بیزار ہوں۔ پھر اس بات کو جانتے ہوئے کوئی زمین تمہیں کس طرح اوپر رہنے دے گی اور کیونکر تم اس میں قیام کرنے کی گنجائش حاصل کر سکو

گے۔ تمہیں میرے اس حکم سے رنجیدہ ہونا چاہیے جو میں نے "ایلیا" اور اس کے باشندوں کے بابت صادر کیا ہے۔ یہ زمانہ آبادی کا نہیں بلکہ ویرانی کا وقت ہے۔ تم اپنے مزرعہ کی دیواریں ڈھا دو، اسکی سبزی کے پودوں کو اکھاڑ ڈالو، اس کی ہنر کو پاٹ دو، پھر زمین "ایلیا" کو چلے جاؤ اور وہیں اپنے ملک میں رہو۔ یہاں تک کہ میری سرنوشت کا زمانہ ختم ہو جاتے۔

ارمیا اس وحی کے آنے کے بعد لرزاں و ترساں ملک مصر عازم سفر ہوئے۔ حالانکہ وہ زمانہ پیداوار کا تھا۔ لیکن حکم الہی کی تعمیل میں انھوں نے اپنا سامان سفر درست کیا۔ ایک جالدار جھولی میں کچھ انگور اور انجیریں بھر لیں۔ ایک نئی مشک پانی سے پر کر لی۔ رسیاں بٹ کر اپنی گدھی کی بھاگ ڈور بنائی اور چل نکلے۔

جب وقت وہ بیت المقدس کے قریب پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ

بیت المقدس کی ویرانی

وہ ناقابل بیان طور پر سخت تباہ اور ویران ہو رہا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر انھوں نے اپنے دل میں کہا۔

"ہمیں معلوم خداتے پاک اس مقام کو ہلاکت کے بعد کب زندگی

بچتے گا"

پھر خدا نے ان کی روح سلب کر لی اور ایک سو برس تک وہ مردہ پڑے رہے۔ بعد ازیں پروردگار عالم نے کورش نامی ملک فارس کے ایک بادشاہ کو بھیجا جس نے اگر بیت المقدس کو از سر نو آباد اور تعمیر کیا۔ اور خدا نے "ارمیا" کو دوبارہ زندہ فرمایا جنھوں نے بیت المقدس کو آباد دیکھ کر حیرت ظاہر کی۔

ان سے کہا گیا کہ اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ وہ اب تک خراب نہیں ہوتی ہیں۔ جس خدا میں یہ قدرت ہے کہ ایک سو سال تک تمہاری غذا کو خراب نہ ہونے دے اسی نے ہی اس شہر کو تازہ زندگی بخشی ہے۔

عزیر و دانیال علیہما السلام | جن لوگوں کو بخت نصر گرفتار کر لے گیا تھا انہیں میں دانیال اور عزیر

علیہما السلام بھی تھے۔ دانیال نے خواب کی تعبیر بیان کر کے بہت کچھ عزت و رتبہ پیدا کر لیا تھا۔ ان کی قبر شہر سوس کے نواح میں تھی۔ جس کو حضرت ابو موسیٰ نے کھلی ہوتی پا کر ان کی لاش نکال لی اور دوبارہ کفن دے کر نماز پڑھنے کے بعد دفن کی۔ اور عزیر علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو توریت پھر جمع کر دی، جو جل گئی تھی، جب کہ وہ ملک شام کو واپس آتے تو ان کے پاس توریت کا کوئی نسخہ نہیں تھا۔ عزیر علیہ السلام نے اپنی یاد سے پوری کتاب بکھوادی، یہود نے ان کی یہ حالت دیکھ کر انہیں خدا کا بیٹا کہنا شروع کیا۔ عزیر نے تقدیر کے بارہ میں بکثرت مناجاتیں کیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ پاک نے ان کا نام انبیاء کی فہرست سے خارج کر دیا اور وہ صرف رسول باقی رہے۔

حضرت شعیا علیہ السلام | یہ بنی اسرائیل ایک مدت تک بخت نصر کی قید سے آزادی پانے

کے بعد احکام الہی کے بہت زیادہ پابند رہے، خدا نے اسی اثناء میں، شعیا بن اموص علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ بعدہ بنی اسرائیل میں بُری باتیں اور خلاف اصول مذہب امور پھیل گئے۔ جس کی وجہ سے سزا دینے کے طور پر حق سبحانہ نے "سنجاریب" شاہ بابل کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ جس وقت وہ ان کے ملک میں داخل ہوا تو بنی اسرائیل نے ڈر کر

خدا تے کریم کے حضور میں توبہ کی اور اپنی تقصیرات کی معافی چاہی۔ پروردگار عالم نے ان کی توبہ قبول کر کے ان کے غنیم پر طاعون کا مرض مسلط کیا جس سے رات ہی رات اس کا تمام لشکر برباد ہو گیا۔ صرف "سجاریب" اور پانچ دیگر اثنی عشر اس کے ساتھ ہی بچے رہے جو جان بچا کر بھاگے۔ مگر بنی اسرائیل زیادہ عرصہ تک اپنے عہد پر قائم نہیں سکے۔ بلکہ انھوں نے پھر نافرمانیاں اور بدکاریاں شروع کر دیں۔ خداوند پاک نے "شعیا علیہ السلام" کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا اور حکم فرمایا کہ ان لوگوں کو ہدایت کریں۔ بنی اسرائیل کب ماننے والے تھے۔ انہوں نے حضرت شعیا علیہ السلام کو قتل کر ڈالا، خدا نے اُن کی اس حرکت سے غضب ناک ہو کر ان کے دشمن کو ان پر مسلط کر دیا۔ جس نے انہیں تباہ و برباد کر کے اُن سے سلطنت چھین لی، بنی اسرائیل اپنی حد سے گزری ہوئی نافرمانیوں کی وجہ سے ذلیل و خوار بنا دیئے گئے۔ دنیاوی حکومت اور نبوت دونوں شرف اُن کی قوم سے سلب کر لئے گئے اور دنیا کی دیگر اقوام کی طرح ایک ذلیل اور کمتر درجہ کی قوم بنا دیئے گئے اور قیامت تک اسی حالت میں رہیں گے۔

یہی "شعیا" وہ نبی ہیں جنہوں نے ہمارے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت

نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی تھی اور آپ کے اوصاف بیان کئے تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدوم کی بھی بشارت دی تھی۔

وہ بو ذی کے بیٹے تھے۔ خدا نے اُن کی قوم پر مرض طاعون نازل فرمایا جس کی وجہ سے وہ لوگ بخوف جان ہزاروں

جناب زقیل رضی

کی تعداد میں اپنے وطن اور مسکن سے باہر نکل بھاگے۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں مار کر پھر زندہ کیا۔

حضرت الیاس علیہ السلام | وہ یوشع بن نون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ خدا نے ان کو بعلبک والوں

پر مبعوث فرمایا جو "بعل" نامی ایک بت کی پرستش کیا کرتے تھے، اہل بعلبک کا حکمران "احب" نامی ایک شخص تھا۔ جس کی ملکہ "ازیل" تھی، جب کبھی احب کسی ضرورت سے شہر کے باہر جاتا تو اسی ملکہ کو اپنا قائم مقام کر جاتا جو تخت سلطنت پر بیٹھ کر لوگوں کے معاملات فیصلہ کیا کرتی اور حکمرانی کیا کرتی۔

پیغمبروں کی قاتل عورت | یہ عورت بہت بڑی پیغمبروں کی قاتل تھی اس نے بہت سے انبیاء کو قتل کر ڈالا

تھا۔ وہ فرماں روا تھے "صیدا" کی بیٹی تھی۔ اس نے بہت زیادہ عمر پائی۔ بنی اسرائیل کے ساتھ بادشاہوں نے اس سے شادی کی۔ اس عورت نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو قتل کیا تھا۔

خدا تے پاک نے الیاس علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے کچھ مانگو تاکہ میں تم کو وہ چیز دوں، الیاس علیہ السلام نے عرض کی پروردگار! تو مجھے زندہ اپنے پاس اٹھالے اور موت کے ذائقہ سے مجھ کو بری کر دے۔ خداوند عالم نے انہیں دو پر عطا فرما کر اپنی جانب اٹھالیا۔ اور انہیں زمین و آسمان دونوں مقام میں سکونت بخشی۔ وہ فرشتوں کی طرح ملائکہ کے ساتھ اڑا کرتے ہیں۔

حضرت الیسع علیہ السلام | الیسع علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ الیاس

نے ان کے واسطے بنی ہونے کی دعا کی جو بارگاہِ احدیت میں مقبول ہوئی۔ اور ان کو بھی ایسا سٹ کی روح کی مانند تائیدِ ایزدی سے پہرہ ور کیا۔ ایسا علیہ السلام کے بعد عدلتے پاک نے حضرت یونس بن مثنیٰ علیہ السلام کو ہاشدگان "ینوی" کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

حضرت زکریا علیہ السلام | بیان کیا گیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام "اذن" کے بیٹے تھے، زکریا بن ازن

اور عمران بن مایان بن یعاقیم، داؤد بنی علیہ السلام کی اولاد میں تھے جن کا سلسلہ نسب یہود بن یعقوب بنی پرنتھی ہوتا ہے۔ حضرت زکریا اور عمران دونوں ہم عصر تھے، زکریا نے عمران کی بیٹی "الیساع" نامی سے نکاح کیا تھا جو "مریم" علیہا السلام کی بہن تھیں۔ "مریم" کی ماں کا نام "حنہ" تھا۔ یحییٰ اور عیسیٰ دونوں خالہ زاد تھے، زکریا بخار تھے۔ ان کی بابت یہودیوں نے افواہ مشہور کر دی تھی کہ وہ "مریم" سے بدکاری کے مرتکب ہوئے ہیں، اور ان کو درخت کی کھوپڑیوں میں اندر وہ مخفی تھے کاٹ کر قتل کیا۔ اس طرح کہ وہ بھی درخت کے ساتھ ہی کٹ گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام | حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بادشاہ "احب" نے اپنی بی بی "ازیل" کے

فریب میں آکر قتل کر ڈالا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کی ماں اسی "احب" کے خوف سے ان کو لے کر ملک مصر کی جانب بھاگ گئیں۔ اس سفر میں یوسف بخار نے ان کی بہت مدد کی اور خود ساتھ گیا۔ انجیل کے بیان کے مطابق اسی یوسف بخار نے حضرت مریم سے نکاح کیا تھا۔ لیکن جب وہ اس کے گھر میں آئیں تو یوسف کو معلوم ہوا کہ انھیں

حمل ہے حالانکہ اس سے قبل اس نے ان کے ساتھ خلوت بھی نہیں کی تھی۔ یوسف بڑا نیک مرد تھا۔ اس کو یہ بات ناپسند ہوتی کہ ان کی پردہ داری کرے اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ مناسب پہلو سے بی بی مریمؑ کو خفیہ طلاق دے دیگا۔

یوسف کی یہ نیت ہی تھی کہ اُس نے خواب میں ایک فرشتے کو دیکھا جو اس سے کہہ رہا تھا۔

”یوسف بن داؤد! تمہاری بیوی مریم کے عنقریب ایک بچہ پیدا ہوگا جو بنام عیسیٰ موسوم ہوگا۔ اور وہ اپنی اُمت کو اُن کے گناہوں سے نجات بخشنے گا۔“

انجیل میں یہ بات تحریر ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش

کہ حضرت مریم علیہا السلام جس بادشاہ کے خوف سے اپنے فرزند حضرت عیسیٰ کو لے کر بھاگی تھیں اس کا نام ”ہراوس“ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودا کے بیت لحم میں پیدا ہوئے تھے جو ملک شام کا ایک مشہور مکان ہے ”ہراوس“ مرگیا تو یوسف نے خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کو سرزمین خلیل کی جانب لے جاتے جو ملک شام کا مقام ہے۔ یوسف ملک مصر سے روانہ ہوا اس مقام میں آیا اور ایک گاؤں میں جو ”ناصرہ“ کے نام سے مشہور تھا سکونت پذیر ہوا نصاریٰ کی وجہ تسمیہ یہی گاؤں ہے۔

یہ رومی قوم کے چند نوجوان تھے جو قبل مسیح غار میں داخل ہوئے اور خدا نے انہیں وہاں

اصحاب کہف کا حال

وہاں نیند میں مبتلا کر دیا جس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا نے عالم

کائنات سے اٹھالیا تو یہ لوگ اُن کے اور ہمارے بنی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مابین کچھ وقفہ کے لئے زندہ کئے گئے۔

جناب ذی القرنین | یہ نبی نہیں تھے۔ اسکندریہ کے رہنے والے تھے اور اسکندر روس تھا اس

کاسمندر میں داخل ہونا صحیح نہیں ہے۔ ابن کثیر نے یہی بیان کیا ہے۔ انھوں نے ایک خواب دیکھا کہ وہ آفتاب کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ ان کی دونوں پورب اور پچھم کی چوٹیوں کو پکڑے ہوئے ہیں۔ یہ خواب انھوں نے اپنی قوم سے بیان کیا تو قوم نے ان کا نام ذی القرنین رکھا۔ یہ بھی زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بنی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی وقفہ میں گزرے ہیں۔

جناب جبرئیل رضی | جبرئیل رضی اللہ عنہ فلسطین کے رہنے والے تھے۔

انھوں نے بعض حواریوں کو دیکھا اور ان کی صحبت سے فیض اٹھایا تھا۔ خداوند پاک نے انھیں فرماں روا سے ”موصول“ کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور یہ مسیح علیہ السلام کے بعد ہوئے تھے۔

جناب لقمان حکیم | یہ بھی نبی نہیں تھے بیان کیا گیا ہے کہ جناب لقمان بنی اسرائیل کے ایک شخص کے غلام اور حبشی

تھے۔ ان کے آقا نے انھیں آزاد کر کے کچھ مال بھی عطا کیا تھا۔ وہ حضرت داؤد نبی کے زمانے میں تھے۔ لقمان کے بیٹے کا نام تار ان تھا۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ لقمان نبی نہیں تھے۔ یزید بن ہارون نے حماد بن سلمہ سے اور حماد نے علی بن زید سے اور انھوں نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے کہ سعید نے کہا۔ ”لقمان بنی درزی کا پیشہ کرتے تھے۔“

دس ہزار ابواب کے مصنف | وہب اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ میں نے حکمت لقمان کے

تقریباً دس ہزار باب مطالعہ کئے ہیں۔ لوگوں نے اس سے بہتر کوئی کلام نہیں سنا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ لوگ ان کے کلام کو اپنی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں، خطبوں میں، خطوں اور کتابوں میں شامل کرتے ہیں اور اپنی بلاغت اُن کے ذریعہ سے بڑھاتے ہیں۔

حضرت ذی الکفل علیہ السلام | وہب نے اپنے کلام میں ان کا کوئی ذکر کیا ہے مگر

اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے تھے اور ایک بادشاہ کی طرف جس کا نام کنعان تھا اور جو بنی اسرائیل ہی کی قوم سے تھا۔ مبعوث کئے گئے تھے۔

انہوں نے کنعان کو ایمان کی دعوت دی اور اس کے واسطے حصولِ جنت کی کفالت کی۔ اور اس کے واسطے ایک تحریر اس بات کی لکھ دی کہ اس کا حق خدا پر قائم ہو گیا۔ وہ بادشاہ ایمان لایا اور ان کا نام بوجہ اسی کفالت کے ذی الکفل قرار پایا۔

انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کی تعداد | وہب نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ

سے روایت کی ہے کہ رسولوں میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انبیاء کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جن میں سے تین سو پندرہ نبی رسول تھے۔ حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت ادریس، حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام یہ

پانچ بنی سریانی تھے۔ اور حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت اسمعیل اور حضرت شعیب اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پانچ بنی عربی تھے۔ بنی اسرائیل کے بنیوں میں سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سب سے آخری بنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

یہ بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء پر جس قدر کتابیں نازل ہوئیں ان کی تعداد ایک سو چار

ایک سو چار آسمانی کتابیں

ہے حضرت شعیب علیہ السلام پر پچاس صحیفے اور حضرت ادریس علیہ السلام پر تین صحیفے، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بیس صحیفے، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرقان نازل ہوئیں۔

حضرت آدم علیہ السلام

کس بنی سے کس بنی کے درمیان کتنا تفاوت ہے

ایک ہزار سال تک زندہ رہے۔ اور توریت میں بیان کیا گیا ہے کہ نو سو و ستر سال کی عمر پائی۔ زمانہ آدم اور طوفان کے درمیان دو ہزار دو سو بیالیس سال کا تفاوت تھا۔ اور زمانہ طوفان اور وفات نوح کے مابین تین سو پچاس برس کا فاصلہ ہوا ہے۔ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے درمیان دو ہزار دو سو چالیس سال کا زمانہ گزرا تھا۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے مابین سات سو سال کا فاصلہ تھا۔ حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد علیہما السلام کے مابین پانچ سو سال اور حضرت داؤد علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد تک بارہ سو برس کا فاصلہ ہوا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد سے تا زمانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ سو بیس سال گزرے تھے۔ یہ

تاریخ وہب بن منبہ کے اعتبار سے ہے۔

حضرت آدم و نوح کے درمیان کتنی پشتیں گزریں

وہب کا
بیان ہے

کہ حضرت نوح اور حضرت آدم علیہما السلام کے درمیان دس پشتیں اور حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہما السلام کے مابین دس قرن گزرے تھے جو سب اسلام پر تھے۔

حضرت ابراہیم اور حضرت داؤد کے درمیان کتنا تفاوت ہے

میں نے
انجیل

میں مطالعہ کیا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت داؤد علیہما السلام کے درمیان چودہ قرن گزرے تھے۔ داؤد علیہ السلام سے جلاوطنی بابل کے عہد تک چودہ قرن، اور جلاوطنی بابل کے عہد سے دنا زمانہ مسیح علیہ السلام بھی چودہ قرن گزرے تھے۔ علاوہ بریں میں نے اہل عجم کی تاریخی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اسکندر دس اور اردشیر کے مابین جو زمانہ گزرا ہے وہ طوائف الملوک کا زمانہ تھا۔ یہ زمانہ چار سو پینسٹھ سال کا تھا۔ جب اردشیر فرماں روا تے ملک فارس ہوا ہے۔ اس کے بعد سے مقتول یزدجر تک جو زمانہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں تھا۔ چار سو تیس سال سے چند سال زائد تک جتنے لوگ گزرے وہ سب شاہنشاہ تھے۔

اسکندر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تفاوت

اسکندر روس
کے عہد سے ہمارے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک نو سو برس کے قریب گزرے تھے۔ مگر وہب کے بیان کے مطابق اسکندر روس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد گزرا ہے۔

اس لئے اس قول میں اور اس کے قول میں جو اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو بیس برس کا فاصلہ تھا۔ ایک قسم کی مخالفت پائی جاتی ہے۔

وہیب کے سوا اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اسکندر مسیح علیہ السلام سے بھی قبل تھا۔ اور انجیل میں جالیہ بابل کے بابت بیان کیا گیا ہے کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام سے چودہ قرن بعد اور حضرت مسیح علیہ السلام سے چودہ قرن قبل گزرا ہے۔ اور نسب داں لوگ ذکر کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی قبل گزرا ہے۔ غرض کہ ان روایتوں میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

ارب بن رباب خلدان | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کون کس دین پر تھا

”شن“ کے قبیلہ عبدالقیس سے تھا اور دین عیسوی کا پابند تھا۔ لوگوں نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل ایک منادی کو یہ ندادیتے ہوئے سنا کہ زمین کے باشندوں میں تین شخص سب سے اچھے ہیں۔ ”رباب شمتی“۔ ”بجیر اراہب“ اور تیسرا شخص اس وقت تک وجود میں ہی میں نہیں آیا۔ تیسرے شخص سے پیغمبر آخر الزماں مراد تھے۔ ارب کی اولاد میں سے جو شخص مرنے کے بعد دفن کیا جاتا تھا لوگ اس کی قبر پر بارانِ رحمت کا نزول مشاہدہ کیا کرتے تھے۔

یہ بی بی خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ انھوں | وقرب بن نوفل بن عبد العزی

نے بتوں کی عبادت ترک کر دی تھی۔ اور دین کی تلاش کر کے مذہب عیسوی

اختیار کیا تھا۔ بنی بنی خدیجہ نے ان سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حالات بیان کئے۔ تو انھوں نے کہا "بشیک ان کے پاس بھی وہی ناموس اکبر آتے گا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔

سعید بن زید کے والد تھے۔

جو عشرہ مبشرہ یعنی ان دس

زید بن عمرو بن نفیل

شخصوں میں سے ایک تھے جن کو جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ یہ بھی بتوں کی عبادت سے باز آ کر تحقیق مذہب کے درپے ہوتے تھے۔ مگر عیاسیوں نے ان کو ملک شام میں قتل کر ڈالا۔ ان کے بابت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "وہ قیامت کے دن تنہا ایک امت کے طور پر مبعوث ہوں گے۔ یہ شعر انھیں کی تصنیف ہے۔

لہ المزن تحمل عذاباً زللاً

اسلمت وجمی لمن سلمت

میں اس ذات کا تابع فرمان ہوا جس کا فرمان پذیر وہ بنے والا برہنہ جو صفا اور شیریں پانی اٹھایا کرتا ہے۔

ورقہ بن نوفل نے ان کا ایک یہ شعر بھی نقل کیا ہے۔

تجنبت تنوراً من النار حامیا

اشدات والعت ابن عمرو وانما

اے ابن عمرو تم نے راہ راست پائی اور خوشحال ہوئے اور اس لئے تم نے اپنی ذات کو ایک گرم تنور کی آگ سے بچا لیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ امیہ نے آسمانی کتابیں پڑھی

تھیں اور انھوں نے بتوں کی پرستش ترک

ابینہ بن ابی اہلہ

کر دی تھی۔ وہ اس بات کی بھی خبر دیا کرتے تھے کہ سرزمین حجاز سے ایک نبی مبعوث

ہوں گے، جن کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ مگر جب انھوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کے ظہور کی خبر پائی تو بوجہ حسد کے آپ پر ایمان نہیں لاتے، رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت ان کا شعر پڑھا تو یہ فرمایا تھا کہ "اس کا دل

تو ایمان لایا مگر اس کے دل نے نافرمانی کی۔

اسعد ابو کرب حسیری

بیان کیا گیا ہے کہ "اسعد" نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی بعثت سے سات سو سال

قبل ہی ایمان لا چکے تھے۔ اُن کا قول ہے کہ:

رسول من اللہ باری النسم

خدا تجہ جان آفریں کے رسول ہیں

لکنت وزیرالہ وابن عمر

ہشک میں اُن کا ایک مددگار اور ابن عمر بنتا

یہ پہلا شخص تھا جس نے بیت اللہ شریف پر چٹائیوں اور چادروں کا غلاف چڑھایا۔

قیس بن ساعدہ الایادی

کہا گیا ہے کہ قیس ملک عرب کا حکیم تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

کہ آپ نے قیس کو بازار عکاظ میں ایک صمغ اونٹ پر سوار خطبہ بیان کرتے دیکھا تھا۔ آپ نے قیس کا قصہ حضرت ابو بکر رضی سے بیان کیا اور اس کے اشعار بھی سناتے تھے۔

ابو قیس صرتمہ بن ابی انس

وہ نبی نجار سے تھے راہب ہو کر صوف پوش ہو گئے تھے۔ بت پرستی

ترک کر کے عیسائیت اختیار کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر اپنے ایک گھر میں بیٹھ رہے اور اسے مسجد بنالیا، جس کے اندر کوئی ناپاک عورت یا نجس مرد نہیں جانے پاتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لاتے تو وہ

مشرف باسلام ہو گیا اور اس کا اسلام بہت عمدہ ہوا۔ انہوں نے رسول پاک کی شان میں کہا ہے۔

وَتَوَىٰ فِي قَرِيشٍ بَضْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً . مَكَّةَ لَوِ يَلْقَىٰ صَدًا يَقَامُوا نِيًّا .
وہ قریش میں دس سال سے چند برس زائد زمانہ تک پناہ گزیں رہے مگر میکاش انکو کوئی ہمدرد دوست ملا اور اسی نے زمانہ جاہلیت میں یہ نظم کہی تھی۔

سبحو اللہ شرق کل صباح
ہر صبح کے تاباں ہونے کے وقت خدا کی پاکی بیان کرو
یا نبی الارحام لا تقطعوها
اے لوگو قربت داری اور شہ داری قطع نہ کرو
یا نبی النجوم لا تظلموها
اے عزیزو نجوم پر ظلم نہ کرو (یعنی انکی پرستش نہ کرو) کیونکہ
طلعت شمسہ وکل ہلال
جگہ اس کا آفتاب طلوع ہوا اور ہر ہلال کے نکلنے کے وقت
وصلوها قصیر من طوال
اور اس کو بڑی سے چھوٹی تک ملائے رکھو
ان ظلم النجوم داء عضال
نجوم پر ظلم کرنا سحت مہلک بیماری ہے
وہ عبس بن بقیصن کی نسل سے تھے
بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

خالد بن سنان بن عیث

علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ ایک نبی تھے۔ جس کی قوم نے ان کی قدر نہیں کی۔ ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ جس وقت میں دفن کیا جاؤں تو اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد گرہے کے بچوں کا ایک گلہ وہاں آتے گا جس کے آگے آگے ایک خاکی رنگ کا گورخر ہوگا۔ اور وہ اونٹ اپنے سسم سے میری قبر کو ٹھکراتے گا۔ تم لوگ اس حالت کو دیکھتے ہی قبر کھود کر مجھے نکال لینا۔ کیونکہ میں باہر نکل کر تمہیں کچھ خبر سناؤں گا۔

چنانچہ جب وہ مر گئے تو ان کی قوم والوں نے ان کی بات صحیح ہوتی

دیکھی اور اُنھوں نے انھیں قبر سے نکالنے کا ارادہ بھی کیا لیکن کچھ لوگوں نے اس کو برا سمجھ کر کہا:

”ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہم لوگ مردہ کن اور کفن چور نہ مشہور ہو جائیں۔“
 خالد بن سنان کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
 ہوئیں تو آپ کو قل ہو اللہ احد پڑھتے سُن کر کہا:
 ”میرے والد بھی یہی پڑھا کرتے تھے۔“



اہل عرب کے نسب نامے

عدنان

لوگوں نے عدنان کے نسب میں اختلاف کیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ "عدنان بن اود بن یحشوم بن مقوم بن ناحور بن تاریخ بن یعرب بن شجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم ہے۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔

عدنان بن عود بن اشجب بن ایوب بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم اور چند مؤرخین کے نزدیک وہ "عدنان بن میدع بن متیع بن اود بن کعب بن شجب بن یعرب بن الہمیسع بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم ہے۔ عدنان کے دو بیٹے تھے۔ ایک "عک" دوسرا "معد" معد کے آٹھ بیٹے تھے جن میں سے چار شخص جن سے نسل چلی ہے یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

ان چاروں بیٹوں کے نام ہیں قضاعہ، قنص، ایاد اور نزار۔ قضاعہ حمیر کی طرف چلا گیا۔ جو "یمین" کے قبائل میں شمار ہوتا ہے۔ قنص کے بابت کچھ لوگ بیان کرتے ہیں کہ "آل منذر" فرماں روا یا بن حیرہ اسی کی اولاد میں ہیں۔ "ایاد" قبیل اکسیر کی جانب منسوب ہیں۔ ان کے مشہور قبائل نہیں۔ اور ایک قوم نے بیان کیا ہے کہ قبیلہ ثقیف انھیں کی نسل سے ہے۔ مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں ثقیف کا قبیلہ قیس عیلان کی نسل سے ہے۔

”نزار کی اولاد“ میں ”مضر“، ربیعہ اور انمار“ تین فرزند تھے۔ انمار“ کے بیٹے خشم اور بحیلہ“ تھے۔ جو یمن میں جا کر سکونت پذیر ہوئے اور وہیں ان کی نسل چلی، باقی رہے مضر اور ربیعہ تو انھیں دونوں کی جانب نزار کی اولاد منسوب ہوتی ہے۔ یہی قبیلے خالص طور پر حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ”مضر بن نزار“ کے فرزند کا نام ایاس تھا اور ایاس کے بیٹوں کا نام ”خندف“ تھا جو اپنی ماں کے نام سے موسوم ہوتے تھے۔ انکی تعداد تین تھی۔ مدرکہ، طابخہ، اور قمعہ۔ قمعہ کے متعلق بعض نسب جاننے والے اشخاص بیان کرتے ہیں کہ ”خزاعہ“ کا گھرانہ اسی کی اولاد ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں۔ ”بنی خزاعہ“ یمن کے قبائل سے ہیں اور ”عمرو بن عامر“ کی اولاد ہیں۔ خندف کا تمام قبیلہ ”مدرکہ“ اور طابخہ کی جانب راجع ہو گیا۔ باقی رہا ایاس کا تیسرا بیٹا۔ قمعہ اسکی نسل ”قیس عیلان“ کے نام سے موسوم ہوتی۔ اس طرح ”مضر“ کی تمام نسل ”خندف“ اور ”قیس“ کے دو گھرانوں کی جانب راجع ہوتی ہے۔

مدرکہ بن ایاس | مدرکہ بن ایاس کی اولاد میں ”ہذیل“، ”اسد“، ”کنانہ“ اور ”قریش“ کے گھرانے ہیں۔ ہذیل بن مدرکہ بن ایاس بن مضر“ کے تین بیٹے ”سعد“، ”نحیان“ اور ”عمیر“ تھے۔ اس سے آگے نسل کا شمار سعد سے ہوتا ہے جس کے فرزندوں کے نام ”تمیم، حرث، منعہ، خزاعہ، جہمہ اور غنم“ تھے آگے کا شمار تمیم سے ہوتا ہے۔ تمیم کے بیٹے معاویہ اور حرث تھے پھر شمار نسب ”معاویہ“ سے چلتا ہے اور حرث کا گھرانہ وہ تھا جس میں عبید بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ ہذیل کا نسب نامہ یہیں ختم ہو گیا۔

قبیلہ اسد وہ اسد بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ہے اس کے چند اور بھائی بھی ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ اور بطون بن خزیمہ، اسد کے بیٹوں کے نام دودان، کاہل، عمرو اور حملہ تھے۔ انھیں سے تمام بنی اسد کا قبیلہ پھیلا جن کے مشہور بطون، جوقفص، بنو الصیدا، بنو نضر بن فہین بنو الزبیر بنو غاضرہ، اور بنو لغامہ، ہیں۔ الہون بن خزیمہ کے بیٹے کا نام "قارہ" تھا۔ جبکی نسل سے "عضل" اور "دلیش" کے قبائل ہیں۔ یہ دونوں قبیلے "ہون بن خزیمہ کی ذریت ہیں اور قارہ ایک تیر انداز قوم ہے اس لئے اسکی صفت میں کہا گیا ہے۔

قد انصف القارہ میں رہا۔ قارہ نے جس کو تیر مارا اٹھیک اور درست نشانہ لگایا۔

قبیلہ کنانہ کنانہ بن خزیمہ کی نسل سے ہے جو اپنے ماں باپ کے بعد اسکی بی بی مسماۃ برة بنت مراخت تمیم بن مرکو اپنے نکاح میں لایا تھا۔ "کنانہ" کے بیٹے۔ نضر بن کنانہ جو برة کے بطن سے تھا، مالک بن کنانہ، مکان اور عبد مناة تھے۔ عبد مناة کا نام "علی" اور بعضوں کے بیان کے مطابق "مسعود" بھی بیان کیا گیا ہے۔ بنو ملک ان کی یادگار ان کی نسل ہے۔ لیکن انھیں کوئی اعلیٰ درجہ کا شرف نہیں حاصل ہے۔

بنو مالک کے گھرانے بنو فقیہ اور بنو فراس ہیں۔ بنو فقیہ مشہور جعسانہ اور آمیزش کرنے والے ہیں۔ اور بنو فراس میں سے قفقاع بن الحکیم کا گھرانہ

زیادہ نامی ہے جو بصرہ میں سکونت رکھتا ہے۔ اور کوفہ میں۔ بنو یحیرہ طیبوں کا خاندان بھی انھیں میں سے ہے۔

عبد مناة کی نسل میں "بنو مدیج القاتنہ" کا گھر مشہور ہے اور "بنو حزمیہ" جن کو "خالد بن الولیدؓ نے بمقام "غمیصا" قتل کیا تھا اسی قبیلہ سے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دوست کہا تھا۔ بنو لیت، عبید بن عمیر اللیثی اور عبد اللہ بن شداد کا گھرانہ بھی اسی قبیلہ سے ہے اور دتل یعنی ابی الاسود الدؤللی کا کنبہ بھی بنو صمرہ، عمرو بن امیتہ الضمریؓ رضی اللہ عنہما رسول پاک کا کنبہ بھی اسی قبیلہ کی شاخ تھا۔ اور بنی صمرہ کی شاخ "غفار" ابی ذر غفاری کا کنبہ تھا۔ اور بنو عسیرج۔ بھی مناة کی نسل سے ہیں مگر ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ ابو نوفل بن ابی عقرب العریجی اسی خاندان کا ایک نمبر تھا۔

قبیلہ قریش | نصر بن کنانہ، یہ ابو قریش ہے، اس کے بیٹے، مالک اور صلت "تھے۔ صلت کی نسل ملک یمن کو

چلی گئی۔ اور چند لوگ اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ "نصر" قبیلہ خزاعہ کا جد تھا اور قریش کا قبیلہ "مالک بن النصر" کی جانب راجع ہو گیا جو تمام قریشی گھرانوں کا جد اعظم ہے۔

مالک بن النصر کے بیٹے "نہر اور حرث" تھے۔ ان کی ماں قبیلہ جحریم کی لڑکی تھی۔ حرث بن مالک مطیبین میں سے تھا جن میں حضرت "ابو عبیدہ بن الجراحؓ" ہیں۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ "خلج" اسی سلسلہ میں ہیں۔ نیز ان کے بابت سلسلہ عدوان میں ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ پھر حضرت "عمر بن الخطابؓ

نے انھیں حارث کے ساتھ ملحق کر دیا اور سب کا نام "خلج" رکھ دیا۔ کیونکہ وہ عدوان کے ساتھ گڈ بڈ ہو گئے تھے یہ دینہ میں بکثرت ہیں۔

فہر بن مالک کی نسل سے کئی قبیلے نکلتے ہیں جو سب کے سب قریش کہلاتے ہیں اور ان کو بنو فہر بھی کہتے ہیں۔ فہر

کے بیٹے "غالب اور محارب" تھے۔ محارب کی نسل سے ضرار بن الخطاب مشہور ہوا ہے جو زمانہ جاہلیت میں قریش کا شاعر تھا۔ "ضحاک بن قیس الغہری" جس کو مرج راہط کے دن مروان نے قتل کیا تھا وہ بھی اسی کنبہ کا شخص تھا اور غالب بن فہر کے دو بیٹے ٹوٹی اور تیم تھے۔ تیم کا قبیلہ "بنو الادرم" اعراب قریش میں ان میں سے کوئی ایک شخص بھی شہر مکہ میں نہیں رہتا انھیں کے بالے میں ایک شاعر کہتا ہے۔

ان بنی الادرم لیسوا فی احد لیسوا الی قیس و لیسو من احد
 "بنی الادرم" کسی کے شمار میں نہیں ہیں وہ "قیس" میں ہیں اور نہ "اسد" میں

ولا تو فاهم قریش فی العدو
 اور نہ انکو قریش شمار میں پورا کرتے ہیں

ٹوٹی اسی کی جانب قریش کی تعداد اور اس کا شرف ختمی ہوتا ہے
 "ٹوٹی کے بیٹے" "عامر" "سامہ" "سعد" "خزیمہ" "حرث اور عوف"

نامی تھے۔

عامر کی اولاد میں دو بیٹے "صل" اور "معیص" تھے۔ معیص کی اولاد میں "ابن مکتوم" و ابن قیس الرقیات اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کی ماں ہیں۔ اور صل کی اولاد سے سہل سہیل اور سکران بنو عمرو ہیں۔ سامہ بن ٹوٹی مقام عمان میں جا رہا اور وہیں وفات پائی۔ اس لئے اس کی اولاد وہیں رہی۔

سعد بن لوی ولد ثیانہ کا باپ ہے۔ جس کی نسل میں ثابت بنانی تھے۔ نباتہ اس قبیلہ کی ماں ہے۔ اور سعد کے تحت میں تھی۔ لڑکا اسی کے جانب منسوب ہوا۔

خزیمہ بن لوی، کی نسل سے قبیلہ عاندہ ہے اور بنی شیبان میں ہیں۔ مقاس العاندی مشہور شاعر اسی قبیلہ سے تھا۔ حرث، عوف اور کعب کی اولاد میں مرہ، ہبصیص اور عدی ہیں۔ ہبصیص کی نسل سے بنو سہم اور بنو جمع۔ "عدی" کی نسل سے عمرو بن الخطاب اور زید بن عمرو بن نفیل تھے۔

مرہ کی نسل میں اس کا بیٹا، تیم، تھا۔ جس کی اولاد میں حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور عبید اللہ بن معمر کے گھرانے ہیں اور "آل المکند" بھی بنو مرہ میں مخدوم بن تطفہ بن مرہ کی نسل سے بنو مخدوم کا گھرانہ ہے جن میں سے ابو جہل بن ہشام بن المغیرہ اور آل مغیرہ ہیں ہشام بن المغیرہ اپنی قوم میں سرداری کا رتبہ رکھتا تھا۔ اور اسی کے بارہ میں شاعر کہتا ہے۔

واصبح بطن مکہ مقشعرا
کان الارض لیس بہا ہشام
بطن مکہ وحشتناک ہو گیا ہے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ اس زمین پر ہشام نہیں ہے

مرہ کا ایک اور بیٹا کلاب تھا۔ جس کے فرزند "زہرہ" اور "قصی" تھے۔ زہرہ کلاب کی بیوی کا نام تھا۔ اور وہ لڑکا ماں ہی جانب منسوب ہو کر اسی کے نام سے موسوم ہوا۔ بنو زہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔

قصی بن کلاب | اس کا اصلی نام زید تھا۔ اسکو "جمع" بھی کہا کرتے تھے کیونکہ اس نے قبا تل قریش کو خزاعہ سے یججا کر دیا تھا۔ اور ان کو مکہ میں مقیم کر کے "دار الندوہ" تعمیر کیا۔ اور اس کے خانہ کعبہ کی کنجی خزاعہ سے لے لی تھی۔

قصی بن کلاب کی اولاد میں کئی فرزند تھے جس کے تمام حسب ذیل ہیں عبد مناف، عبدالدار، عبدالعزیز اور عبد۔ عبد بے نام و نشان رہا۔ عبدالعزیز کی نسل سے "خوئید بن اسد بن عبدالعزیز حضرت زبیر بن العوام کا جد ہے اور بی بی خدیجہ کا باپ، خوئید کا ایک اور بیٹا خزام مانی" بھی تھا۔

عبدالدار کی اولاد میں آل ابی طلحہ بن عثمان بن عبدالدار ہیں جو سب کے سب جنگ احد کے دن مقتول ہوئے۔ صرف عثمان بن طلحہ بچ رہے تھے۔ اور وہ مشرف باسلام ہوئے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خانہ کعبہ کی کنجی عطا فرمائی۔

عثمان کے بیٹے شیبہ تھے جن کی اولاد کے پاس آج تک کلید برادری کعبہ کی خدمت چلی آتی ہے۔

عبد مناف بن قصی کا نام اصلی مغیرہ تھا۔ جس نے فرزند ہاشم، عبد شمس مطلب، نوفل اور ابو عمرو تھے۔ ابی عمرو کی نسل ہی نہیں چلی۔

نوفل کی اولاد میں جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل تھے۔ مطلب بن عبد مناف کے دس بیٹے تھے جن میں سے چند لڑکوں کے نام یہاں تحریر ہوتے ہیں۔ "عبد مناف، عباد، مخرمہ اور ہاشم"۔

بنی ہاشم | ہاشم بن عبد مناف کا نام عمرو تھا۔ وہ سرزمین شام کے ایک مقام، غزہ، میں فوت ہوئے۔ انھوں نے

نے عبد المطلب اور اسد، اور ان کے علاوہ اور کئی فرزند یادگار چھوڑے جن کی نسل آگے کو نہیں چلی۔ اسد کا ایک لڑکا حنین تھا جو لاولد فوت ہوا۔ یہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کا ماموں تھا۔ اور ایک لڑکی فاطمہؓ تھیں جو حضرت علیؓ کی ماں تھیں غرض کہ رفتے زمین پر بجز اولاد عبد المطلب بن ہاشم کے کوئی ہاشمی نہیں ہے۔ کیونکہ ہاشم کے اور فرزند زمینہ سب لاولد رہے۔

عبد المطلب کا اصلی نام "عامر" تھا۔ وہ مدینہ میں اپنے ماموں کے یہاں تھے۔ اتفاقاً مطلب بن عبد مناف ان کے چچا وہاں گئے اور انھیں ساتھ لے آئے۔ جس وقت مطلب مکہ میں داخل ہوتے تو عامر ان کے پیچھے تھے۔ لوگوں نے ان کو دیکھ کر کہنا شروع کیا کہ یہ "عبد المطلب" یعنی مطلب کا غلام ہے۔ بس اسی وقت سے ان کا یہی نام پڑ گیا۔

عبد المطلب نے بہت بڑی عمر پائی اور نابینا ہو کر رحلت فرمائی۔ انہی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر صرف آٹھ سال دو ماہ کی تھی۔ عبد المطلب کے دست بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ جن کا ذکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حال میں کیا گیا ہے۔

بنی امیہ | عبد شمس بن عبد مناف کے بیٹے "امیہ الاکبر" حبیب عبد العزی، سفیان، ربیعہ، اور تین اور بیٹے

تھے جن کا نام عبلا ت مشہور تھا اور وجہ تسمیہ یہ تھی کہ ان کی ماں کا نام "عبدہ" تھا۔ درنہ ان کے اصلی نام امیہ الاصغر، عبد امیہ (یہ آٹھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا)، اور نوفل تھے۔ سفیان کے کوئی اولاد ہی نہ تھی۔ ربیعہ کے دو بیٹے

تھے۔ "عتبہ اور شیبہ"۔ ایک مؤرخ کا بیان ہے کہ ابوسفیان بن امیہ
لا ولد تھا۔ اور اولاد جو چلی ہے وہ سفیان سے چلی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں "ہندہ" عتبہ کی بیٹی تھیں۔
عبدالعزی کے بیٹے ربیع اور ربیعہ (جس کو جرہ البطی کہتے تھے) ربیع
حضرت ابی العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ کے والد ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیٹی زینبؓ کے شوہر نامدار تھے۔ اور ان کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔
امیہ الاصغر کی نسل میں "ثریا" مشہورہ جمال عورت تھی جسکی صفت
میں عمرو بن ربیعہ نے قصیدہ لکھا ہے۔ حبیب بن عبد شمس کی اولاد میں
"ربیعہ" حضرت عامر بن کریم رضی اللہ عنہ کے جد اور حضرت سمرہ بن حبیبؓ جن کی
ماں حبشہ مسماۃ "زبیبہ" تھیں۔ سمرہ کا ایک ماں جایا بھائی "ابو جمہ" بھی
تھا۔ جو "کثیر بن عبدالرحمن بن ابی جمہ" شاعر کا دادا ہے۔

امیہ بن عبد شمس الکبریٰ کی اولاد | "حرب" ابو حرب سفیان
ابوسفیان، عمرو اور ابو عمرو

ہیں۔ یہ لوگ، غنابس کہلاتے تھے اور اسد کے ساتھ مشابہ تھے اور عاص
ابوالعاص، غیص اور ابوالغیص بھی اُسی کی اولاد تھے۔ ان کو اعیاص کہتے

تھے ابن قتیبہ کا دعویٰ غلط ہے۔ حضرت ابوالعاص سے سیدہ زینب کے
کئی اولادیں تھیں۔ جن میں سیدہ امامہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بہت مشہور ہیں
امامہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے منسوب ہوئیں اور بقول خود ابن قتیبہ مغیرہ
بن نوفل سے بیاہی گئیں۔ دیکھتے اس کتاب کا عنوان "رسول اللہ کی اولاد" ہے
حضرت علی بن ابوالعاص تو وہ فتح مکہ میں شریک تھے اور جنگ یرموک میں شہید
ہوئے۔ دیکھتے (اسد الغابہ ۴/۴۱) - (سوۃ صحابیات ص ۹۲) (بحوالہ ابن عساکر)

سب سے۔ حرب بن اُمیہ جناب ابوسفیان کا باپ ہے۔ اور اُن کی ایک لڑکی اُمّ جمیل بھی تھی۔ جس کو ”صالحۃ الخطب“ کا لقب ملا تھا۔ ابوالعبص بن اُمیہ کی اولاد میں، اُسید، ابو عتاب بن اُسید اور خالد بن اُسید ہیں۔ حضرت عتابؓ مکہ پر منجانب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عامل تھے۔ عاص بن اُمیہ کے بیٹے کا نام ابوالاحصحہ تھا اور اس کا اصلی نام ”سعید“ ہے۔ ابوالعاص بن اُمیہ کی اولاد میں عفان بن ابی العاص حضرت عثمانؓ کے والد اور حکم بن ابی العاص مروان بن الحکم کے باپ ہیں۔ ابوعمر بن اُمیہ کی نسل میں، ابومعیط اور ابو عقبہ ابن ابومعیط بن ابی عمرو ہیں مگر عمرو بن اُمیہ ابوسفیان بن اُمیہ، ابو حرب بن اُمیہ اور عینص بن اُمیہ کی نسل باقی نہیں رہی۔ یہاں تک کہ مدرکہ بن الیاس کی نسل کا بیان تھا۔

طالب | طالب بن الیاس کی اولاد میں، ابون طالبؓ تھا۔ اس کے بیٹوں کے نام ”مرہ، عبدمنّاء، صبتہ، مزینہ اور حمیس“ تھے۔ عبدمنّاء بن ادا کی تیم بن عبدمنّاء اور اس کے بطون ہیں۔ اور عدی بن عبدمنّاء جسکی نسل سے ”ذوالرمہ“ شاعر ہے اور عکّل اور اس کے بطون ہیں۔ یہ تینوں ربّاب سے تھے۔ اور ثور بن عبدمنّاء ہیں جو حضرت سفیان ثوریؒ اور ربیع بن خثیمؒ کا کنبہ ہے۔

ضنبہ بن ادا | اس کی اولاد سعید، سعد اور باسل تھی۔ باسل کے بیٹے کا نام ”ولیم“ ہے۔ سعید جنگ میں قتل ہو گیا۔ اس کی نسل نہیں چلی، ضنبہ کی نسل تمام تر ”سعد بن ضنبہ“ سے چلی ہے اور یہ نسل عرب کی جماعتوں میں سے ایک جماعت ہے جس کا تعلق ربّاب سے ہے۔

سعد کی اولاد جن کی جانب "ضنبہ" کا قبیلہ منسوب ہوتا ہے، تین ہیں، بکر، ثعلبہ اور حسریم، ان کی شاخیں نصر، ماذن، السید، ذہل، عاندہ تیم اللات (اس کا نام جارم ہے) زبان، عوف، اور شمیم ہیں۔ ذہل کی نسل سے، بحالہ، تیم، طبع، ضبیعہ، اور کعب ہیں۔ یہ سب بنو بجالہ ہیں۔ اس سے آگے کعب کی اولاد میں "ضرار بن عمرو" ہے جس کا شمار "ضنبہ" کے گھرانے میں سے ہے اور جس کا مقولہ ہے کہ "رمین سرہ بنوہ ساوتہ نفسہ" اس کے تیرہ فرزند زرمینہ تھے اور "بنو صباح" جو بڑے شکاری مشہور تھے شقر اور ہلال ہیں۔

مزنیہ بن اڈ | مزنیہ بن اڈ، مزنیہ مہنر کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی نسل سے نعمان بن مقرن معقر بن یار، بکر بن عبد اللہ المزنی اور زہیر شاعر ہیں۔

حمیس بن اڈ | اس کی نسل بہت قلیل ہے۔ جن کے کچھ لوگ شہر بصرہ میں، بنی عبد اللہ بن وارم کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور کچھ لوگ شہر کوفہ میں "بنی مجاشع" کے ضمن میں سکونت پذیر ہیں۔ اس کے بیٹے حسب ذیل تھے۔ ثعلبہ بن مر، اس کی نسل، **مڑ بن اڈ** | بنو طاعنہ کہلاتی ہے۔ اور اس کی وجہ تسمیہ مادی نسبت ہے، بکر بن مر، اس کا لقب "شعیرا" ہے۔ اراثر بن مر اس کی نسل ملک یمن کو چلی گئی اور قبیلہ "جزام" میں داخل ہو گئی جس کو جدیش کہتے غوث بن مر اس کی نسل کے لوگ بھی ملک یمن کو چلے اور وہ بنو صوف کہلاتے تھے۔ یہ لوگ "بنی صفوان" سے پشتیترج میں عرفات سے کوچ کر

۱۲ | جس کو اپنی اولاد اچھی معلوم ہوگی اس کو اپنی جان بڑی معلوم ہوگی، ۱۲

کرنے کی لوگوں کو اجازت دیا کرتے تھے۔ اور مر کا ایک بیٹا "تمیم" بھی تھا۔
تمیم بن مر | اس کی قبر مقام "مردان" میں ہے اس کی اولاد میں
 زید مناة بن تمیم، عمرو بن تمیم، اور حارث بن تمیم
 تین بیٹے تھے۔ اُن کی ماں عوراء ضبہ کی بیٹی تھی۔ حارث بن تمیم کی نسل
 میں قبیلہ شقرہ ہے۔

عمرو بن تمیم کی اولاد حسب ذیل ہے۔

عنبز بن عمرو بن تمیم، ہجیم بن عمرو، اسید بن عمرو ابی حاضرا لاسدی
 اکثم ابن صیفی اور ابی ہالہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر کا جد اعظم، قلین
 بن عمرو، حارث بن عمرو الحبیط، جس کی اولاد حبیطات کے نام سے موسوم
 ہوئی، مالک بن عمرو جس کی نسل سے مازن اور حرماز ہیں اور ابو عمرو بن
 ابن العلاء مازن ہی کے کنبہ سے ہے۔

زید مناة بن تمیم کے فرزند حسب ذیل تھے۔

سعد بن زید مناة، نسل کا شمار اسی سے ہوتا ہے۔ عامر بن زید
 مناة اس کی اولاد عامر بن مجاشع کی جانب منسوب ہوئی۔ حارث بن زید
 مناة، اس کی نسل میں بہت تھوڑے لوگ ہیں۔

امراً القیس بن زید مناة اس کی نسل سے عدی بن زید شاعر ہے

اور اس کے قبائل "بنو عصبیہ" کے نام سے موسوم ہیں اور مالک بن زید
 مناة کی نسل سے کئی ایک گھرانے جس کی نسل سے نکلے ہیں مبعث الجوع،
 جو علقمہ بن عبد۔ اور علقمہ الحصبی کا جد اعظم ہے اور براجم یعنی عمرو قیس
 کلفہ، ظلم اور غالب خنظلہ بن مالک کے بیٹے اور یربوع بن خنظلہ، بنو کلیب
 بن یربوع، جریر کا جد اعظم اور رباح بن یربوع اوص شاعر کا جد اعظم

قتیب الریاحی، سحیم بن وثیل الریاحی اور ثعلبہ بن یربوع، عتبہ بن حارث بن شہاب کا جدا عظم، غزانہ بن یربوع و کعب بن ابی اسود قاتل قتیبہ بن مسلم الباہلی کا جدا علی، اور خسر ام بن یربوع، سجع کا جدا علی، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اولاد وارم بن مالک بن حنظلہ جو مجاشع بن وارم اور نہشل بن وارم ہیں۔ اولاد عدویہ جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں اور ان کے نام زید بن مالک بن حنظلہ، صدی بن مالک بن حنظلہ اور یربوع بن مالک بن حنظلہ تھے، اور اولاد طہیہ جو اپنی ماں کی جانب منسوب تھے۔ جن کے اصلی نام اسود بن مالک بن حنظلہ، عوف بن مالک بن حنظلہ اور جشیش بن مالک بن حنظلہ تھے، اور ابوالبلاد الطہوری۔ یہ سب مالک بن زید مناة کی نسل سے ہیں۔

سعد بن زید مناة بن تمیم

فزر کے نام سے موسوم ہے جس کے بارہ میں یہ ضرب المثل کہی گئی ہے۔

”کما تفرقت مغزى الفزر“ (جس طرح فزر کی بھڑکیں پراگندہ ہوتی ہیں، اسکی اولاد حسب ذیل ہے۔

کعب بن سعد، عمرو بن سعد اور حارث بن سعد، یہ لوگ عوافتر کہلاتے ہیں۔ عبشمس بن سعد، اس کا نام مقروع ہے، جشم بن سعد مالک بن سعد، عوف بن سعد، اور ہبيرة بن سعد، نسل کا شمار کعب بن سعد کی اولاد سے ہوتا ہے۔ جن میں ”مقاعس“ یعنی حارث بن عمرو بن کعب بنو حمان بن کعب بن سعد، بنو منقر بن عبید بن حارث بن عمرو بن کعب بنو مرہ بن عبید جو اعنف بن قیس اور عکراکش بن ذویب کا جدا علی ربیعہ بن کعب جو مستوعز بن ربیع کا باپ ہے اور اس نے تین سو بیس سال کی

عمر پاتی تھی عوف بن کعب کے خاندان سے بہرہ ہے جو زبرقان میں بدر کا
جدا علی تھا اور قزح ہے جو بنی الناقہ کا جدا علی تھا جس کا نام ابو الاضبط
بن قزح تھا اور یہ قزح بہت سے قبیلوں میں منتقل ہو کر آخر کار پھر اپنی
قوم میں واپس آیا تھا اور اُس نے کہا تھا کہ ہر ایک وادی میں بنو سعد ہی
نظر آتے ہیں۔ اور آل عطار کے گھرانے سے یعنی ابی رجا العطار وی اور آل
صفوان بن شجنہ جو مقام عرفات سے لوگوں کو کوچ کرایا کرتے اور عطار ہی
کے کنبہ میں "بنو عوف" بھی شامل ہیں۔ یہ تمام لوگ سعد بن زید مناة کی نسل
سے ہیں۔ یہاں تک طابخسہ بن الیاس بن مضر کی اولاد کا ذکر ہوا۔

قیس بن عیلان | اس کا نام قمعہ بن الیاس بن مضر تھا اس کے
بیٹے سعد، عکرمہ، اعصر، عمرو اور حصفہ تھے۔ مگر بعض
علماء نسب کہتے ہیں کہ عکرمہ، حصفہ کا بیٹا تھا اور اعصر سعد کا فرزند ہے۔

عمرو بن قیس عیلان | عمرو بن قیس کے دو بیٹے، فہیم اور "عدوان"
تھے فہیم کی نسل سے تالط شتر ہے اور ان کے
دافخاذ کا مجھے علم نہیں، عدوان کے بطون حسب ذیل ہیں۔

بنو غاربہ، بنو ابش، بنو لشکر، بنو عوف، ذرعاء، بنو ہم اور بنو باح
جن کے سلسلہ نسب میں ایک قول کی سند پر "خلج" کا بطن بھی شامل ہے
عامل بن انطرب، عرب کا بادشاہ اور ایو سیارہ جو لوگوں کو افاضہ کرایا کرتا
تھا دونوں عدوان ہی کی نسل سے ہیں۔ عدوان نے ثقیف کو طائف میں

۱۱ افخاذ جمع فخذ کی ہے۔ ایک بھائی کی اولاد۔ عرب کے لوگ ہر خاندان کو چند حصوں
پر تقسیم کرتے ہیں سب سے بڑے گروہ کو شعب کہتے ہیں، اس کے بعد قبیلہ، اس کے بعد
فضیلہ، اس کے بعد عمارہ، پھر بطن اور سب سے چھوٹے ٹکڑے کو فخذ کہتے ہیں ۱۲۔

رہنے کے لئے جگہ دی تھی مگر چونکہ ان میں سردار بہت کثرت سے تھے۔ اس لئے وہ آپس کی خانہ جنگیوں کی وجہ سے متفرق جگہ جا کر آباد ہو گئے۔

سعد بن قیس عیلان | سعد بن قیس کا بیٹا غطفان تھا جس کی ماں "نکمہ" مکر کی بیٹی تھی۔ غطفان کے

ماں جائے بھائیوں کے نام "سلیم بن منصور اور عصر بن سعد ہیں، اعصر کے بیٹے غنی بن اعصر، اور معن بن اعصر ہیں اور معن باہلہ کا باپ تھا۔ باہلہ ایک عورت ہمدان کی تھی معن بن اعصر کی اولاد اسی کی جانب منسوب ہو کر باہلہ کہلاتی، اعصر کا ایک اور بیٹا، منبہ بھی تھا جس کی اولاد "الطفادہ" کے نام سے موسوم ہے۔ اور غنی کی نسل میں "بنو ضبیہ" اور بنو عبید، ہیں جو "بنی کلاب کے حلیف تھے۔ طفاوہ کی نسل سے، بنو حسر، اور بنو سنان، دو قبیلے ہیں جو بنو شیبان کے حلیف تھے۔ الحبال کا لطن بھی طفاوہ کے کنبہ میں شامل ہے اور یہ ہجیم میں میں ملے ہوتے تھے۔

معن بن اعصر کے بیٹے حسب ذیل ہیں۔

قتیبہ، اور وائل جن کی ماں، بنو فزارہ کے گھرانے کی تھی، اور اود اور جاوہ جن کی ماں ایک ہمدانی عورت باہلہ نامی تھی اور قراص، اور ابو علیم بھی معن کے بیٹے تھے۔ قتیبہ بن معن کا بیٹا غنم بن قتیبہ تھا اور غنم کا فرزند "سہم" تھا جس کی نسل سے بکر بن حبیب السہمی اور عبد اللہ بن بکر السہمی ہیں۔ اور ابو امامہ بن رسول علیہ السلام کے صحابی بھی اسی گھرانے کے تھے۔

بنی قتیبہ کے زمرہ میں بنو صحب بھی ہیں جن کی سکونت یمامہ میں تھی اور جن کی نسل سے عمرو بن عبد اعیاء، قعنب، سعد بن عبد، اور عامر بن عبد، ہیں۔ اور اصمعی کا گھرانہ بنو اصمعی بنی سعد کی شاخ ہے۔

وائل بن معن کی نسل سے بنو سلمہ، بنو ہلال، بن عمرو، بنوزید بنو عامر بن عوف اور بنو عصفیہ ہیں۔ قتیبہ بن مسلم الباہلی بنی ہلال کے خاندان سے سلمان بن ربیعہ الباہلی، بنو عامر بن عوف کی نسل سے اور سبحان وائل مشہور خطیب بنی وائل کے کنبہ سے تھا۔

اود بن معن کی نسل سے، ام الاحنف بن قیس ہے جن کے گھرانے کے لوگ شہر بصرہ کی جامع مسجد میں اذان کی خدمت پر مامور تھے۔

قراض بن معن کی نسل سے ابن احمد شاعر ہے اور جادہ ہیں جن کا کچھ بقیہ بھی ہے یعنی ان کی اولاد باقی ہے۔ ابو علیم کے کنبہ کی ایک بڑی تعداد، الجزیرہ میں سکونت پذیر ہے۔ بکر بن معاویہ بخشی افواج جو ابو جعفر کا سپہ سالار تھا، اسی خاندان سے تھا۔

غطفان بن سعد کے بیٹے ریث اور عابد ہیں، ریث کے فرزند بغیض اور اشجع تھے، بغیض کے بیٹے ذبیان، عبس اور انمار ہیں، عابد بن اطفان، بنی عبس میں مل گئے ہیں۔ اشجع بن ریث بن غطفان کی نسل سے بنو ہمان ہیں، بنو اشجع ان لوگوں میں تھے جنہوں نے یوم الدار کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کرنے والوں کی امداد کی تھی۔ انمار بن بغیض کی اولاد بہت کم ہے، ان میں سے "فاطمہ بنت الحارث بن ربیع بن زیاد اور اس کے تمام بھائیوں کی ماں ہے۔

عبس بن بغیض کے فرزند، قطیعہ، ورقہ اور معتم تھے خاندانی شرف اور نسل کا شمار قطیعہ کی نسل میں ہے۔ ربیع بن زیاد اور اس کے تمام بھائی لے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ چڑھائی کرنے والوں میں ایک شخص بھی زندگی بھر آرام کی نیند نہ سوسکا۔

اسی گھرانے سے ہیں اور زہیر بن جذیمہ اور اس کے بھائی اور قیس بن زہیر اور وقاد وغیرہ کی اولاد سب اسی کی نسل سے ہے۔ قیس بن زہیر حرب و احس اور غیرہ کا ہیرو ہے۔ یعنی اس جنگ کا آغاز اسی کی ذات سے ہوا۔ باقی بچے ورقہ اور معتم عبس کے دونوں بیٹے ان میں سے کوئی نامور نہیں گذرا ہے۔

ذیبان بن بغیض کی اولاد | فزارہ، سعد اور ہاربتہ البقاء ہیں ہاربتہ بالکل تباہ و ہلاک ہو گئے مگر ان

کا کچھ حصہ بنی ثعلبہ بن سعد میں باقی۔

فزارہ بن ذیبان کے بیٹے عدی، ظالم، ماذن، اور شمیخ ہیں ان کی ماں منولہ تھی، ظالم بن فزارہ کی نسل ہلاک ہو گئی صرف چند لوگ رہ گئے جن میں سے ایک شخص نعامہ ہے جو احمق مشہور تھا۔ اور اس کا اصلی نام بہس ہے۔ شمیخ بن فزارہ کی اولاد میں لالتے اور ہلال ہیں۔ ثمرہ بن جندب بنی لالتے میں سے ہے۔ ماذن بن فزارہ کی نسل سے بنو العشاء ہیں۔ جن میں سے ہرم بن قطعہ بن سبیار ایک نامور شخص گذرا ہے جسے عامر اور علقمہ نے اپنے معاملہ میں پتھر مقرر کیا تھا۔ عدی بن فزارہ کی اولاد ثعلبہ اور سعد ہیں۔ عمرو بن ہبیرۃ الفزاری قبیلۃ سعد سے اور عدی بن ارطاة قبیلۃ ثعلبہ میں تھے۔ حذیفہ بن بدر قبیلۃ غطفان کا سردار اور قیس کا گھرانہ جس کو رب معد بھی کہتے تھے اور اس کے بھائی مالک بن بدر اور حمل بن بدر اور حذیفہ کا بیٹا، حصن جس کا فرزند، عبید بن حصن ہے۔ یہ سب لوگ اسی نسل میں سے ہیں بنو ام قرقہ کا شمار بنو بدر میں اور بنو خالدہ کا سلسلہ نسب بنو فزارہ میں ہے۔

سعد بن ذیبان کے بیٹے ثعلبہ اور عوف تھے، ثعلبہ کی نسل سے بنو جاش

بنو سبیع اور بنو حشور ہیں مگر خاندانی شرف اور گھرانہ بنی سبیع ہی کے یہاں رہا بشماخ اور مزد، ہزار کے دونوں بیٹے جو شاعر بھی تھے ثعلبہ کے کنہ سے ہیں، اور عوف بن سعد کی اولاد میں مرہ، اور عبد دو فرزند تھے۔ عبد کی اولاد بہت کم ہے جس شخص کو محکم بن جاسم اللیثی نے لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے پر قتل کیا تھا وہ اُسی عبد کی اولاد تھا۔ شرف اور سرداری مرہ بن عوف کے گھرانے میں رہی۔ مرہ بن عوف کے فرزند غیظ بن مرہ، مالک بن مرہ، مرہ سہم اور بنی صہار دو غیرہ ہیں۔

غیظ بن مرہ کے بیٹوں کے نام حسب ذیل تھے۔

نشبہ اور یربوع، یربوع کی نسل سے حارث بن ظالم اور نابغہ ذبیانی مشہور شاعر ہے، عقیل بن علقمہ بھی اسی کنہ کا شخص ہے، نشبہ بن غیظ کی اولاد میں ہرم بن سنان، صاحب سخاوت و کرم تھا جس کی مدح ”زمیر“ شاعر نے کی ہے۔ اور اس کا بھائی خارجہ بقیر غطفان جو اپنی ماں کے ہلاک ہونے کے بعد اس کا شکم چاک کر کے نکالا گیا تھا، نیز عوف بن سنان اس کا بھائی اور عوف کا بیٹا، حارث جو عبس اور ذبیان کے مابین صاحب لہجہ تھا

خصفہ بن قیس عیلان | خصفہ بن قیس عیلان کے دو بیٹے عکرمہ اور محارب تھے۔ مگر بعض نسب والوں

اے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کی وجہ پوچھی تو حضرت جاسم نے فرمایا۔ اس نے موت کے خوف سے لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر فرمایا۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اُس نے موت کے خوف سے ایسا کیا۔ کیا تم نے اس کا دل پیر کر دیکھا تھا۔ ۳۵ قطیر بروزن امیر، جس کا پیٹ چاک کیا گیا ہوا جسکی وجہ سے کسی کا پیٹ چاک کیا گیا ہو۔ ۳۵ تاوان دیئے والا۔ ۱۲

نے ذکر کیا ہے کہ عکرمہ قیس ہی کا بیٹا تھا۔ محارب بن خصفہ کی نسل سے جبر اور خضر دو گھرانے ہیں۔ بنو حنبلہ، بنو عامر بن صعصعہ کے حلیف تھے۔ عکرمہ بن خصفہ کے بیٹے عامر، منصور اور ابومالک تھے۔ ابومالک بن عکرمہ کی اولاد کے چار سو گھر بنی تیم اللہ میں ہیں۔ عامر بن عکرمہ بن خصفہ کی اولاد کچھ شہر بصرہ کے قبیلہ بنی سلیم میں شامل ہو گئی۔ اور کچھ بقیہ ان کا صحرائے عرب میں بھی ہے۔ منصور بن عکرمہ بن خصفہ کے بیٹے سلیم، سلمان ہوازن اور مازن ہیں۔ عتبہ بن غزوہ ان جس نے شہر بصرہ کا خط بنیاد کھینچا تھا۔ "مازن" کے قبیلہ سے ہے۔ سلیم بن منصور کا بیٹا، بحثہ تھا، بحثہ کے دو فرزند تھے جن کا نام امرئ القیس اور عوف تھا۔ سلیم کے قبائل حسب ذیل ہیں:-

بنو حرام، بنو حفاف، سماک، رعل، ذکوان، مطرود، بہز، قنفذ، رفاعہ عصبہ، ظفر، بجلہ، حبیب بن مالک، بنو شرید اور بنو قتیبہ، بجلہ کا گھرانہ بنی سلیم سے نکل کر بنی عقیل میں مل گیا۔ اور بنو شرید، سلیم کا گھر رہا۔ جن میں اخنا اور اس کے بھائی صخر بن عمرو اور معاویہ بن عمرو تھے۔

ہوازن بن منصور کی اولاد | بکر، سبیح، صلب اور منبہ ہیں، ہوازن کے دو فرزند تھے سبیح و حرب جن کی نسل

ہیں چلی،

منبہ بعض نسب والوں کے بیان کے مطابق قبیلہ ثقیف کا باپ ہے بکر بن ہوازن کے بیٹے، سعد، معاویہ اور زید تھے۔ زید بن بکر کو اس کے بھائی معاویہ نے قتل کر ڈالا۔ اور وہ پہلا شخص ہے جس کے فدیہ میں اونٹ دیئے گئے تھے۔

سعد بن بکر کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ تھیں۔ جب

ہوازن والے جنگ میں قید کئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ شریکی
بہن آپ کی خدمت میں سفارش کے لئے آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
سب لوگوں کو آزاد فرمادیا۔

معاویہ بن بکر کے بیٹے چشم، نصر، صعصعہ، السباق، حبر، حشاش، حاشاش
عوف، دحوہ اور دحیہ تھے۔ دحوہ، دحیہ، حشاش اور حاشاش کی نسل کا مجھے کچھ
پتہ نہیں ملا۔ مگر عوف کی اولاد "وقعہ" کہلاتی ہے۔ ایک شاعر
کا قول ہے۔

یا اخت دحوة بل یا اخت اختہم من عامر اسلول او من الوقعة
اے دحوة کی بہن بلکہ اے ان کی بہن کی بہن جو عامر یا سلول، یا وقعہ کے کنہ سے ہے
باقی رہا چشم کا گھرانہ، اس کے بارہ میں اخطل شاعر کہتا ہے۔

ولا چشم شر القاتل لا نهم کبیض القطا لیسوا بسود ولا حمر
چشم کوئی برا قبیلہ نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ "قطا" کے انڈوں کی طرح نہ بال یا ہیں اور نہ سرخ

"غزیتہ" درید بن الصمۃ کا جد اعلیٰ اسی گھرانے سے ہے، بنو نصر میں سے
مالک بن عوف النصری مشہور شخص ہے جو غزوہ حنین کے دن قبیلہ ہوازن
کا سردار تھا۔ صعصعہ بن معاویہ کے بیٹے عامر، مرہ، غاضرہ، مازن اور وائل
ہیں۔ بنو مرہ اپنی ماں، سلول کی جانب منسوب ہو کر بنی سلول کے نام سے
مشہور ہیں ابو مریم السلولی، عجمیر السلولی شاعر، اور علی بن ہمام السلولی
شاعر اسی گھرانے کے لوگ ہیں۔

عامر بن صعصعہ کا بیٹا ہلال بن عامر ہے۔ یہ ام المومنین حضرت زینب
بنت خزيمة کے جد اعلیٰ تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں
اور میمونہ بنت الحارث کے بھی جد تھے۔ سواد بن عامر اور نمیر بن عامر یہ لوگ

جمرات عرب میں سے ایک۔ ”جمرہ“ ہیں۔ ابو حنیۃ النیری، راجعی شاعر اور ربیعہ بن عامر سب اسی خاندان کے لوگ ہیں۔ ربیعہ بن عامر کی اولاد اپنی ماں کی طرف منسوب ہو کر بنو مجد کہلاتی۔ لبید شاعر کا قول ہے۔

سقی قومی بنی مجد واسقی
نمیرا والقبائل من ہلال
بنی مجد نے میری قوم کو پانی پلایا
اور میں نمیرا اور ہلال کے قبائل کو پلانا ہوں
بنو مجد کے نام عامر بن ربیعہ، کلام بن ربیعہ، اور کعب بن ربیعہ
ہیں۔ عامر بن ربیعہ کی اولاد سے عمرو بن عامرہ الضحیا کاشہ سوار ہے۔ جس
کی نسل سے خدائش بن زہیر شاعر ہوا ہے۔ بنو البکا عامر بھی اسی کی اولاد ہیں۔
خرقاء ذی الرمہ کی بیوی بنی البکا کے گھرانے کی لڑکی تھی۔

شمر ذی الجوشن کی نسل

کلاب بن الربیعہ کسی قدر
بے عقل شخص تھا، اس کے

فرزند حسب ذیل ہیں۔

جعفر، معاویہ، ربیعہ، ابوبکر، عمرو، الوحید، رؤس الاضبط، ابو
عابد، بنی رؤس کی نسل سے ”وکیع“ محدث ہیں اور بنی الوحید
کی نسل سے ”ام البنین“ جو امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنه کی بیوی تھیں۔ اور حضرت عباس علم دار حضرت جعفر اور حضرت عابد
یہ تینوں صاحبزادے انھیں کے بطن سے تھے۔ معاویہ بن کلاب کی نسل
لے جمرہ وہ قبیلہ ہے جس میں دوسرا نہ ملنے پاتے۔

یہ تینوں فرزندان علی مرتضیٰ حضرت حسین کے بھائی اور حضرت حسین کے قاتل
شمر ذی الجوشن کے بھانجے تھے۔ شمر پر جوش شیعان علی میں سے تھا اور صفین
میں حضرت معاویہ کے خلاف ایک دستہ کا کماندار تھا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

سے "الضباب" ہیں، یعنی حل حیل، اور ضب، معاویہ کے بیٹے، عمرو بن کلاب کی نسل بہت کثیر ہے۔ ان میں سے ایک قوم "بنو دودان" کہلاتی ہے۔ یزید بن الصق عمرو ہی کی نسل سے ہے۔ جعفر بن کلاب کے فرزند الاحوص، خالد، مالک اور عتبہ ہیں۔ احوص کی کنیت "ابا شریح" تھی۔ اور یوم جبیلہ کے دن بنی عامر کا سردار تھا۔ اس کی اولاد سے علقمہ بن غلثہ ہے جس نے "ہرم بن قطبۃ الفزارسی" کے پاس عامر بن الطفیل کی منافرت کی تھی۔ خالد بن جعفر وہی شخص ہے جس کو زہیر بن جذیمۃ العبسی نے قتل کیا تھا۔ اور اس کو حرث بن ظالم المری نے قتل کیا۔ مالک بن جعفر کے بیٹے عامر، طفیل، ربیعہ، عبید، اور معاویہ ہیں۔ جن کی ماں "ام البنین" تھی۔ لبید شاعر کا قول ہے۔

"نحن بنو ام البنین الاربعہ" اس نے "اربعہ کو قافیہ کے لئے رکھا اور نہ در اصل وہ لوگ پانچ ہیں۔ معاویہ حکیموں کا سر پرست تھا۔ ربیعہ لبید شاعر کا باپ ہے، طفیل وہ ابو عامر الطفیل ہے۔

ابو بکر بن کلاب کی اولاد، "قرطات" کہلاتی ہے جن کے نام قرط، قریط (بقیہ صفحہ گذشتہ) جناب مولانا علی نقی کی تحقیق ہے کہ ام البنین کے چار صاحبزادے عباس، عبداللہ، عثمان اور جعفر تھے۔ مولانا دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ شمر ذی الجوشن جو کلابی اسی خاندان سے تھا اور اسی نے کربلا آکر سب سے پہلا کام یہی کیا کہ وہ لشکر حسین کے سامنے آیا۔ اور پکار کر کہا۔ کہاں ہیں ہماری بہن کے بیٹے۔ یہ سن کر جناب عباس اور ان کے تیئوں بھائی سامنے آئے اور پوچھا کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا، تم لوگ امان میں ہو، بہادروں نے کہا۔ خدا لعنت کرے تجھ پر۔ اور تیری امان پر ہم کو تو امان ہے اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو امان نہیں۔ (شہدائے کربلا

اور مقطر ہیں۔ صہاک بن سفیان اسی قبیلے کے شخص ہیں۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جانب سے بنی سلیم پر عامل مقرر فرمایا تھا۔ یحلق بن ختم بھی اسی کنبہ کا ایک فرد ہے جن کے بارہ میں ایک شاعر کہتا ہے۔

”بات علی النار البندی والملحق“ کلاب کا بیان ختم ہوا۔

کعب بن ربیعہ کے بیٹے عقیل، قشیر، البحریش، جعدہ، عبید اور حبیب ہیں۔ عبید بن کعب کی نسل میں بنو عجلان ابن مقبل شاعر کا خاندان ہے۔

جعدہ بن کعب کی نسل سے نابغہ جعدی ہے۔ حریش بن کعب کی نسل میں مطرف بن عبید، بن اشیر، زرارہ بن ادنی، اور عبید بن سبرہ اکحشی ہیں۔ آخر الذکر کا ہاتھ اطریانوس رومی نے کاٹ ڈالا تھا۔

قشیر بن کعب کی نسل میں غطیف اور غطفان ہیں۔ مالک ذوالرفیہ اور بنو ضمرہ بھی جن کی کثیر تعداد شہر بصرہ میں سکونت رکھتی ہے۔ اسی نسل سے ہیں۔

عقیل بن کعب کی اولاد میں ”جفاحہ“ کا قبیلہ ہے جس میں اشراف ہیں اور حلیف لوگ بھی، اجیل یعنی لیلیٰ اخیلیہ کا جد اعلیٰ اسی کنبہ کا شخص ہے اور اس کا شوہر توبہ بن الجبیر بھی۔

ثقیف منبہ بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خضرمہ بن قیس عیلان کا بیٹا قسی تھا۔ جو ثقیف ہے۔ ثقیف ”بی رغال“ کا قاتل ہے جو نہایت راست باز آدمی تھا۔ اتفاقاً ایک دن ثقیف اس کی طرف گیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ لہذا اس کی بابت کہا گیا ہے کہ ”قتا علیہ“ یعنی ظلم کیا اس پر اور بے رحمی کی۔ اسی وجہ سے ثقیف کا نام ”قسی“ پڑ گیا

چیا کچہ ان کے شاعر نے کہا ہے۔

مخن قسے قسنا ابونا ہم لوگ سنگ دل ہیں و اس بے رحمی کا تخم ہمارے باپ بویا تھا
ثقیف کے دو بیٹے چشم اور عوف اور ایک لڑکی "مسک" نامی تھی
جس کے ساتھ "قاسط" نے شادی کی اور اس کے بطن سے "وائل" بکر بن
وائل کا باپ پیدا ہوا، چشم کا بیٹا حطیط تھا اور حطیط کے دو فرزند سالک
اور غاضرہ تھے۔ عوف کی نسل احلاف کہلاتی کیوں کہ ان لوگوں نے بنی مالک کے
مقابلہ میں "تحالف" کر لیا تھا۔ غاضرہ بھی احلاف کے ساتھ ہو گیا اس وجہ
سے بنی ثقیف کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک بنو مالک، دوسرا احلاف، بنی مالک
کی نسل سے سائب بن افرع اور حرث بن مالک ہیں جن کو "اثرون" کہتے ہیں۔
اور احلاف کے گھرانے میں مختار بن ابی عبیدہ، حجاج بن یوسف، امیہ بن ابی اہلث
ابو مہجن شاعر، حرث بن کلدہ، متعب، غتاب اور ابو عتبہ۔ یہ سب لوگ ہیں۔
یہ ربیعہ کا خاندان ہے۔

ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان کے بیٹے حسب ذیل تھے۔ اسد بن
ربیعہ، صبیعہ اور اکلک بن ربیعہ، اکلک بن ربیعہ کی اولاد خثعم میں
شامل ہے۔

انس بن مدرک الحنثی، سلیم بن السلکۃ کا قاتل اسی کنبہ میں ہے اور ان
کے قبیلے اور بطن بکثرت ہیں جو سب کے سب خثعم کی جانب منسوب ہوتے ہیں
صبیعہ بن ربیعہ کے اولاد میں تین بیٹے احمس، حرث اور قلدہ ہیں۔ احمس کی نسل
میں ایک جماعت مسیب بن عاص، شاعر کے گھرانے کی، بہشتہ اور دوفن، الملتس
شاعر کا گھرانہ اور حرث بن عاص بن دوفن الا صخم کا جو زمانہ جاہلیت میں قبیلہ
کاسر دار تھا۔ اور ابوالکلیہ کا کنبہ ہے جن کی تعداد اور دلیری مشہور ہے۔ بنو شحہ

بھی اسی نسل سے ہیں۔

اسد بن ربیعہ کی اولاد میں جدیلہ بن اسد جس کی ماں "اباویہ" تھی۔ غزہ بن اسد اور عمیرہ بن اسد ہیں۔ آخر الذکر دونوں لڑکوں کی ماں "برہ" قیس عیلان کی بیٹی تھی۔ عمیرہ بن اسد کی اولاد عبدالعیس میں شامل ہے۔ اس کے بیٹے مبشر، منصور اور مالک نامی تھے۔

غزہ بن اسد کا اصلی نام عامر تھا لیکن چونکہ اس نے مقام غزہ میں ایک شخص کو قتل کر ڈالا تھا اس لئے اس نام سے نامزد ہو گیا۔

ایک قول ہے کہ غزہ اسد بن خزیمہ کا بیٹا ہے۔ اس کے بیٹوں کے

نام یزکر بن غزہ اور یقدم بن غزہ ہیں۔

جدیلہ بن اسد کے بیٹے کا نام دعلی اور دعلی کا فرزند اقصیٰ ہے۔ جس کے

فرزند ہذب بن اقصیٰ اور عبدالقیس بن اقصیٰ ہیں۔

عبدالقیس بن اقصیٰ کے بیٹے حسب ذیل ہیں۔ اللبو جس

کی ماں ہندہ بنت تیم بن مثر تھی۔ اس کے ماں جاتے

مہایتوں کے نام تھے۔ تغلب، بکر اور اقصیٰ بن عبدالقیس اللبو کی نسل ہیں

اور توج میں بکثرت ہیں۔ اقصیٰ بن عبدالقیس کے دو بیٹے "شن اور لکیر"

نامی تھے۔ شن کا بیٹا، "ویل بن شن" تھا۔ اور ویل کے فرزندوں کے نام

سعد، جذیمہ عامر، اور حبیب ہیں۔ بنو ہبشر بن جذیمہ بھی اسی نسل سے

ہیں۔ یہ جذیمہ ویل بن شن کا بیٹا ہے، لکیر کے بیٹے نکرہ، صباح اور دلیعت

نامی تھے۔ بنو نکرہ، جذیمہ کے حلیف ہیں اور منبہ بن نکرہ بھی انھیں میں سے

ہیں۔ یہ لوگ بحرین کے باشندے تھے۔ اور نسل کا شمار اور خاندانی شرف

بھی انھیں کے حصہ میں آیا تھا۔ مثقب العبدی، شاعر المشرق۔ شاعر اور الفضل

بن عمرو شاعر، قصیدہ مصنفہ کا مصنف، یہ سب اسی خاندان سے ہیں۔ عمان اور یمن میں بھی اس خاندان کے بہت سے لوگ آباد ہیں۔

ودلیعہ کے بیٹے عمرو بن ودلیعہ، دھن بن ودلیعہ، اور غنم بن ودلیعہ ہیں، دھن بن ودلیعہ وائلہ کہلاتے ہیں جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتے۔ غنم بن ودلیعہ کے بیٹے عمرو بن غنم اور عوف بن غنم ہیں۔

آل عمرو بن ودلیعہ عمرو بن ودلیعہ کی نسل سے انمار، عجل، محارب، الدثیل، العوق اور امرؤ القیس

ہیں۔ دثیل کی اولاد میں عمان کے باشندے ہیں جن میں سے "بنو صوحان" اور مصقلہ بن رقیۃ الخطیب بھی ہیں اور انھیں کی نسل سے معذل بن عیدان کی اولاد شہر بصرہ میں سکونت پذیر ہے۔ العوق کی ذریت "العوقہ" عمان کے رہنے والے اور کھوڑے سے لوگ ہیں انمار کی نسل میں "عصر الشج العبدی" کا گھرانہ اور "ظفر" صحار العبدی کا جد اعلیٰ ہے۔ بنو جذیمہ بھی انمار ہی کی نسل سے ہیں اور "مہو" جس نے "جرہ" کی دو چادر میں قیمت میں دیکر "قسو" کو خرید کیا تھا۔ بنو جذیمہ میں سے ہے۔

محارب بن عمرو کے دو بیٹے حطمہ اور ظفر ہیں۔ ہذب بن اقصی کے دو فرزند قاسط بن ہذب، عمرو بن ہذب اور جذب بن ہذب ہیں۔ عمرو کی اولاد میں سے عتیب بن عمرو کی نسل بنی شیبان میں ملی ہوئی ہے اور عتیب کے اولاد کی ایک کثیر تعداد شہر بصرہ میں بھی آباد ہے۔ جذب کی اولاد بھی بنی شیبان میں ہے۔

قاسط بن ہذب کی اولاد میں عمرو بن قاسط، نسر بن قاسط، اور داتل بن قاسط تین بیٹے ہیں۔ جن کی ماں "مسک" نقیث کی بیٹی تھی۔

عمرو بن قاسط کی نسل

یہ غفیلہ کا کنبہ ہے جن کی تعداد
بنی تغلب کے ساتھ الجریہ میں

سکونت رکھتی ہے۔ نمر بن قاسط کی اولاد تیم اللہ، ادس اللہ اور عاذ اللہ
تین بیٹے ہیں۔ ان کی ماں "ہندہ" تمیم بن مر کی بیٹی تھی۔ اور ان کے ماں
جائے بھائی بکر و تغلب تھے۔ اور اللب بن عبد القیس بھی ان کا ماں جایا بھائی
تھا۔ تیم اللہ کے دو بیٹے تھے خزرج اور حریت تھے۔ خزرج کا بیٹا سعد اور
سعد کا فرزند عامر بن سعد الضحیان تھے، اس کا نام ضحیان اس لئے مشہور ہوا
کہ وہ دوپہر کے وقت اجلاس کر کے اپنی قوم کے نزاعات (جھگڑے) کو
فیصل کیا کرتا تھا اور اس کو اموال غنیمت کا ایک چارم حصہ ملا کرتا تھا۔
عامر کا فرزند ربیعہ تھا اور ربیعہ کی اولاد سے ہلال بن ربیعہ بن زید
مناۃ بن عامر ہے۔ جس کی نسل میں ابو حوط الخطائر تھا۔ اس کا نام "الخطائر"
اس لئے رکھ دیا گیا تھا کہ منڈا بن امرئ القیس نے "جنگ بکر" کے قیدیوں
کو ایک کٹہرے میں جمع کر کے انہیں زندہ جلادینے کا قصد کیا تھا۔ لیکن ابو حوط
نے کہہ سن کر ان لوگوں کو نجات دلادی اور اس کا نام کعب ہے۔ ان میں سے
کعب الحمرث، اور انہیں میں سے کیس انمری اور ابن القریرہ ہیں۔ اور قریرہ
"حوصلہ" کو کہتے ہیں۔

وائل بن قاسط کی نسل میں بکر بن وائل اور تغلب بن وائل اور غز
بن وائل تین لڑکے تھے۔ جن کی ماں ہندہ بنت تمیم بن مر تھی۔ غز بن وائل
کی نسل سے "اراشہ" اور رفیدہ ہیں اور اراشہ کی نسل سے اشجع اور
غضاضہ، تغلب بن وائل کے فرزند، غنم، اوس اور عمران تھے۔ غنم بن تغلب
کے گھرانے سے معاویہ بن عمرو بن غنم ہیں۔ جن کے بالے میں اخطل شاعر

نے کہا ہے۔

اذا حلت معاویہ بن عمرو
 علی الاطواء خفت الکلابا
 اراقم "یعنی حشم، مالک، عمرو، ثعلبہ حرث
 اور معاویہ، بکر بن حبیب بن عمرو کے بیٹے بھی

اراقم کی نسل

انھیں میں سے ہیں۔

عکب بن تغلب کے سلسلہ میں ہے جن میں سے بنو عدی بن اسامہ
 ہیں۔ اور بنو کنانہ بھی انھیں کے سلسلہ میں ہیں جن کو قریش والے تغلب کہا
 کرتے تھے۔ حالانکہ وہ "عکب" کی اولاد ہیں۔ حشم بن بکر اسی نسل سے ہے
 جس کی ذریت میں بنی الحارث بن زہیر، کلیب بن ربیعہ کا گھرانہ ہے کلیب
 کے بارہ میں یہ ضرب المثل ہے (اعز من کلیب وائل) یعنی کلیب وائل سے
 زیادہ صاحب عزت ہے۔ اسی کلیب کا بھائی "مہلہل" تھا جس نے چالیس
 سال تک بکر اور تغلب کے گھرانوں کے مابین آتش جنگ مشتعل رکھی بنو غناب
 جن میں سے عمرو بن کلثوم ہے بنی زہیر کی نسل سے ہیں اور خطل شاعر کا جد
 اعلیٰ "قدوکس" بنی حشم سے تعلق رکھتا ہے۔

بکر بن وائل کے بیٹے علی، یشر اور بدن تھے جن کی
 ماں ہثیم بن مر کی بیٹی "ہندہ" ہے اور وہ "م انقبائل"

بکر بن وائل

کہلاتی ہے۔ یشر کی اولاد، کعب بن یشر، کنانہ بن یشر اور حرب بن یشر
 تین بیٹے ہیں۔ شمار نسل اور خاندانی شرف کعب کی ذریت کا حصہ ہوا۔ جسکی
 اولاد حسب ذیل ہے۔

حبیب اور عیتک، جن کی نسل سے بنو غنم بن حبیب، ثعلبہ، حشم
 اور عدی بن حشم ہیں۔ یشر کا کنیہ یہیں تک ختم ہو جاتا ہے۔

علی بن بکر بن وائل کا بیٹا ہے صعوب، جس کے فرزند، لجم، حکایہ اور مالک تین تھے۔ مالک بن صعوب کی نسل سے "بنو زمان" ہیں جن میں سے "انفک الزمانی" تھا۔ اور ان کا شمار بنی حنیفہ میں ہوتا ہے۔ لجم بن صعوب کے بیٹے عجل بن لجم اور حنیفہ بن لجم تھے۔ اور دو اور بھائی جن کی نسل نہیں چلی، عجل کی اولاد، ربعیہ، ضبیعہ، سعد اور کعب ہیں۔ کعب ضبیعہ کی تعداد بہت کم ہے۔ ربعیہ کی نسل سے ابوالنجم الزاجز اور عدیل بن الفرج شاعر تھے، مشہور احمق عورت، "وغہ" بھی اسی کنبہ کی بیٹی تھی جو "جندب بن لعنبر" کے جالہ نکاح میں آئی۔ اور اس کے بطن سے "عدی بن جندب" پیدا ہوا۔

سعد بن عجل کی نسل کا شمار کئی بیٹوں کی ذریت میں ہوتا ہے جن میں سے "اغلب الراسبز" اور "فرات بن بحیان" ہیں۔ آخر الذکر کو کچھ دنوں صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاصل ہوئی۔ "ابودلف" جو "سعد اصفہان" میں مازل ہوا تھا وہ بھی اسی کنبہ سے ہے۔ عجل کی اولاد تمام ہوتی۔

مسلمہ کذاب کی نسل

حنیفہ بن لجم کے فرزند۔ الدول بن حنیفہ، عدی بن حنیفہ، عامر بن حنیفہ اور عبدمنہ بن حنیفہ تھے۔ عبدمنہ کی ذریت بہت کم ہے۔ عدی بن حنیفہ کے گھرانے میں مسلمہ الکذاب، "مدعی نبوت گذرا ہے۔ الدول کی نسل سے "بنو عفان" ہیں۔ ہوزہ بن علی الحنفی، صاحب تلج اسی گھرانے میں سے تھا۔ حنیفہ کی اولاد کا ذکر ختم ہوا۔

عکایہ بن صعوب کے دو بیٹے "قیس" اور "ثعلبہ" تھے، قیس بن عکایہ بہت کم تعداد رکھتا ہے اور ان کا شمار "بنی ذہل" میں ہوتا ہے مگر ثعلبہ بن عکایہ "الحصن" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے جس کے بارہ ہیں اعشی شاعر

کہتا ہے۔

فما ضربا اذ خالطت فی بیوتہم
اگر ذہل کے گھرانوں میں بنی المحصن بھی شریک ہو گئے
بنی المحصن ما کان اختلاف القبائل

تو اس سے کچھ نقصان نہیں ہوا اور قبائل میں اختلاف نہیں ہوا

ثعلبہ کے فرزند حسب ذیل تھے۔ ذیل
بن ثعلبہ، شیبان بن ثعلبہ، قیس

ابن جریر کی نسل

تیم الشد، اُتید اور ضنہ، یمن والوں سے مل گیا اس لئے اس کا شمار بنی غدرہ میں
ہوتا ہے۔ اُتید، بنی شیبان کے زمرہ میں ہے۔ تیم الشد بن ثعلبہ کی نسل "اللہانم"
کے نام سے موسوم ہے اور وہ لوگ بنی عجل کے حلیف ہیں۔ تیم الشد کے بیٹے مالک
حرث، عامر، ہلال، ذہل، زمان اور حاتم ہیں ان لوگوں کو احلاف کے لقب
سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن اس سے مالک حرث اور عامر کے گھرانے مستثنیٰ
ہیں۔ اول الذکر کے احلاف سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے آخر الذکر
تین گھرانوں کے بالمقابل مخالفت کر لی تھی، قیس بن ثعلبہ کے بیٹے ضبیعہ، تیم
اور سعد تھے۔ نسل کا شمار ضبیعہ ہی کے گھر میں ہے۔ اعشی شاعر، میمون بن قیس
اور ربیعہ لحدی جو "تخلیق اللہ" کے دن بکر بن وائل کے گھرانے کا شہسوار
تھا۔ یہ سب لوگ اسی نسل سے ہیں۔ اور مرہ بن عباد، حرث بن عباد اور جریر
بن عباد جس کی جانب "جریری" محدث منسوب ہے۔ یہ بھی بنو ضبیعہ سے سلسلہ
نسب رکھتے ہیں۔ تیم بن قیس اور سعد بن قیس۔ یہ دونوں "خرقان" کہے
جاتے ہیں۔

ذہل بن ثعلبہ بن عکایہ کے بیٹے شیبان اور عامر تھے۔ عامر کی نسل

”دخم“ کہلاتی ہے۔ شیبان کا ایک بیٹا ”سدوس“ تھا۔ جس کی نسل میں خاندان کا شمار چلتا ہے۔ اور باقی اولادیں حسب ذیل تھیں۔

عمرو، مازن، علیا، مالک، عامر اور زید مناة، علیاء بن شیبان کی اولاد بہت کم ہے۔ عمرو بن شیبان کی نسل سے ”قعقاع“ بن ثور ہے جس کے بارہ میں ایک شاعر کا قول ہے۔

وکننت جلیس قعقاع بن ثور ولا لشیقی بقعقاع جلیس
میں قعقاع بن ثور کا ہم نشین تھا جس کا کوئی ہم صحبت کم بخت نہیں ہوتا۔
”وغفل بن حنظلہ“ مشہور نسب داں اسی خاندان سے ہے۔ سدوس بن شیبان۔ ”روانہ آکل المرار“ کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کے دس لڑکے تھے جن میں ایک لڑکے (ہارث بن سدوس) کے اکیس بیٹے تھے۔ شاعر کہتا ہے۔

فلو شاء ربی کان ایرابی کم طویلاً کایر الحارث بن سدوس
شیبان بن ثعلبہ بن عکابیہ بن صعرب کی اولاد ذہل، تیم، ثعلبہ اور عوف ہیں۔ عوف کی نسل نہیں چلی، ثعلبہ کی نسل مضطلہ بن ہیرۃ الشیبانی ہے۔ تیم بن شیبان کی نسل میں سخاوت اور سرداری تھی، الا صمعان بنی تیم ہی سے ہیں۔ جاہلیت میں ”یوم الا صمعیین“ مشہور ہے۔ ذہل بن شیبان کا فرزند مرہ بن ذہل ہے جس کی نسل میں گھرانے کا شمار اور خاندانی شرف رہا۔
اور ذہل کے مابقی فرزند حسب ذیل ہیں:-

ربیعہ بن ذہل، حرث اور محلم (جن کی ماں رتی شش تھیں)، عبد غنم، عوف، صبح اور شیبان (جن کی ماں ”الورثہ“ بنی یشکر کی لڑکی تھی۔ اور یہ لوگ اسی کی جانب منسوب ہو کر ”بنو الورثہ“ کہلاتے ہیں)، اور عمرو، جن کی ماں ”جندہ“

ملک یمن کی ایک جنگ میں گرفتار ہو کر آتی ہوتی لونڈی تھی۔ چنانچہ اس کی نسل کے لوگ "بنی جندره" کے نام سے مشہور اور قلیل تعداد کے لوگ ہیں۔

بنی شیبان میں سے جو لوگ مشہور اشراف ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔
 عوف بن محلم بن ذہل جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ "لا حرب وادی عوف"
 ضحاک بن قیس الشارمی، البطین بن زید الشارمی، سنان، اور قعبہ جو
 دونوں خارجی ہیں، ہانی بن مسعود صاحب جنگ ذی قار، اور اس کا بھائی
 قیس بن مسعود بھی کلیب کا قاتل جسٹاس سوید بن سلم الشارمی، اور مثنیٰ
 بن حارثہ فاتح ملک عراق و عجم، مثنیٰ کی وفات کے بعد ان کی بیوی، "سلمیٰ"
 سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے نکاح کیا تھا۔ جس نے قادب کے باشندوں
 کو دیکھ کر کہا تھا "القوم اقران اولیٰ مثنیٰ الہم"، اس پر سعد
 نے غضب ناک ہو کے اسکی آنکھ پر تھپڑ مارا تھا۔ اور حوفزان بن شریک اور
 مطرب بن شریک جس کی اولاد میں، معن بن زائدہ، اور یزید بن مزید تھے۔ یہ
 بھی اشراف بنی شیبان سے ہے۔

قبیلہ بکر بن وائل کا سردار قیس بن مسعود اور اس کا بیٹا بسطام بن
 قیس، یہ بھی شرفائے بنی شیبان کے زمرہ میں داخل ہیں اور "بنو الشقیقہ" بھی
 انھیں کے سلسلہ میں تھے جو اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں حالانکہ وہ لشکر
 کی اولاد ہیں۔ اور یہ سب لوگ ذہل بن شیبان کی جانب راجع ہوتے ہیں۔
 نزار کا نسب نامہ یہ ہے۔

علمائے نسب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یمن
 فحطان کی اولاد سے ہے۔ جس کا نسب اسی

النساب اہل یمن

کتاب کے گذشتہ حصہ میں بیان ہو چکا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قحطان کا
فرزند یعرب بن قحطان تھا اور یعرب کا بیٹا "یشجب" اور یثجب کا فرزند
"سبا" تھا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ "سبا" کا نام "عامر" تھا۔ سبا کے بیٹے تھے
حمیر، کہلان، عمرو، الاشعر، انمار، عالمہ اور مڑ۔

عمرو بن سبا کی نسل حسب ذیل ہے۔

عدی بن عمرو جس کے دو بیٹے نخم اور جذام تھے، نخم کی اولاد میں "حدس
بن نخم" ہے جس کی نسل میں بہت سے قبیلے ہیں۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں
"بنو نخم" اراشہ بن مراد بن طابخہ بن الیاس کی نسل سے ہیں۔ اس کی وجہ
یہ بتائی جاتی ہے کہ اراشہ ملک یمن کو چلا آیا اور جذام کے گھرانے میں شامل
ہو گیا۔

نخم کی نسل میں "غنم بن نخم" کے قبائل بکثرت ہیں مگر کچھ لوگ کہتے ہیں
کہ نہیں وہ قبیلہ "مضر" سے تعلق رکھتے ہیں۔ بنو الدار بن ہانی جو "دار یون" کے
نام سے بھی مشہور ہیں، نخم کی نسل سے ہیں۔ جذام کے دو بیٹے حرام اور حشم
تھے۔ حرام بن حزام کے فرزند یہ ہیں۔

غطفان اور مالک غطفان کی نسل میں نضلہ، بنو حنف، بنو الضبیہ،
بنو ہلالہ، بنو لغاثہ، بنو ضلیع، بنو عاذہ، بنو شبرہ، بنو عبید، بنو الحضر،
بنو سلیم، بنو بحالہ، بنو غنم اور بنو الفاہرہ کے قبائل ہیں۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ غطفان بن حرام، قیس عیلان کی نسل سے
ہے مگر وہ ملک یمن میں آ رہا۔ اور وہیں اس کی نسل پھیل گئی۔

مالک بن جذام کی اولاد میں سعد بن مالک اور وائل بن مالک تھے۔ بنو سعد
بن مالک کے بکثرت بطون ہیں جن میں سے بنو عوف، بنو عاذہ، بنو قہیرہ،

نوح صبحہ، بنو الاخنس اور بنو جی وغیرہ ہیں۔ اسی طرح وائل بن مالک کی اولاد میں بھی بکثرت بطون ہیں۔ چشم بن جذام کی اولاد میں صرف پانچ بطن شمار کئے جاتے ہیں منجملہ ان کے ایک بطن حطمہ ہے۔ قبیلہ ”مضر“ کے نسب بیان کرتے ہیں کہ نہیں یہ لوگ اسد بن خزیمہ کی نسل سے ہیں۔

الاشعر بن سبا کی اولاد اشعریین یعنی ابی موسیٰ الاشعری کا گھرانہ ہے۔ انمار بن سبا کے کئی لڑکے تھے۔ مگر وہ خشم اور بجیلہ کے حلیف بن گئے اور قبیلہ ”مضر“ کے نسب داں یہ کہتے ہیں کہ خشم اور بجیلہ، دونوں ”انمار بن نزار“ کے لڑکے تھے جنہیں ”انمار بن سبا“ نے ان کے باپ کے ہمنام ہونے کی وجہ سے اپنی جانب منسوب کر لیا۔ اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نہیں وہ دونوں از و بن الغوث کے بھائی عمرو بن الغوث کے بیٹے ہیں۔ اور ”بجیلہ“ عورت ہے۔ ”بجیلہ“ کے بطون میں سے ”قسر“ خالد القسری کا جد اعلیٰ اور بنو احمس سہل بن معید کا گھرانہ ہے، ان کے بطون زیادہ مشہور نہیں ہیں۔

آل عاملہ بن سبا | یمن کے قبائل عاملہ بن سبا کی اولاد میں ہیں جن کی تعداد قلیل ہے۔ ”مضر“ کے نسب بیان کرتے ہیں کہ نہیں وہ لوگ قاسط بن وائل کی اولاد سے ہیں۔ چنانچہ ”اعشی“ کا قول ہے۔

الی غیر والدک، الاکرم
باپ کو چھوڑ کر اوروں کی طرف جاؤ گے
الی النسب الاکملہ الاقدم
پرانے او قدیم نسب کی طرف واپس جاؤ

اعامل حتی متہ تذہبین
اے عامل تم گنہگار اپنے صاحبزادے
ودالدکم قاسط فارجعوا
تمہارا باپ قاسط ہے اسلئے تم اپنے

اس کے بیٹے مالک، عامر، عمرو، اسعد، اور وائلہ
آل حمیر بن سبا تھے۔ "عامر بن حمیر" کی اولاد میں تمام بنی نضیب
 کا قبیلہ ہے۔ یعنی عامر کا بیٹا تھا وہمان اور وہمان کا بیٹا تھا "بنی نضیب"۔

سعد بن حمیر کے بیٹے "بلیف" اور "اسلم" ہیں۔ عمرو بن حمیر کا فرزند
 حرث بن حمیر ہے جس کی نسل سے "آل ذی رعیین" ہے۔ مالک بن
 حمیر کی اولاد "قضا عہ بن مالک" ہے جس کے قبائل میں "کلیب بن وبراہ"
 کا قبیلہ اور بطون میں بنو عدی بن جناب اور بنو علیم بن جناب وغیرہ ہیں
 جن کا ذکر "زہیر" نے کیا ہے۔ بنو عبید بھی منجملہ انہیں کے ہیں۔ اعرشی
 کہتا ہے۔

بنو اشہر اکرام فلست منہم ولست من اکرام بنی العبد
 میں ماہ حرام کی اولاد سے نہیں ہوں ورنہ میں بنی العبد کی نسل ہوں جو ذی عزت ہیں
 رفیدہ، مصدا، بنو القین، سیح، تنوخ، جرم بن ریان، راسب بن جرم
 بہراء، بلی، مہرہ، ہندہ، سعد ندیم، ندیم ایک حبشی غلام تھا جس کو سعد
 نے گود میں لے لیا تھا، اسی لئے اسکی جانب منسوب ہوا، ضنہ بن سعد،
 سلمان بن سعد، حمینہ اور نہد، یہ سب بھی انہیں کے بطون سے ہیں۔
 تبابعہ جن میں سے ذوالکلاع، ذونواس، ذواصبح (جن کی طرف
 صبحی کوڑے منسوب ہیں)، ذوجدن، ذوناش، ذویزن جوش اور شحول
 اور بہت سے بطون ہیں۔ یہ بھی قبیلہ قضا عہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وائلہ بن
 حمیر کا بیٹا، سکا سک بن وائلہ تھا اور حمیر کے گھرانے کا شمار سکا سک
 ہی کی نسل سے ہے۔

حاتم طائی کی نسل

اس کے ایک ہی بیٹا زید نامی تھا۔ زید کے دو فرزند مالک اور اُدو تھے۔ اُدو کے دو بیٹے "طی بن اُدو" اور "الغوث بن اُدو" تھے۔ "طی" کی نسل سے بنو بنہان بن عمرو، بنو ثعل بن عمرو اور حاتم طائی ہیں۔ وجرم بن عمرو اور بنو سبیس بھی اسی نسل سے ہیں۔

ایک شاعر کا قول ہے۔ "فصبیہا، القانص السبسی" اور بنو تیم بن ثعلبہ کے بارے میں امرؤ القیس کہتا ہے۔ "بنو تیم مصابیح الظلام" اگرچہ قبیلہ "طی" کے "افخاذ" بکثرت ہیں لیکن عام نسب طی ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ جو جدِ اعلیٰ ہے۔

حضرت عمار بن یاسر کی نسل

مالک بن زید بن کہلان کی اولاد حسب ذیل تھی۔ یحابر بن مالک اور وہ "مراد" ہے مرتع بن مالک، فرن بن مالک، اور خیار بن مالک، مرتع بن مالک، کا بیٹا، ثور۔ نامی تھا جسکی اولاد میں "کنذہ اور یزید" دو بیٹے ہیں۔ "یزید کا بیٹا صدر تھا اور کنذہ کے فرزند تجب اور "السکون" دو تھے۔ خیار بن مالک کا فرزند "ربیعہ" اور اس کا بیٹا، "اوسلہ" بن ربیعہ یہ لوگ ہمدان کہلاتے ہیں۔ جن میں سے "سبیع" ابی اسحق السبیعی کا جدِ اعلیٰ ہے۔ اور "وداعہ مسروق بن الابدع کا کنبہ ہے۔ یحابر بن مالک کا بیٹا "مذحج" تھا۔ مذحج کے فرزند مراد، سعد العشیرہ، خالد اور عنس تھے۔ عنس عمار بن یاسر اور اسود عنسی کا جدِ اعلیٰ ہے۔ آخر الذکر نے ملک یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

"سعد العشیرہ بن مذحج" کی اولاد میں حسب ذیل لڑکے تھے۔

جعفی بن سعد، حنب بن سعد الحکم، عائد اللہ، عبد اللہ، اللہ، خارجہ
اسد، عمرو، صعب اور جمل۔

جعفی کے دو بیٹے مران اور حریم تھے۔ جن کے بارہ میں لبید شاعر
نے کہا ہے۔

ولقد نأت یوم الخیل وقبلہ مران من آیات وحریم
صعب کی نسل سے "زبید بن الصعب" عمرو بن معدیکرب بیدی
کا جد اعلیٰ اور "أود بن صعب" ہیں۔ خارجہ کی اولاد میں صرف ایک بیٹا،
حدیلہ نامی تھا جو بنی طے کے کنبہ میں شمار ہوتا ہے عمرو بن سعد خولان بن
عمرو کا باپ ہے۔ حکم کی نسل میں وہ لوگ ہیں جن کی بابت کہا گیا ہے کہ "جاؤم"
یعنی حکم آتے۔ حنب کے بارہ میں مہمل شاعر کہتا ہے۔

انجھا فقدا الارامل فی حنب وکان الحیاء من آدم
"جمل" کی نسل سے "ہند بن عمرو الجملی" ہیں۔ جو حضرت علیؑ کے ہمراہ
تھے۔ اور قتل کئے گئے۔ اس کے قاتل نے کہا ہے۔ "قاتل علیا و ہند الجملی"۔
مراد بن مذحج کی اولاد میں "انعم بن مراد" اور یحابر بن مراد ہیں۔ اس خاندان
کا بت "یعوث"، "تھا جو مقام" "جرش" میں نصب تھا۔

خالد بن مذحج کا بیٹا "علہ بن خالد" اور علہ
کافر زند عمر تھا جس کے دو بیٹے کعب اور جسر
تھے۔ "جسر" ابوالنخع کا باپ ہے جو "ابراہیم نخعی"، "کاجد اعلیٰ تھا۔ اور کعب
کی نسل سے "بنو النار"، "بنو الحماس"، "بنو الحماس" (بنو الحماس) شاعر کا گھرانہ اور بنو قنان
کے بطون ہیں۔ قرن بن مالک بن زید بن کہلان کے بیٹے کا نام "ہنت الغوث"
تھا۔ جس کی اولاد "ازد" ہے۔ اور ازد کی نسل میں مازن، عمرو، دوس

نہر، مالک، قدار، الہنو، میدعان، زہرہ، عامر اور عبداللہ ہیں۔

آل غسان بنو مازن غسان کہلاتے ہیں جن کی وجہ سے یہ ایک چشمہ موسومہ غسان ہے جس کی طرف بوجہ سکونت یہ لوگ منسوب ہیں۔

■ بنو حنفہ جو خاص شاہی کنبہ ہے اور آل العنقاء، آل المحرق، تنوخ اور کعب جبلہ بن الایہم کا جد اعلیٰ۔ یہ سب قبیلہ غسان کے گھرانے کہے جاتے ہیں۔

مشہور ہے کہ "مازن" غسان کے بادشاہوں کے ارباب ہیں۔ جبر ارباب عرب ہیں۔ کندہ بادشاہوں کے مقابلے میں بغاوت کرتے ہیں۔ مذج نیزہ بازی کے بانی کار ہیں۔ ہمدان گھوڑوں کے پرکھنے والے اور انکی پرورش پر حریص ہیں اور از د شیر مرد لوگ ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کا نسب میدعان کی نسل سے "سلامان" ہے اور "زہران" کی نسل سے

دوس بن عدنان حضرت ابی ہریرہؓ کا گھرانہ۔ اور جزیمہ بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس ملکہ، زباء، کا شوہر ہے۔ جس کا لقب جذیمہ الابرش تھا۔ جہنم بن مالک جہاضم کا جد اعلیٰ جن میں سے "جریر بن حازم" فقیہ گزرا ہے سلیمہ بن مالک ابی حمزہ خارجی کا جد اعلیٰ بنو ہنیاء بن مالک عقبہ بن مسلم کا گھرانہ اور معن بن مالک مسعود بن عمرو کا جد اعلیٰ یہ سب بھی زہران ہی کی نسل سے ہیں اور ایک بطن "یحمد" نامی جن میں سے خلیل بن احمد علم عروص کا بانی گزرا ہے۔ وہ بھی مذکورہ بالا قبیلہ سے متعلق تھا۔ خلیل بن احمد جس فخذ سے ہے اس کو "فراہید" کہا جاتا ہے۔ مثلاً فلاں فرہودی اور

الغطاريف، بنو شکر اور الجدرہ بھی۔ "زہران" ہی کی نسل سے ہیں۔
انصار قبیلہ کے جد اعلیٰ | عامر بن الازد کی نسل سے بنو لہب
 بن عامر القافہ ہیں۔ اور عامر بھی اسی
 نسل سے ہیں۔

عبد اللہ بن ازد کی اولاد بکثرت اور حسب ذیل ہے۔ القابل ازد، لعیثک
 والمہلب بن ابی صفیرہ کا گھرانہ، بارق بن عوف، شہران بن بارق، طاحیہ
 بن سود، ہداد، عمرو بن عامر، مزیقیا جن کی اولاد سے انصار ہیں۔ یعنی اوس
 اور خزرج کے قبائل جو حارثہ بن ثعلبہ العنقر بن عمرو بن عامر کے بیٹے تھے۔
 عمران بن عامر، خزاعہ جو عمرو بن اولاد سے تھا اور جس کا ایک بطن
 بنو قیس کے نام سے مشہور ہے۔ یہ قبیلہ بن و ذویب کا جد اعلیٰ اور عبد اللہ بن
 مالک کا بھی جد اعلیٰ ہے۔ بنو خلیل، بنی کرزہ القافہ کا گھرانہ، بنو المصطلق، کعب
 یح، عدی، سعد، اسلم اور حشم۔ اہل یمن کا نسب نامہ ختم ہوا۔

اوس و خزرج | اوس اور خزرج یہ دونوں حارثہ بن ثعلبہ
 بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امرئ القیس

بن ثعلبہ بن مازن، بن عبد اللہ بن الازد بن الغوث بن مالک بن یزید بن
 کہلان بن سبا کے بیٹے ہیں۔ ان کی ماں "قیلہ" تھی جس کی جانب یہ دونوں
 منسوب ہوئے اور یہ دونوں گھرانے انصار رسول اللہ کے ہیں۔ خزرج بن
 حارثہ کے پانچ بیٹے تھے۔ حشم اور عوف، یہ دونوں خرطوم کے لقب سے
 ملقب تھے۔ اور کہا جاتا تھا کہ اگر تم کو عزت سے خوشی ہوتی ہو تو حشم کی
 پیروی کرو۔

باقی لڑکوں کے نام یہ ہیں :-

حرث بن خزرج، عمرو بن خزرج، اور کعب بن خزرج، جشم بن الخزرج کی نسل سے بنو خزید ہیں۔ جن کی اولاد میں قبیلہ "سلمہ"، اور اس کے بطون ہیں۔ اور بنو بیاضہ بھی جشم ہی کی نسل سے ہیں۔ عوف بن الخزرج کی اولاد میں بنو الحبیاء عبد بن ابی بن سلول کا گھرانہ ہے۔ اور انھیں میں قواقل بھی شمار ہوتے ہیں۔

جاہلیت کے زمانہ میں اگر کوئی شخص یثرب میں جا کر پناہ لیتا تھا تو اس کی نسبت کہا جاتا تھا۔ "قَوِیلُ ثَعْلَبِ قَدَامَتْ" بنو سالم بھی اسی نسل سے ہیں۔

عمرو بن الخزرج کی اولاد میں بنو النجار ہیں۔ بخار کا اصلی نام تیم اللات بن ثعلبہ تھا۔ بخار کی وجہ تسمیہ یہ ہوتی کہ اس نے ایک شخص کا سر بسو لے سے پھیل ڈالا تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا ختنہ بسو لے سے کیا گیا تھا کعب بن الخزرج کی نسل سے بنی ساعدہ کے بطون ہیں جو حضرت سعد بن عبادہ کا گھرانہ تھا۔

اوس بن حارثہ کے نسب کی بابت بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا محض ایک بیٹا "مالک" نامی تھا۔ اسی کی نسل سے اوس کے تمام قبائل اور بطون متفرع ہوتے۔ مالک بن اوس کا بیٹا عمرو بن مالک تھا۔ جس کی نسل میں البنیت، عبدالاشہل، اور بنو ظفر ہیں۔ ظفر کا نام کعب بن الخزرج تھا۔ گویا اوس کے گھرانے میں یہ ایک بطن خزرج کا ہمنام ہوا۔ بنو الحارثہ ابن الحارث بن الخزرج بھی اسی کنبہ سے ہیں۔ اور یہ سب اوس کے "بنیت" کہلاتے ہیں۔

عوف بن مالک کی نسل سے بنو عمرو بن عوف "قبا" کے باشندے

حجی اور مرثیہ بن مالک یعنی "المجعدہ" جن کو اوس اللہ کہا جاتا تھا، سالم بن مالک جو بنو واقف کہلاتے ہیں۔ السلم بن مالک "سعد بن خثیمہ" کا گھرانہ اور عبداللہ بن مالک یعنی بنو خثیمہ ہیں۔ ان باب کا بیان ختم ہو گیا۔

ماں بیٹے کی شادی اور انکی نسل | "برہ" یہ مڑکی بیٹی اور
تیم مڑکی بہن، خزمیہ

بن مدرکہ بن الیاس بن مضر اس کا شوہر تھا۔ جس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے کنانہ بن خزمیہ نے اُسے اپنی زوجیت میں لے لیا اور "برہ" کے بطن سے کنانہ کے تمام بیٹے ماسواہ عبداللہ بن مناة کنانہ کے تولد ہوئے۔ النضر بن کنانہ اسی کے بطن سے تھا۔ قبیلہ قضاعہ کی ایک عورت "ناجیہ" جرم بن زبان کی بیٹی پہلے "سامہ" بن لوی کے پاس تھی اور اس کے بطن سے "غالب بن سامہ" پیدا ہوئے۔ پھر جب وہ ہلاک ہو گیا تو اس کے فرزند حرث بن سامہ نے "ناجیہ" کو اپنے تحت میں رکھا۔ بنی مازن بن صعصعہ کے گھرانے کی ایک عورت "واقدہ" نامی "عبد مناف" کی بیوی تھی۔ جس کے بطن سے نوفل اور ابوعمر دو بیٹے پیدا ہوئے جب عبد مناف نے وفات پائی تو اسی "واقدہ" کو بنی ہاشم بن عبد مناف نے اپنے تحت میں رکھا اور اس کے بطن سے دولڑکیاں "خالدہ" اور "ضحیفہ" ہاشم کے صلب سے ہوئیں۔

"آمنہ" ابان بن کلیب کی بیٹی، امیہ بن عبد شمس کی زوجیت میں تھی اس کے بطن سے اعیاض متولد ہوئے۔ اُمیہ کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابو عمرو بن اُمیہ نے "آمنہ" کو اپنے تحت میں لے لیا۔ جس کے صلب سے اس کے ایک بیٹا "ابو معیط" پیدا ہوا۔

”میکہ“ سنان بن ابی حارثہ المری کی بیٹی اور ہرم بن سنان کی بہن زبان بن سیار بن عمرو الفزاری کے تحت میں تھی۔ جسے اس کے بعد اس کے بیٹے منظور بن زبان نے اپنے تحت میں رکھا اور اس کے بطن سے ایک لڑکی ”خولہ“ بنت منظور اور ایک لڑکا ”ہاشم“ بن منظور پیدا ہوا۔ خولہ بنت منظور حضرت حسن بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خیالہ نکاح میں آئیں اور حسن بن الحسن ”ابھیں کے بطن سے تولد ہوتے۔ حضرت حسنؓ کی شہادت کے بعد خولہ“ سے جناب محمد بن طلحہ بن عبد اللہ نے عقد کیا اور ان کے صلب سے بھی ایک بیٹے ”ابراہیم بن محمد“ کی ماں ہوئی۔ جن کا لقب ”اعرج“ تھا۔

ایک انصاری عورت جو اساف بن زید بن اساف کی بیوی تھی اساف نے اس سے اپنے باپ زید بن اساف کے مرنے کے بعد نکاح کر لیا تھا۔ بنی فہم کے خاندان کی ایک عورت جو نفیل بن عبد العزیز حضرت عمر ابن الخطابؓ کے جد امجد کے تحت میں تھی اس سے ”عمرو بن نفیل“ نے اپنے باپ کی رحلت کے بعد شادی کر لی اور اس کے بطن سے ”زید“ پیدا ہوتے۔ جن کی ماں خطاب کی ماں بھی تھی۔ یہ زید سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے باپ ہیں۔

ہمارے سردار
محمد بن عبد اللہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ

بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی، بن غالب، بن فہر، بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہیں۔ عدنان کے بعد

سلسلہ نسب میں علامتے نسب کا اختلاف ہے جس کا بیان ہم نے "کتاب نسب" میں کر دیا ہے۔

عبد المطلب کا نام عامر اور اُن کے باپ ہاشم کا عمر تھا۔ وہ ہاشم اس لئے مشہور ہوئے کہ "زید" بنا کر لوگوں کو کھلایا کرتے تھے۔ عبد مناف کا نام "مغیرہ" اور "قصی" کا نام "زید" تھا۔ قصی کو "جمع" بھی کہتے تھے۔ جسکی علت یہ تھی کہ انھوں نے قریش کے قبائل کو ایک جا کر کے "مکہ" میں مقیم کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور چچا اور پھوپھیاں، عبد المطلب کی صلیبی اولاد ہیں۔ دس فرزند نرینہ اور چھ بیٹیاں تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

عبد اللہ، یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پدر بزرگوار تھے زبیر بن عبد المطلب، ابوطالب بن عبد المطلب، جن کا نام عبد مناف تھا۔ عباس بن عبد المطلب، صرار بن عبد المطلب، حمزہ بن عبد المطلب، مقوم بن عبد المطلب، ابولہب بن عبد المطلب، جن کا نام عبد العزیٰ تھا۔ حارث بن عبد المطلب اور غیداق بن عبد المطلب جن کا نام حجل تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں حسب ذیل ہیں۔
عاتکہ، امیمہ، بیضاء، جو ام حکیم کہلاتی ہیں، برہ اور صفیہ اور اردوی۔
عبد المطلب کے یہ لڑکے اور لڑکیاں مختلف بیبیوں کے بطن سے تھے جن کے نام یہ تھے۔

"فاطمہ" یہ عمر بن عائد بن عمران بن مخذوم کی بیٹی تھیں۔ اُن کے بطن سے عبد اللہ، رسول پاک کے والد اور زبیر اور ابوطالب آپ کے چچا تھے۔ عاتکہ امیمہ، بیضاء اور برہ آپ کی پھوپھیاں پیدا ہوئیں تھیں۔ "نیتلہ" کلیب بن

مالک بن جناب کی بیٹی اور "نمر بن قاسط" کے گھرانے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے نمیریہ کہلاتی تھیں۔ اُن کے بطن سے دو بیٹے عباسؓ، اور ضرار متولد ہوئے۔

"حالا" وہب بن عبد مناف بن زہرہ کی بیٹی، ان کے بطن سے حمزہؓ اور مقوم دو بیٹے اور بی بی صفیہؓ ایک بیٹی تھیں۔

"لبنی" قبیلہ خزاعہ کی عورت تھیں ان کے بطن سے صرف ایک لڑکا ابولہب تھا۔ "صفیہ بنت جندب" بنی عامر بن عصبہ کے گھرانے کی لڑکی تھیں۔ اُن سے عبدالمطلب کی دو اولادیں ہیں۔ اول "حارث" فرزند نرینہ دوم "اردی" بیٹی۔

ایک دوسری قبیلہ خزاعہ کی عورت جن کا نام یاد نہیں رہا۔ مگر مجھ کو بعد میں معلوم ہوا کہ اُن کا نام "ممتعہ بنت عمرو" تھا۔ ان کے بطن سے صرف ایک فرزند "غیداق" تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دادھیال و نانہال

رسول کے والد حضرت عبد اللہ کو سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی اولاد نہیں ہوئی ان کے ماموں مدینہ میں رہتے تھے۔ جناب اللہ اپنے ماموں سے ملنے کے لئے مدینہ گئے، جہاں عین عالم جوانی میں وفات پائی۔ زبیر بن عبدالمطلب قریش کے نامور لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں بھی وہ بڑے دلیر اور جوانمرد مشہور تھے اور شاعر تھے۔

لے تینوں بھائیوں میں عبد اللہ چھوٹے اور زبیر بڑے تھے۔ عبدالمطلب کے انتقال کے بعد زبیر ہی والد کے جانشین اور وصی ہوئے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

زبیری کا شعر ہے ۔

ولولا الخمس لم تلبثت رجال
ثبات عسرة حتى يموتوا
اگر خمس نہ ہوتا تو جو ان مرد لوگ تادم مرگ
معزز لوگوں کی طرح جنگ میں ثابت قدم نہ
خمس سے کہنا نہ اور قریش کے قبائل مراد ہیں۔ زبیر اپنی کنیت
”ابا طاہر“ کرتے تھے۔ اُن کی اولاد سے حضرت عائشہ بن زبیر بن عبد المطلب
نے زمانہ اسلام پایا اور مشرف باسلام ہوتے۔ اُمّ حکیم یہ ربیعہ بن حارث بن
عبد المطلب کو بیاہی گئیں۔ زبیر بن عبد المطلب کے بیٹوں کی کوئی نسل نہیں چلی
ابو طالب بن عبد المطلب کے بیٹے علیؑ، جعفرؑ
عقیلؑ اور طالب اور بیٹیاں اُمّ ہانیؑ جن کا

جناب ابو طالب

گزشتہ سے پورستہ انہوں نے ابو طالب قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش
کی تھی اور حضور کو جھلاتے وقت یہ لوری بڑے پیار سے گاتے تھے۔ محمد بن
عبد اللہ لمشت العمر فی عذ فرع اسم (اصابہ ج ۳ ص ۳۰۸) زبیر کے
انتقال کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کم از کم ۱۶۔ اور زیادہ سے زیادہ ۲۵ سال تھی۔
حضور اکرمؐ اپنے چچا زبیر کی شفقت اور محبت سے مدد جہ متاثر تھے۔ اُن کے انتقال کے بعد انہیں
برابر یاد کرتے ان کے سلوک کا ذکر کرتے۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ جناب پیر کے بھائیوں اور بیٹیوں کے ساتھ
حضور اکرمؐ نے ہمیشہ صلہ رحمی کی اور خیر کی جائداد سے انہیں وافر حصہ دیا۔ زبیر کی بیوی کا بھی
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت احترام کرتے تھے اور انہیں ماں کہہ کر پکارتے تھے۔
(نسب قریش ص ۳۲۲، اصابہ ج ۴ ص ۳۳۸)۔

بہر حال مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زبیر کے بعد ابو طالب نے حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی۔ اگرچہ حضور کی عمر ۱۶ سال سے متجاوز تھی لیکن مشہور روایت
یہ ہے کہ عبد المطلب کے بعد ابو طالب نے ہی پرورش کی۔ (حاشیہ ۱۷ بر صفحہ آئندہ)

نام فاختہ تھا اور جمانہ تھیں۔ ان سبھی لوگوں کی ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ عقیل رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے اور جعفر رضی اللہ عنہ سے عمر میں دس سال زائد تھے۔ ان لوگوں نے بجز طالب بن ابی طالب کے اپنی نسل یادگار چھوڑی مگر طالب لا ولد فوت ہوئے۔ ان کی ماں فاطمہ بنت اسد اسلام لاتی تھی اور وہ پہلی ہاشمیہ تھیں جن کے بطن سے ہاشمی نسل چلی۔ ابو طالب نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے تین سال چار ماہ قبل وفات پائی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ

عباس بن عبد المطلب کی کنیت "ابو الفضل" تھی۔

ان کو "سقایہ" اور "زمزم" کی خدمت سپرد تھی۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن انھیں عطا فرمائی تھی۔

"یوم العقبہ" کے دن وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حضور انور نے ان کو انصار پر سردار بنایا تھا۔ چنانچہ وہ اسی عہدہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک قائم رہے۔ انھوں نے نو اسی برس کی عمر میں بمقام مدینہ وفات پائی۔ جب ان کی بھارت زاتل ہو چکی تھی ان کی ولادت "عام الفیل" سے تین سال قبل ہوتی تھی۔ اس حساب سے وہ پیغمبر خدا

(صفحہ گزشتہ کا حاشیہ) ابن قتیبہ کی اس تحقیق سے ناشر کو اتفاق نہیں ہے اس لئے کہ ان ہی عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری بہاری کا سلسلہ نسب متصل ہوتا ہے۔ ۵۲ دوسری روایت میں ہے کہ طالب اپنے بھائی عقیل اور چچا عباس کے ساتھ کفار قریش کے ساتھ میدان بدر میں آئے تھے لیکن جنگ میں کفار کو شکست ہوئی تو طالب فرار ہو گئے پھر پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے۔ بعض لکھتے ہیں کہ میدان بدر میں مارے گئے اور بعض کے نزدیک سمند میں ڈوب مرے۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں تین برس بڑے تھے۔ انھوں نے مدینہ میں وفات پائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن عباسؓ نے انھیں قبر میں اتارا۔

حضرت عباسؓ کی بیوی کا نام ”سباہ بنت اکحراث الہلالیہ“ تھا اور وہ ”ام الفضلؓ“ کے نام سے مشہور تھیں، ان کے بطن سے عبداللہؓ، فضلؓ، عبداللہؓ، قثمؓ، معبدؓ، عبدالرحمنؓ چھ بیٹے اور ”ام حبیبؓ“ ایک لڑکی جملہ سات اولادیں تھیں۔ اور عباسؓ کی باقی اولاد جن کے نام تمام بن عباسؓ کثیر بن عباسؓ، حوث بن عباسؓ، آمنہ بنت عباسؓ اور صفیر بنت عباسؓ ہیں۔ یہ سب لونڈیوں سے پیدا ہوتی تھیں۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما

فضلؓ حضرت عباس رضی اللہ عنہ

عنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اور انھیں کی وجہ سے وہ اپنی کنیت ”ابو الفضل“ کرتے تھے۔ فضلؓ کی کنیت ”ابو محمد“ تھی۔ انھوں نے طاعون عمواس کے زمانہ میں ملک شام میں وفات پائی۔ ان کے بجز ایک بیٹی ”ام کلثوم“ نامی کے اور کوئی اولاد نہیں تھی۔ ام کلثوم حضرت ابی موسیٰ الاشعریؓ کو منسوب تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

بڑے سیر چشم اور دریا دل

تھے۔ وہ حضرت علیؓ کی خلافت میں ان کی جانب سے ملک ”یمن“ پر عامل مقرر ہوئے آخر میں نابینا ہو گئے تھے۔

عبداللہؓ کے بیٹے، عبداللہؓ، عباسؓ اور جعفرؓ تین تھے۔ عبداللہ بن

عبداللہ بن العباس کے دو بیٹے حسن اور حسین، اسماء بنت عبداللہ بن العباس کے لطن سے پیدا ہوئے۔ عبید اللہ بن العباس کی ایک بی بی عائشہ الحارثیہ تھیں۔ ان کے لطن سے ملک یمن میں دو فرزند پیدا ہوئے تھے۔ جب کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے بسر بن ارحاء کو عبید اللہ کی جگہ ملک یمن کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا تو عبید اللہ وہاں سے بھاگ گئے۔ اور بسرؓ نے ان کے دونوں بیٹوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ جن کی ماں نے اپنے بچوں کے غم میں کہہا ہے۔

یا من احسن یا نبی الذین ہما
کالدُّرَّتین تشظی عنہما الصدق

حضرت عثمانؓ کے
عہدِ خلافت میں

حضرت معبد بن عباس رضی اللہ عنہما

میں مالک افریقیہ پر فوج کشی کرنے کے لئے گئے تھے وہیں شہید ہوئے۔ ان کی ایک لونڈی حمل سے بھٹی وہ گرفتار کر لی گئی۔ اس کے لطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور پیدا ہونے کے بعد وہ ”ریم الحمیری“ سے بیاہی گئی۔ معبد کے بیٹے عبداللہ بن معبد تھے جن کے فرزند عباس تھے۔ انہوں نے ابوالعباس کے قیام کے زمانہ میں ایک شخص کو مدینہ کا سردار بنایا۔ جس نے ریم الحمیری کی بیوی کو چھین لیا۔ عباس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ حارث بن العباس کی نسل بیشک خوب بڑی جن میں سے ”السری بن عبداللہ، ملک یما“ کے والی تھے۔

۱۵ اس کے جواب میں حضرت علیؓ کے عامل جابر بن قدامہ نے بسر کے بھتیجوں اور عزیزوں کو زندہ آگ میں جلوا دیا۔ (مسعودی ۳/۳۱)

۱۶ مستند اور متواتر روایت یہ ہے کہ معبد بہت دنوں تک زندہ رہے اور عہدِ مرقضوی میں مکہ کی گورنری پر فائز تھے۔

حضرت قثم بن العباس
سمرقند میں مقتول ہوئے

حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ

ابوصالح مفسر کا قول ہے کہ میں نے ایک ماں کے بیٹوں کی قبریں کبھی اس قدر دور دراز فاصلوں پر نہیں دیکھی ہیں جیسی ام الفضل کے بطن سے پیدا ہونے والے عباس کے بیٹوں کی ہیں۔ "فضل" شام میں مرے۔ عبداللہ نے طائف میں انتقال کیا، عبداللہ نے مدینہ میں وفات پائی۔ قثم سمرقند کی خاک میں مدفون ہوتے ہیں اور معبد افریقیہ میں قتل کئے گئے یہ

عبداللہ بن عباس
کی کنیت ابوالعباس

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

تھی۔ انہوں نے ستر برس کی عمر پائی اور طائف میں عالم فانی سے رحلت کی۔ ان کی وفات کا زمانہ فتنہ ابن الزبیر کا زمانہ تھا۔ اور وہ نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے جنازہ کی نماز، محمد بن الحنفیہ نے پڑھی تھی۔ اور ان پر چار بار تکبیر کہی۔ پھر ان کی قبر پر ایک خیمہ نصب کیا۔

واقفی نے بیان کیا ہے کہ ابن عباس نے ۶۸ھ میں بمقام طائف وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر بہتر سال تھی۔ وہ اپنی داڑھی کو زرد رنگا کرتے تھے۔ ان کی اولاد میں علیؓ، عباسؓ، محمدؓ، فضلؓ اور عبدالرحمنؓ اور عبداللہؓ چھ بیٹے اور "لبابہ" ایک بیٹی، جملہ سات اولادیں "زرعہ بنت شرح" کے بطن سے تھیں جو بنی کندہ کے گھرانے کی لڑکی تھی۔ اور ایک لڑکی "اسماء" لونڈی کے بطن سے تھی۔

۱۱ھ حضرت قثم بن عباس عہد مرتضوی میں مدینہ کے گورنر تھے۔
۱۲ھ آپ عہد مرتضوی میں حضرت ابو موسیٰ کی معزولی کے بعد کوفہ کی گورنری پر مامور ہوئے۔

سے تھی۔ عبداللہ بن محمد اور افضل لا ولد تھے۔

علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

علی بن عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما

کے عبادت گزار، بردبار اور کثیر الصلوٰۃ تھے۔ ہر شبانہ روز میں ایک ہزار رکعتیں ادا کیا کرتے تھے۔ اُن کی کنیت "ابو محمد" تھی۔ اللہ میں بمقام "الشراۃ" اسی برس کی عمر پاکر عالم فانی سے رحلت کی،

واقعی رُح نے بیان کیا ہے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی رات میں پیدا ہوئے تھے۔ اور اللہ میں وفات پائی۔

کلمی نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی نے بسبب کسی زبان درازی کے علی بن عبداللہ کو سات سو کوڑے لگواتے تھے پھر ان کا قصہ بیان کیا ہے۔

علی بن عبداللہ کی اولاد حسب ذیل تھی۔

محمد بن علی جن کی ماں عالیہ بنت عبداللہ بن عباس تھیں، عالیہ کی ماں کا نام "عائشہ بنت عبدالمدان الحارثی تھا۔ داؤد اور عیسیٰ ایک اُم ولد کے بطن سے۔ سلیمان اور صالح ایک اُم ولد سے جن کا نام "معدی" تھا۔ اسماعیل اور عبدالصمد ایک اُم ولد سے، یعقوب ایک اُم ولد سے، عبداللہ اور عبید اللہ ان دونوں کی ماں، "ام عبداللہ، عبداللہ بن جعفر کی بیٹی تھیں جن کی ماں کا نام "لیلیٰ بنت مسعود بن خالد النہشلی" تھا اور امینہ، ام عیسیٰ اور لبابہ، تین لڑکیاں مختلف امہات اولاد کے بطن سے تھیں۔

محمد بن علی نہایت حسین اور وجیہ و معزز شخص تھے۔ ان کی عمر اپنے باپ سے صرف چودہ سال کم تھی۔ علی سیاد خضاب کیا کرتے تھے۔ اور محمد مسخ

خطاب کرتے۔ اس لئے جو شخص ان دونوں باپ بیٹوں سے ناواقف تھا۔ وہ محمد کو علی یعنی بیٹے کو باپ تصور کرتا تھا۔ انھوں نے ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔ جس سال میں ”مہدی“ پیدا ہوتے تھے۔

اور ایک قول کے موافق انھوں نے ۱۲۵ھ میں بمقام ”شراۃ“ جو ملک شام کا ایک شہر ہے ساٹھ برس کی عمر میں دارفانی سے رحلت کی۔ بنو عباس کے خلفاء انھیں کی نسل سے ہیں۔ جن کا ذکر مع محمد بن علی کے بھائیوں کے حالات کے ہم خلفائے بنو امیہ کے حالات بیان کرنے کے بعد کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت عبدال مطلب | هزار بن عبدال مطلب ظہور اسلام سے پہلے ہی مر گئے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی اور وہ شعر کہا کرتے تھے۔

حضرت حمزہ بن عبدال مطلب | حضرت حمزہ بن عبدال مطلب کی کنیت ”ابا عمارہ“ تھی وہ اسد اللہ اور اسد رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشہور تھے۔ انھوں نے جنگ کے دن ”شیبہ بن ربیعہ“ طعینہ بن عدی اور سباع خزاعی کو قتل کیا تھا۔ جنگ اُحد کے دن وہ شہید ہو گئے۔ طعینہ کے غلام ”وحشی“ نے انھیں شہید کیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریکی بھائی تھے۔ اور ابی سلمہ بن عبدال اسد المخزومی بھی ان کے رضاعی بھائی تھے۔ کہ ان تینوں کو مکہ کی ایک عورت ”ثوبہ“ نامی نے دودھ پلایا تھا۔

حمزہ کے ایک بیٹے عمارہ نامی تھے جن کی ماں بنی نجار کے گھرانے کی تھی۔ ”عمارہ“ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ حمزہ کے ایک بیٹی اُم ابیہا تھیں جن کی ماں ”زینب“ بنت علبیس ”قبیلہ مخشم“ کی عورت تھی۔ یہ لڑکی عمرو بن ابی

سلمۃ المخزومی کے عقد نکاح میں آئی۔

مقوم بن عبد المطلب | مقوم بن عبد المطلب نے عہد اسلام

تھی۔ ایک بیٹی "ہندہ" نامی تھی وہ عیسیٰ بن مسروح، بنی سعد بن بکر بن ہوازن کے بھائی کے ساتھ بیاہی گئی۔

ابولہب بن عبد المطلب | اس کا نام عبد العزیٰ اور کنیت

نہایت حسین و جمیل تھا اس لئے "ابولہب" کے نام سے مشہور ہوا چچک کے مرض میں مبتلا ہو کر شہر مکہ میں وفات پائی۔ اس نے "غزال الکعبہ" کو چرا لیا تھا جو سونے کا بنا تھا۔

ابولہب کے اولاد میں تین بیٹے عتبہ، عتبہ اور معتب، اور چند لڑکیاں تھیں جن کی ماں "اتمہ بنت حبیل بن حرب" ابی سفیان بن حرب کی بہن اور معاویہؓ کی بھوپھی تھی۔ اور جو "حالة الخطب" کے لقب سے ملقب تھی۔ عتبہ بن ابی لہب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کے ساتھ منسوب کیا تھا۔ مگر ابولہب نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ بی بی رقیہؓ کو طلاق دے دے اور اس نے ایسا ہی کیا۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بددعا کی اور فرمایا کہ "اے خدا! تو اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما" چنانچہ کسی سفر میں اسے شیر نے پھاڑ کھایا۔

عتبہ کی کنیت ابو واسع تھی اور اس کی اولاد بکثرت تھی جس میں بیٹے اور بیٹیاں سب ہیں۔ منجملہ اس کی اولاد کے ایک شخص ابراہیم بن ابی خراش بن عتبہ "مکہ" کا حاکم تھا۔ اور فضل بن عباس بن عتبہ شاعر بھی آٹھویں میں

سے ہے۔ جس کا قول ہے۔

وانا الاحقر من یعرفنی
 اخضر الجلدة فی بیت العرب
 لیس وہ سبز رنگ ہوں کہ شخص مجھ کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ میں اہل عرب کے گھرانے میں سبز کھال والا ہوں
 ابو محمد بیان کرتے ہیں کہ خضر (سبزی) سیاہی کو کہتے ہیں اور شاعر کی مراد گندم گوں
 رنگت سے ہے۔ فضل گانے والا تھا۔ اُس کا ایک قصہ لوگوں سے ہم صحبت رہنے
 میں مشہور ہے اور ہم اس کو "کتاب" "عیون الاخبار" میں ذکر کر چکے ہیں۔
 معتب مشرف باسلام ہو کر جنگ "حنین" میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ساتھ رہا۔ اور اُن کی اولاد بھی بکثرت تھی۔ عتیبہ کی شادی "اُم کلثوم"
 رسول پاک کی دوسری بیٹی سے ہوئی تھی مگر اس نے اُن کو قبل خلوت کے
 طلاق دے دی۔

حارث بن عبد المطلب | حارث بن عبد المطلب
 سب سے بڑے تھے اور اپنے باپ کے ساتھ
 چاہِ زمزم کے کھودنے میں شریک رہے اور اسی کے ساتھ وہ اپنی کنیت
 کیا کرتے تھے۔

حارث کے بیٹے حسب ذیل تھے۔ ابوسفیانؓ، مغیرہؓ، نوفلؓ، اردیؓ
 ربیعہؓ اور عبد شمسؓ۔

ابوسفیان بن حارث ہاشمی | ابوسفیان بن حارث ہاشمی
 پاک کے رضاعی بھائی تھے۔ ان کو
 کچھ دنوں حلیمہؓ نے دودھ پلایا تھا۔ ابتداء میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے بہت الفت کرتے تھے مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سالت
 کے ساتھ مبعوث ہوئے تو دشمنی پر آمادہ ہو کر آپ کی ہجو کرنے لگے۔ بعد

ازاں جس سال شہر مکہ فتح ہوا ہے مشرف باسلام ہوتے جنگ حنین میں موجود تھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بائے میں کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ یہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے جانشین ثابت ہونگے۔

یہ بھی فرمایا ہے۔ "ابوسفیانؓ نوجوانانِ جنت کا سردار ہے۔" وہ مدینہ میں راہی عالم بقا ہوتے بسبب وفات یہ تھا کہ ان کے سر میں ایک مسامتا تھا جس کو حجام نے مقامِ منیٰ میں سر مونڈتے وقت کاٹ دیا۔ ابوسفیانؓ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم لوگ مجھ پر گریہ و زاری نہ کرنا۔ کیونکہ میں جسے اسلام لایا ہوں کسی گناہ میں نہیں مبتلا ہوا۔ وہ ۲۰ھ میں فوت ہوئے اور مدینہ کے قبرستان بقیع میں مدفون ہوئے ان کی کوئی اولاد یادگار نہیں تھی۔

نوفل بن حارث ہاشمیؓ | نوفل بن حارث ان لوگوں میں ہیں جو بنی ہاشم میں سے مسلمان ہوئے بسبب

سے زیادہ معمر تھے۔ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ عباسؓ اور اپنے دیگر تمام بھائیوں سے عمر میں بڑے تھے۔ بدر کے دن وہ گرفتار کر لئے گئے تھے۔ مگر عباسؓ نے فدیہ ادا کر کے انہیں رہا کر دیا۔ پھر وہ اسلام لا کر غزوہ خندق کے دوران ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے۔ ان کی اولاد بہت زیادہ ہے۔ جن میں سے ایک عبداللہ بن حارث ہیں۔ جن کا لقب بیتہ تھا۔ وہ بہرا تھا۔ اس نے اشعث کے ساتھ خروج کیا مگر جب اشعث کو شکست ملی تو وہ عمان کو بھاگ گیا۔ اور وہیں وفات پائی۔

عبداللہ بن حارثؓ | عبد شمس بن الحارث کا نام رسول پاکؐ نے عبداللہ رکھا تھا۔ وہ زرد بخار میں مبتلا ہو

کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی راہی عالم بقا ہوئے۔ اور حضورؐ

انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے قمیص ہی میں کفن دے کر دفن فرمایا۔
ان کی اولاد ملک شام میں سکونت رکھتی ہے جو بوجہ اپنی قلت کے "الموزہ"
کہلاتی ہے۔ کیونکہ وہ قریب قریب تین سے زیادہ نہیں۔

نوفل بن حارث ہاشمیؓ | نوفل بن حارث کی اولاد میں سے
"مغیرہ" ہیں۔ جو عہد خلافت عثمانؓ

میں مدینہ کے قاضی تھے۔ وہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ
شریک تھے۔ اور علیؓ نے ان کو وصیت کی تھی کہ وہ "امامہ بنت ابی
العاصؓ سے ان کے بعد نکاح کر لیں۔ سیدہ امامہ کی ماں بی بی زینبؓ
رسول پاکؐ کی بیٹی تھیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ مجھ کو یہ خوف ہے کہ ہمیں
امامہؓ کی خواستگاری معاویہؓ نہ کریں، چنانچہ مغیرہؓ نے امامہ کے ساتھ
علیؓ کی شہادت کے بعد نکاح کر لیا۔ اور انھیں بی بی کے بطن سے اُر
کے فرزند یحییٰ پیدا ہوئے۔ جن کے نام سے وہ اپنی کنیت کیا کرتے تھے
امامہ کے علاوہ اور بیبیوں کے بطن سے ان کے حسب ذیل —
اولادیں تھیں۔

عبدالملک عبدالواحد، سعید اور عبدالرحمن وغیرہ وغیرہ۔

ربیع بن حارث ہاشمیؓ | ربیع بن حارث بن عبدالمطلب
کو صحبت نبویؐ حاصل ہوئی۔ ان

کے بارے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ "نعم الرجل ربیع"
لوقصر من شعره و شمر من ثوبه" یعنی ربیعہ بہت اچھا آدمی ہے اگر اس
کے ساتھ وہ اپنے بالوں کو کٹوا ڈالے اور اپنے لباس کے دامنوں کو سمیٹ
لے یعنی کم کر دے۔

ربیعہ تجارت کے کاروبار میں حضرت عثمانؓ کے شریک تھے۔ ربیعہ کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں تھیں کہ منجملہ اُن کے ایک عباس بن ربیعہ بہت عالی رتبہ تھے۔ حضرت عثمانؓ نے انھیں بصرہ میں ایک مکان جاگیر میں دیا تھا اور ایک لاکھ درہم بھی نقد دیئے تھے۔ وہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ اور اسی میدان میں مقتول ہوئے۔ ابی الاغزیمیمی کے قصہ میں ان کا ذکر ہے۔ اُن کی بیوی اُم فراس حسان بن ثابت کی بیٹی تھیں۔ جن کے بطن سے کئی اولادیں ہوئیں۔ اور ان کی نسل بکثرت ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا ذکر ختم ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں کے حالات

ابی امیہ بن المغیرہ المخزومی کے جالہ نکاح میں تھیں۔ امیمہ بنت عبد المطلب حش بن رباب الاسدی کے ساتھ منسوب تھیں۔ بیضاء بنت عبد المطلب کی شادی کریر بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کے ساتھ ہوئی تھی۔ برہ بنت عبد المطلب عبد الاسد بن ہلال المخزومی کے عقد نکاح میں تھیں اور انھیں کے بطن سے اباسلمہ بن عبد الاسد پیدا ہوئے تھے۔ جن کے پاس بی بی اُم سلمہؓ قبل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں اور عبد الاسد لہ ربیعہ کے دوسرے لڑکے عبد المطلب بن ربیعہ تھے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچرے بھائی تھے۔ بنو امیہ نے ان کے تعلقات بہت خوشگوار تھے۔ چنانچہ یہ اپنے بال بچوں سمیت یزید بن معاویہ کے پاس دمشق میں رہتے تھے اور یزید کو اپنا دھی اور وارث بنالیا تھا۔ (اصابہ فی تمیز العاہ ۳/۴۳۰۔ تاریخ ابن کثیر ۸/۴۱۲۔ استیعاب ۳/۲۲۳)۔

کے بعد برہ ابورہم بن عبدالعزی کے پاس رہیں جو عامر بن لوی کے خاندان سے تھا۔ اور اُن کے مطلب سے ایک بیٹا "ابا سبرہ بن ابی رہم" نامی ان کے بطن سے پیدا ہوا۔

حضرت صفیہ رضی بنت عبدالمطلب کا نکاح ابوسفیان بن حرب کے بھائی حارث بن حرب بن امیہ کے ساتھ ہوا تھا۔ جن کی وفات کے بعد وہ عوام بن خویلد کے نکاح میں آئیں اور وہ حضرت زبیر بن العوام رضی کی ماں ہیں۔ اسی بنت عبدالمطلب "عمیر بن عبد بن قصی بن کلاب کی بیوی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں میں سے۔ بحزنی بی "صفیہ رضی کے جو حضرت زبیر رضی کی والدہ تھیں اور کوئی بھی مشرف باسلام نہیں ہوتیں۔ ہاں "اروی" کے بارہ بین اختلاف رائے ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ بھی مسلمان ہو گئی تھیں "صفیہ" حضرت عمر رضی کے عہد خلافت میں فوت ہوئیں۔

رسول پاک صلی
اللہ علیہ وسلم کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ

والدہ کا نام "آمنہ" تھا جو دہب بن عبدمناف، بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ کی بیٹی تھیں یہ بات نہیں معلوم ہو سکی کہ آیا بی بی آمنہ کے کوئی بھائی بھی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں ہوتا یا نہیں۔ مگر "بنو زہرہ" اپنے تئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں قرار دیتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ "بی بی آمنہ رضی اسی گھرانے کی لڑکی تھیں۔"

لے اسی نسبت سے حضرت سعد بن ابی وقاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دادیاں

ابو محمد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی ماں "فاطمہ" بنت عمر بن عائد بن عمران بن مخزوم تھیں۔ عبدالمطلب بن ہاشم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد کی والدہ کا نام "سلمیٰ" تھا۔ وہ "عمرہ" کی بیٹی تھیں اور بنی النجار کے گھرانے سے اور ان کی ماں بھی حتیٰ کہ نانی بھی اسی گھرانے کی لڑکیاں تھیں۔ قبل اس کے ہاشم بن عبدمناف نے "سلمیٰ" کے ساتھ نکاح کیا۔ وہ "احیمہ بن الجلاح" کے پاس تھیں اور ان کے بطن سے "عمرہ بن احیمہ" پیدا ہوا تھا۔ جو عبدالمطلب کا ماں جایا بھائی ہے۔

ہاشم بن عبدمناف کی ماں "عاتکہ" مرہ بن ہلال بن فاج بن ذکوان کی بیٹی تھیں جو بنی سلیم کا گھرانہ ہے۔ ابوالیقظان نے ذکر کیا ہے کہ عبدمناف کی ماں "حییٰ" خلیل کی بیٹی اور قبیلہ خزاعہ کی لڑکی تھیں، خانہ کعبہ کی کنجی خلیل الخزاعی کے پاس رہتی تھی۔ پھر قضی بن کلاب نے وہ کنجی اس سے لے لی۔ قضی بن کلاب کی ماں "فاطمہ بنت سعد" ازوالسراۃ کے گھرانے کی تھی کلاب کی ماں کا نام "نعیم" تھا۔ وہ سریر بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ کی بیٹی تھیں۔ "مرہ" کی والدہ "وحشیہ" شیبان بن محارب بن فہر کی لڑکی تھیں۔ کعب کی ماں "سلمیٰ" محارب بن فہر کی بیٹی تھیں۔ لوی کی ماں "وحشیہ" مدلج بن مرہ بن عبدمناف کی لڑکی تھیں۔ اور عبدمناف کنانہ کا فرزند ہے۔ غالب کی ماں "سلمیٰ" سعد بن ہذیل بن مدرکہ کی بیٹی تھیں۔ فہر کی والدہ "جندلہ" حارث ابجرہ کی لڑکی تھیں مالک کی ماں "ہند" عدوان بن عمرو کی بیٹی تھیں عیلان کے گھرانے سے تھی۔ نضر کی ماں "برہ" بنت مرہ ہے یعنی "تیم بن مرہ" کی بہن جو ابتداءً نضر

کے باپ کنانہ کے عقد نکاح میں تھیں۔ اُن کی وفات کے بعد نصر نے "برہ" کو اپنے تحت میں رکھا۔ اس طرح پر متمیم کا گھرانہ، قبیلہ قریش کے ماموں کا کنبہ شمار ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہنا بالکل بجا ہو گا کہ قریش "نصر"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نانیاں | آمنہ بنت وہب کی والدہ کا نام

"برہ" بنت عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار تھا اور "برہ" کی ماں — اُم حبیب "بنت اسد عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب تھیں۔ اُم حبیب کی والدہ تھیں "برہ" عوف بن عبید بن عویج، بن عدی بن کعب، بن لوی کی بیٹی۔ "برہ" بنت عوف کی ماں "قلاہ" حارث بن لحيان بن ہذیل کی لڑکی تھیں اور "قلاہ" کی والدہ کا نام "ہند" تھا۔ یہ یربوع کی بیٹی اور قبیلہ ثقف سے تھیں۔

"وہب" جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا تھے ان کی ماں تھیں "عاتکہ" بنت الاوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن سلیم۔ اور عبد مناف وہب کے والد کی ماں کا نام "زہرہ" تھا۔ جن کی جانب عبد مناف کی اولاد منسوب ہوتی ہے۔ "زہرہ" کے باپ کا نام معلوم نہیں بلکہ ذکر لڑکا میں وہ خود ہی باپ کے قائم مقام ہیں۔ زہرہ بن کلاب بن قصی بن کلاب کا بھائی ہے اور اُن کی ماں کا نام "فاطمہ" تھا۔ جو قبیلہ از و السراۃ کی لڑکی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایاں | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سعد

بن بکر بن ہوازن کے گھرانے میں دودھ پیا تھا، اُن کی دایاں کا نام "حلیہ" تھا جو ابی ذؤب کی بیٹی تھیں ابی ذؤب کا اصلی نام عبد اللہ بن حارث ہے۔

اور وہ سعد بن بکر کے کنبہ سے تھا۔ "علیمہ کا وہ لڑکا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ شریک بھائی تھا۔" بلبانہ ہے۔ حارث بن عبدالعزیٰ سعد بن ابی بکر کی نسل ہے۔ ان کی ہمیشہ بھائی اور ہمیشہ بہنیں حسب ذیل ہیں۔

عبداللہ بن حارث اور انیسہ بنت الحارث اور جد امہ بنت الحارث جو شیما تھیں اور ان کا یہ لقب ان کے نام پر غالب آ گیا تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بنی سعد میں پانچ سال تک رہے جس کے بعد وہ اپنی ماں کے پاس واپس آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "میں تمام اہل عرب میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ میرا مبداء قریش ہے اور میں نے بنی سعد بن بکر کے یہاں پرورش پائی ہے۔"

آپ کی سب سے پہلی بیوی حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں

"خدیجہ بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی" تھیں ان کی ماں کا نام "فاطمہ" تھا۔ جو "زائدہ بن الاصم" کی بیٹی اور بنی عامر کے گھرانے کی لڑکی تھیں۔ فاطمہ کی ماں "ہالہ" بنت عبد مناف بنی الحارث بن معیص کے گھرانے سے تھیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد بجز ابراہیم کے جو حضرت "ماریۃ القبطیہ" کے بطن سے تھے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

پہلے حضرت خدیجہ کا نکاح "عتیق" بن عائد المخزومی سے ہوا تھا اس کے

حضرت خدیجہ الکبریٰ

کے صلب سے ان کی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ عتیق کے بعد ابو ہالہ۔ نباش بن زرقہ الاسدی تمیمی نے جو بنی حبیب بن جروہ کے گھرانے سے تھا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ

نکاح کیا۔ اور وہ جاہلیت ہی کے زمانہ میں مکہ میں مگر گیا اس کے صلب سے حضرت
 خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پیدا ہوا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اور ان کی موجودگی میں کوئی دوسری
 شادی نہیں کی۔ ان کے لڑکے "ہند بن ابی ہالہ" کی پرورش بھی آپ ہی نے
 فرمائی جو آپ کے پروردہ تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں ماں، باپ، بھائی اور
 بہنوں سب کے لحاظ سے تمام لوگوں میں معزز ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 میرے باپ ہیں۔ خدیجہ میری ماں ہیں۔ فاطمہ میری بہن ہیں۔ اور قاسم میرا
 بھائی ہے۔ "ہند" جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ تھے ان کے ایک
 لڑکا پیدا ہوا۔ اور اس کا نام بھی انھوں نے ہند رکھا وہ طاعون جارف کے زمانہ
 میں فوت ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پچیس سال کی
 عمر میں نکاح کیا تھا اور ان کے مرتے دم تک انھیں کے ساتھ رہے جو چوبیس
 سال اور چند ماہ کی مدت تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابی طالب
 کی وفات کے تیسرے دن رحلت کی۔

سودہ بنت زمعہ، ان کے ساتھ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

نے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد نکاح کیا۔ یہ پہلے سکران بن عمرو کو
 بیاہی ہوئی تھیں جو ملک حبش کو منجملہ اور مسلمانوں کے ہجرت کر گئے تھے۔ انہوں
 نے وفات پائی اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
 کی بیوی "سودہ" کے ساتھ نکاح کر لیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا | یہی ایک کنواری عورت تھیں جن کے ساتھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کیا ہے۔ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کے ساتھ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کیا ہے تو ان کی عمر صرف چھ سال کی تھی اور جب ان کی عمر نو برس کی ہوتی تو خلوت فرماتی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں آتے ہوئے چھ ماہ ہو چکے تھے۔ جس وقت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال کی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم فانی سے رحلت فرمائی، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ”امّ عبد اللہ“ تھی۔

مجھ سے ابوالخطاب نے بروایت مالک بن سعیر اور مالک بن سعیر نے بواسطہ اعمش ابراہیم اور ابراہیم نے بواسطہ اسود روایت کی ہے کہ اسود نے کہا۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی زوجیت میں نو برس کی عمر میں لیا، اور اس سے مراد یہ تھی کہ اسی عمر میں زفاف کی نوبت آئی۔ اور میں ان کے پاس نو برس رہی“

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ کی خلافت تک زندہ رہیں اور انھوں نے ۸۵ھ میں تقریباً ستتر سال کی عمر پاکر عالم فانی سے رحلت کی۔

وفات کے وقت ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب دفن کیا جائے؟ تو انھوں نے جواب دیا نہیں۔ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعض نئی باتیں کی ہیں۔ اس لئے مجھ کو میری بہنوں کے پاس دفن کرنا۔ چنانچہ وہ بقیع میں مدفون ہوئیں۔

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے وہی تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک شخص علقمہ بن علقمہ رضی اللہ عنہ ہیں جن سے مالک ابن انس رضی اللہ عنہ روایت کیا کرتے تھے۔ علقمہ رضی اللہ عنہ معلم تھے۔ وہ عربیت، نحو اور عروض پڑھایا کرتے۔ انہوں نے خلیفہ منصور عباسی کے ابتدائے عہد خلافت میں وفات پائی۔ اور "ابوالسائبہ" بھی ائمہ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے موالی میں تھے۔ ان سے بھی حدیثیں روایت کی گئی ہیں ان کا نام "عثمان رضی اللہ عنہ" تھا۔

یہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔
پہلے ان کا نکاح خنیس بن عبداللہ

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

بن خذافہ السہمی کے ساتھ ہوا تھا جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قاصد بنا کر شاہ فارس کے پاس بھیجے گئے تھے۔ خنیس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ ان کے بعد بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کیا۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن یعنی ایک ہی ماں باپ سے تھیں۔ ان کی ماں کا نام "زینب" بنت مطعون تھا۔ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے بعد خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ میں وفات پائی۔ فضائل حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

یہ بنی عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کے خاندان

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

سے تھیں۔ پہلے ان کی شادی عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب ہوئی۔ تھی۔ پھر عبیدہ کی وفات کے بعد ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کیا۔ ان کا لقب اُمّ الساکین تھا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گزشتہ کا حاشیہ، ۱۵ دوسری روایت یوں ہے۔ میں نے اپنی جگہ عمر بن خطاب کو دیدی لہذا اب مجھے میری بہنوں کے پاس دفن کرنا۔

علیہ وسلم کے سامنے ہی وفات پائی (فضائل حضرت زینبؓ)

حضرت زینب بنت جحش

یہ قبیلہٴ اسد سے تھیں اور بنی
غنم بن دودان بن اسد بن

حزیمہ کی نسل میں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں
یعنی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی۔ رسول پاک کی وفات کے بعد آپ کی ازواج
مطہرات میں سب سے پہلے انھیں کی وفات عہد خلافت حضرت عمر فاروقؓ
میں ہوئی اور انھیں کو سب سے پہلے تابوت میں اٹھایا گیا۔ یہ نہایت خوش مزاج
اور ملنسار بی بی تھیں۔

حضرت عمرؓ نے جنازہ کو دیکھ کر کہا: ”مجل نشین کی جیا بہت ہی خوب
ہے“ پہلے وہ زید بن حارثہ کو بیاہی ہوتی تھیں۔ یہ آیت کریمہ انھیں کے بارہ
میں نازل ہوتی تھی۔ واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت
علیہ اُمسک علیک زوجک۔ (فضائل حضرت زینب)

حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابوسفیانؓ

اُن کا نام ”رملہ“ تھا، وہ
ابی سفیان رضی اللہ عنہ بن حرب

کی بیٹی تھیں اور عبداللہ بن جحش الاسدی کو بیاہی تھیں جو عیسوی مذہب
اختیار کر کے سرزمین حبش میں فوت ہو گیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔ جس تحت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اٹھایا گیا تھا وہ بی بی اُمّ حبیبہؓ کے گھر میں تھا اور مدینہ میں اُن کے ایک

لے حضرت اُمّ حبیبہؓ کے بھائی زید بن ابوسفیان اور معاویہ بن ابوسفیان تھے۔ حضرت
معاویہؓ تاریخ اسلام کی نامور شخصیت ہیں۔ حضرت معاویہؓ کو یہ رشتہ پرانا ناز تھا کہ آپ
اپنے کو خالو المؤمنین مسلمانوں کا ماموں کہا کرتے تھے

مولیٰ کے پاس موجود ہے۔ یہ حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت تک زندہ رہیں

(فضائل حضرت اُمّ حبیبہؓ)

یہ ابی امیہ بن المغیرہ کی بیٹی اور

پہلے ابی سلمہ بن عبدالاسد

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

کو بیاہی تھیں۔ جن کے صلب سے ایک لڑکا عمر بن ابی سلمہ اور ایک لڑکی زینب بنت ابی سلمہ پیدا ہوئیں۔ عمر بن ابی سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ اور معرکہ جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کو بحرین کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ان کی اولاد مدینہ میں ہے۔ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہ ابی جہل کی چچا زاد بہن تھیں ان کا بھائی عبداللہ بن ابی امیہ تمام قریش میں سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا۔ پھر بعد میں وہ مشرف باسلام ہو کر "یوم الطائف" میں شریک ہوئے۔

اُمّ سلمہؓ نے ۵۹ھ میں حضرت عائشہؓ کی وفات کے ایک سال چند روز بعد دار فانی سے رحلت کی۔ جن بھری رضا کی ماں "خیرہ" اُنکی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ شیبہ بن نصاح بن سرحس بن یعقوبؓ ان کے غلام تھے جو اپنے وقت میں فن قرأت میں تمام اہل مدینہ کے امام تسلیم کئے گئے تھے۔

ابو میمونہ رضی اللہ عنہ بھی بی بی اُمّ سلمہ کے مولیٰ تھے جن کے پاس نافع بن ابی

(فضائل حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا)

تمیم نے قرأت کی تھی۔

یہ حارث کی بیٹی تھیں جو عبداللہ

بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کی

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

اولاد میں ہے۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقام "سرف" نکاح کیا تھا۔ "سرف" مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ان کی وفات بھی ۳۸ھ میں سرف ہی میں ہوئی اور وہیں دفن کی گئیں۔

قبل اس کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں ان کی شادی ابی سبرہ بن ابی رہم عامری کے ساتھ ہوئی تھی۔ بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کی ماں قبیلہ جرش کی لڑکی تھیں جن کا نام ہند بنت عمرو تھا۔ ان کے کئی لڑکیاں دو مختلف شوہروں کے اصلا بے پیدا ہوئیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

حارث بن جز بن بکیر بن ہرم بن رویہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ جو ان کے پہلے شوہر تھے۔ ان کے صلب سے حضرت میمونہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی، اور ام الفضل بابہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی بیوی ہیں۔ اور دوسرے شوہر عمیس کے صلب سے زینب بنت عمیس حشمیہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیوی، سلمیٰ بنت عمیس "شداد بن الہاد" کی بیوی اور اسماء بنت عمیس تین لڑکیاں ہوئیں۔

حضرت اسماء بنت عمیسؓ پہلے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو بیاہی گئی تھیں۔ ان کے وفات پانے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عقد کیا۔ اور اسماء کے لطن سے ان تینوں صاحبوں کی اولاد نکلی۔ ہند بنت عمرو کے بالے میں کہا جاتا تھا کہ روتے زمین پر سب سے زیادہ بزرگ عجز جرش تہ ہے جس کے داماد اعلیٰ درجہ کے لوگ تھے۔

بی بی میمونہ کے مولیٰ یسارؓ تھے۔ جن کے فرزند عطاء، سلیمان، مسلم اور عبد الملک سب علما فقہ ہیں۔ (فضائل حضرت میمونہ)

یہ جی بن اخطب النصیری کی بیٹی تھیں۔
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا | اور خیبر کے ایک یہودی کو جس کا نام

کنانہ تھا بیاہی گئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حکم اس کا
 خون حلال کر کے اسکی گردن اتر وادی اور مجاہدین نے اس کا گھر بار اور
 مال و متاع لوٹ لیا۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ
 سے عقد کر لیا۔ بی بی صفیہؓ نے ۳۶ھ میں وفات پائی۔ (فضائل حضرت صفیہؓ)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا | حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے باپ کا نام
 حارث تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ

وسلم نے بنی المصطلق پر چھاپہ مارا تھا۔ جو کہ مشہور خارتگر تھے اور ان کے
 چوپائے چشموں پر پانی پینے گئے تھے۔ اس چھاپہ میں منجملہ اور اموال غنیمت کے
 حضرت جویریہؓ بھی دستیاب ہوئیں جن سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 عقد کر لیا۔ حضرت رضی وفات ۵۶ھ میں ہوئی۔ (فضائل حضرت جویریہؓ)

حضرت حور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلقہ بیبیاں | ایک عورت
 سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے پیام شادی بھیج کر نکاح کیا پھر اسکو طلاق دے دی
 اور اس سے ہمبستری نہیں کی۔

ابوالیقطان کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ سے
 نکاح کیا تھا جو بنی القرطات کے گھرانے میں تھی۔ اور یہ گھرانہ ابی بکر بن کلاب
 کی نسل سے ہے۔ عمرہ کے باپ نے اس کے حالات بیان کرتے کرتے کہا کہ مزید
 بریں یہ امر ہے کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوتی یہ بات سن کر جناب سرور عالم صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "خدا کے نزدیک اس کو کچھ خوبی حاصل نہیں ہو

سکتی۔ اور یہ کہہ کر اُسے طلاق دے دی۔

ایک اور عورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور اس کے پاس جا کر اُسے طلاق دے دی۔ اُس سے ہمبستری نہیں فرمائی۔

ابو الیقطان کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نعمان بن شراحیل الجونی کی بیٹی امیمہ سے نکاح کیا تھا مگر جب آپ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اُس سے کہا کہ اپنا نفس میرے لئے ہمہ کر تو اُس نے جواب دیا: کیا ایک ملکہ کسی عام بازاری شخص کو اپنا نفس ہمہ کر سکتی ہے؟ یہ سن کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس کے جسم پر رکھنا چاہا تاکہ اُسے تسکین حاصل ہو لیکن اُس نے اس حالت کو دیکھ کر کہا: میں تم سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں۔ یہ استماع کرنا تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک روک لیا۔ اور کہا۔ تو نے بہت بڑی پناہ چاہی ہے اور وہ تجھ کو حاصل ہوتی۔ یہ فرما کر اس کا مہر دے دیا اور اُسے طلاق دے دی۔

کچھ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جس عورت نے رسول پاک سے اعوذ باللہ منک کہا تھا وہ "ملیکۃ اللیثیہ" تھی اور بعض دوسرے لوگ اس کو فاطمہ بنت ضحاک بتاتے ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی بی بی زینب کی وفات کے بعد عقد کیا تھا۔

ایک اور عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیام عقد بھیجا تھا جس نے نامنظوری ظاہر کی۔

ابو الیقضان بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مرہ بن عوف بن سعد بن ذبیان کی ایک عورت کے لئے اس کے باپ کے درخواست عقد کی اور اُس نے جواب میں کہا کہ اُسے "برص کا مرض ہے۔ حالانکہ وہ غلط

کہتا تھا مگر جب اپنے گھر واپس گیا تو بیٹی کے جسم میں سفید داغ موجود پایا۔
 یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس عورت کا بیٹا "شیب بن البرصاء بن الحارث
 بن عوف المری" تھا۔ حرث بن عوف، قاتل عبس اور دبیان کے مابین
 "صاحب اکمالہ" تھا۔

وہ عورت جس نے اپنا نفس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا جب
 بیان ابو الیقظان اس کا نام "خولہ بنت حکم سلمی" ہے۔ اور ابو الیقظان کے
 علاوہ اور لوگوں نے اس کا نام "اُمّ شریک الازدیہ" بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کئی بچے پیدا ہوتے۔ ایک صاحبزادے "قاسم
 جن کے نام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کنیت فرمایا کرتے تھے۔
 دوسرے صاحبزادگان، طاہرہ اور طیبہؓ، اور چار بیٹیاں، فاطمہؓ،
 زینبؓ، رقیہؓ اور اُمّ کلثومؓ، ان اولادوں کے علاوہ "ماریہ قبطیہ" کے
 بطن سے ایک صاحبزادے "ابراہیم" پیدا ہوتے تھے۔ حضرت "قاسمؓ" اور
 حضرت طیبہؓ دونوں بہت کم عمری ہی میں بمقام مکہ فوت ہو گئے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت قاسمؓ
 کے بعد عالم فانی سے رحلت کی۔ بی بی زینبؓ پہلے حضرت ابو العاص رضی بن الریح
 بن عبد العزیٰ بن عبد شمس کو بیاہی گئی تھیں۔ (فضائل سیدہ زینبؓ)

حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ

آپ کا نام قاسمؓ اور ایک
 قول کے موافق مقسم تھا۔

اور ان کی ماں "ہالہ" بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیز بن ابی خدیجہؓ کی بہن تھیں اس طرح پر ابو العاصؓ بن الربیع زینبؓ کے خالہ زاد بھائی بھی تھے اور ان کے شوہر بھی۔ ان دونوں کا عقد اس وقت ہوا تھا جب کہ وہ مشرک تھے۔ قریش والوں نے ان سے بہت کہا کہ تم زینبؓ کو طلاق دے دو ہم تمہارا نکاح سعید بن ابوالعاصؓ کی بیٹی سے کر دیں گے مگر انھوں نے انکار کیا اور حضرت زینبؓ کو طلاق نہیں دی۔

ابو العاصؓ بدر کے دن گرفتار ہو گئے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر احسان کر کے انھیں رہا کر دیا اور فدیہ بھی نہیں لیا۔ زینبؓ پہلے طائف کو چلی گئیں اور پھر اس کے بعد مدینہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئیں۔ ان کے وارث مدینہ ہو جانے کے بعد ابو العاصؓ بھی وہیں آ کر مشرف باسلام ہو گئے۔ اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ زینبؓ نے ہجرت نبویؐ کے سات سال دو ماہ بعد مدینہ میں وفات پائی۔ اور ان کے بعد ابو العاصؓ نے سعید بن العاصؓ کی بیٹی سے عقد کیا۔ انھوں نے وہیں مدینہ میں وفات پائی۔ اور زبیر بن العوامؓ کو اپنا وصی بنایا۔

حضرت ابو العاصؓ کی بی بی زینبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بطن سے ایک لڑکی "امامہؓ" نامی تھی جن سے مغیرہ بن نوفلؓ نے عقد کیا۔ اور ان کے بطن سے مغیرہ کے ایک لڑکا یحییٰ نامی پیدا ہوا مگر اس نے کوئی اولاد یادگار نہیں چھوڑی۔ (فضائل امامہ بنت زینبؓ)

بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوا تھا۔

مگر اس کے باپ نے اسے حکم دیا کہ "رقیہ" کو طلاق دیدے۔ چنانچہ اس نے قبل

اس کے کہ ہم بستری کی نوبت آتے بی بی رقیہؓ کو طلاق دیدی اور اس کے بعد اُن سے عثمان بن عفان نے مدینہ میں عقد کر لیا۔

(فضائل سیدہ رقیہؓ)

بی بی رقیہؓ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سال دس ماہ پیش یوم بعد مدینہ ہی میں راہی عالم بقا ہوئیں۔ اُن کے بطن سے عثمانؓ کے ایک لڑکا "عبداللہ" نامی پیدا ہوا تھا۔ لیکن وہ بھی چھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ ایک سرخ نے اس کی آنکھ میں منقار مار دی تھی جس کے صدمہ میں بیمار ہو کر رحلت کی۔

سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا | بی بی اُمّ کلثومؓ کا نکاح بھی ابوہب کے دوسرے

بیٹے "عتیبہ" کے ساتھ ہوا تھا اور اس نے بھی اُن کو مباشرت سے قبل طلاق دے دی۔ پھر ان بیوی سے بھی عثمان رضی اللہ عنہ نے بی بی رقیہؓ کے بعد عقد کیا۔ اُمّ کلثومؓ نے ہجری نبوی کے آٹھ سال ایک ماہ دس یوم بعد اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ (فضائل اُمّ کلثومؓ)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا | بی بی فاطمہؓ کا نکاح ہجرت کے ایک سال بعد مدینہ میں علی بن ابی

طالب کے ساتھ ہوا۔ پھر نکاح کے ایک سال بعد زفاف کی نوبت آئی۔ بی بی فاطمہؓ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف ایک سو نو دن تک زندہ رہیں۔ اس کے بعد وہ رحلت گراتے عالم بقا ہوئیں۔ اُن کے لئے صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے سیدہ رقیہؓ سے مکہ میں عقد کیا تھا اور ان کو ساتھ لے کر مکہ سے حبش کی ہجرت کی تھی۔

بطن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کئی لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

تین صاحبزادے حسنؓ حسینؓ اور محمدؓ اور دو بیٹیاں اُمّ کلثومؓ کبریٰؓ اور زینبؓ کبریٰؓ۔ ان سب کا ذکر ہم اس مقام پر کریں گے جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا مفصل بیان کیا جاتے گا۔ (فضائل سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا)

حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم | حضرت ابراہیم بن ماریہ قبطیہؓ مدینہ منورہ

میں ۸۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور صرف ایک سال دس مہینے آٹھ دن زندہ رہ کر دارفانی سے رحلت کر گئے۔ ان کی ماں "ماریہ" مقوقس حاکم مصر کی جانب سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور ہدیہ کے آتی تھیں۔
(فضائل حضرت ماریہ قبطیہؓ)

مجھ سے محمد بن زیاد الزیادی نے کہا کہ ان سے سفیان بن عیینہ نے بذریعہ بشر بن مہاجر الغنوی کے اور بشیر بن مہاجر نے بواسطہ عبد اللہ بن بریدہ بن الخصیب کے جو اپنے باپ بریدہ کی سند پر بیان کرتے تھے، روایت کی ہے کہ حاکم قبط نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دو لونڈیاں جو حقیقی بہنیں تھیں اور ایک خچر تحفہ میں ارسال کیا تھا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس خچر پر سوار ہوا کرتے تھے اور دو لونڈیوں میں سے ایک اپنے پاس رکھی جس کے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ متولد ہوتے اور دوسری لونڈی حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو ہمہ کردی، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت حسان کو جو لونڈی دی گئی تھی اس کا نام "شیرین" تھا اور عبدالرحمن بن حسان اسی کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ماریہؓ، حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُم ولد تھیں اور انھوں نے وصال نبویؐ کے پانچ سال بعد وفات پائی۔

غلامانِ رسول ﷺ

زید بن حارثہ اور ان کی بیوی اُم ایمنؓ | ان کی بابت مجھ سے زید بن اخزم طائی نے بواسطہ عبد اللہ بن داؤد بیان کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اُم ایمنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تزکہ پدری سے میراث میں ملی تھیں اُن کا اصلی نام ”برکہ“ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو آزاد کر کے مکہ میں ”عبید خزرجی“ سے بیاہ دیا۔ جسکی صلب سے ایمن پیدا ہوئے۔ اس کے بعد بی بی خدیجہؓ نے زید بن حارثہؓ کو خرید لیا۔ جن کو حکیم بن خزامؓ نے ان کے واسطے بازار عکاظ سے چار سو درہمیں پر خریدا تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ کو بی بی خدیجہؓ سے مانگ لیا۔ اور انھوں نے ہبہ کر دیا۔ یہ امر بعد نکاح کے ہوا تھا۔

جب بی بی خدیجہؓ نے زیدؓ کو رسول پاکؐ پر ہبہ کر دیا۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو آزاد کر کے اُن کی شادی ام ایمنؓ سے کی جن کے بطن سے اسامہؓ بن زید پیدا ہوئے۔ اس طسرح پر اسامہؓ اور ام ایمنؓ دونوں ماں جاتے بھاتی ہیں۔

ایمنؓ کے ایک بیٹا جبیر نامی تھا۔ بعض اصحاب اخبار کا قول ہے کہ وہ زیدؓ

بن حارثہ بن شراحیل قبیلہ کلب سے تھے۔ اتفاقاتِ زمانہ سے غلامی میں گرفتار ہو گئے۔ یہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنا متبئی بنالیا۔ اس وقت وہ زید بن محمد کے نام سے مشہور ہو گئے۔ پھر جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی کہ ادعوہم لا بئانکم تو وہ زید بن حارثہؓ کا پکائے جانے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جنگِ موتہ کے دن لشکرِ اسلام کا سردار بنایا تھا۔ جس میں وہ شہید ہوتے۔ جنگِ موتہؓ میں ہوتی تھی۔

اُمّ ایمنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ان کی بیوی تھیں۔ جس وقت زید بن حارثہؓ شہید ہوئے اس وقت ان کی عمر بچپن سال کی تھی۔ وہ پست قامت، گندم رنگ، گہرا گندمی، تھے ان کی ناک کسی قدر پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اپنی کنیت ”ابو اسامہؓ“ کرتے تھے۔ اُسامہ بن زید حارثہؓ کے دو بیٹے تھے۔ محمد بن اُسامہؓ اور حسن بن اُسامہؓ۔ ان دونوں سے حدیثِ روایت کی گئی ہے۔ اور ابو غزیہ محمد بن موسیٰ جو قبیلہ بنی مازن بن النجار کا شخص تھا۔ اُسامہؓ نے اُس کی ماؤں کی جانب سے بیٹا بنایا تھا۔

(فضائلِ حضرت زیدؓ)

ابو رافعؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ کا نام باتفاق

حضرت ابو رافع رضی عنہ

راتے تمام راولیوں کے ”اسلم“ تھا۔ اُن کے قصہ میں لوگوں نے اختلاف بیان کیا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے پاس تھے

اور انھوں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تھا۔ پھر جس وقت حضرت عباسؓ اسلام سے مشرف ہوئے تو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشرودہ سنایا اور حضور انورؐ نے اُن کو اس کے صلہ میں آزاد فرما کر اپنی لونڈی "سلمیٰ" سے ان کا عقد کر دیا۔ جن کے بطن سے ابو عبد اللہ بن ابی رافع پیدا ہوئے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تمام زمانہ خلافت میں اُن کے میرنشی رہے۔

اور چند دوسرے لوگ بیان کرتے ہیں کہ نہیں۔ ابو رافع سعید بن العاص اموی رضی اللہ عنہ کے مملوک تھے مگر اس طرح پر کہ کلیئہ مملوک نہ تھے بلکہ ان کا ایک حصہ کئی حصوں میں سے سعیدؓ کی ملک تھا۔ سعیدؓ نے ان کو بقدر اپنے حصہ کے آزاد کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے مالک سے ان کے بقیہ حصہ کو خرید فرما کر آزادی دے دی اور اس طرح وہ کامل آزادی سے بہرہ ور ہوئے۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے تھے۔ ایک تو عبد اللہ جو علی رضی اللہ عنہ کے میرنشی تھے اور اُن سے حدیث کی روایت بھی کی گئی ہے اور دوسرے صاحبزادے عبد اللہ نامی تھے جو شریف بھی تھے۔ جس وقت سعید بن العاصؓ حاکم مدینہ ہوئے تو انھوں نے عبد اللہ کو بلوا کر اُن سے دریافت کیا، تم کس کے مولیٰ ہو؟ عبد اللہ نے جواب دیا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولیٰ ہوں" سعیدؓ نے اس بات پر ناخوش ہو کر ان کے سو کوڑے لگائے۔ پھر سعیدؓ نے سبائی نے ان کی شفاعت کی۔ اس وقت انھیں چھوڑا۔

سعید فتح مکہ کے وقت کل سات سال کے تھے۔ اتنی کم عمری میں علام کیسے خرید لیا؟ ان کا شمار صحابہ میں ہے۔

چند دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ سبیر بن العاصؓ ہی کے غلام تھے۔ جو اُن کے ترکہ میں ان کے بیٹوں کو ملے۔ ان لڑکوں میں سے چند نے ان کو بقدر اپنے حصّہ کے زمانہ اسلام میں آزاد کر دیا۔ اور بعض نے اپنے حصّہ بھر روک رکھا۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے امداد کے طالب ہوئے۔ تاکہ جن لوگوں نے اُن کو آزادی نہیں دی ہے اُن سے آزادی دلوا دیں۔

حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے اس بارہ میں گفتگو فرمائی اور ان لوگوں نے اپنا حصّہ حضرت روحی فداہ کو ہبہ کر دیا۔ اُس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کو بالکل آزاد کر دیا۔

یہ بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ یہ سیاہ فام اور اعراب کے مُؤَلَّد لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے نام میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ کچھ لوگ ”مہران“ بیان کرتے ہیں اور کنیت ابو عبد الرحمن بتاتے ہیں۔ اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ ان کا نام ”ریا“ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام ”سفینہ“ رکھا۔ اسکی وجہ یہ ہوتی کہ ایک سفر میں وہ موجود تھے اور ساتھیوں میں سے جو شخص خستہ یا در ماندہ ہوتا اپنا سامان اور ڈھال تلوار ان پر لاد دیتا۔ یہاں تک کہ اُن کے پاس بہت سا بوجھ ہو گیا۔

اسی اثنا میں رسول پاک ان کی طرف ہو کر گزرے اور آپ نے فرمایا۔
”تم سفینہ ہو“

ان کے قصہ میں بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اور چند دوسرے اشخاص کا بیان ہے کہ ان کو بی بی اُمّ سلمہؓ نے خرید کر آزاد کیا تھا۔ اور شرط یہ تھی کہ وہ حیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری میں رہیں۔

ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

یہ عرب کے سرداروں کی نسل

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ

سے ہیں۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ جمہیر کی نسل سے تھے۔ لیکن اتفاقات زمانہ کے باعث قید غلامی میں اسیر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو خرید کر آزاد کر دیا۔ وہ تا وصال نبویؐ برابر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہگراتے عالم بقا ہونے کے بعد ملک شام کو چلے گئے۔ جہاں شہر حمص میں قیام اختیار کیا۔ حمص میں ان کا ایک دارالصدقہ ہے۔ انھوں نے ۳۷ھ عہد خلافت معاویہؓ میں وفات پائی۔

اصل میں "نوبہ" کے

رہنے والے تھے۔ رسول

حضرت بشار رضی اللہ عنہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نبی عبد بن ثعلبہ سے جنگ کرنے کے وقت مال غنیمت میں پایا۔ اور آزاد کر دیا تھا۔ عربی لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر غارت لاتے تھے انھوں نے بشارؓ کو شہید کر ڈالا۔ ان کے ہاتھ پیر کاٹ کر اُن کی آنکھوں اور زبان میں کانٹے چھو چھو کر بڑی تکلیفوں کے ساتھ مارا تھا۔ اس کے بعد ان کو اونٹ پر لا کر چھوڑ دیا اور اس کو مدینہ کی طرف ہنکایا جس نے ان کی لاش وہاں پہنچائی۔

حضرت شقران رضی اللہ عنہ

ان کا نام شہاب تھا
مشہور ہے کہ ان کے

باپ انھیں عدی کہا کرتے تھے۔ ان کے قصہ میں اختلاف کیا گیا ہے۔
بعضوں کا بیان ہے کہ وہ پہلے عبدالرحمن بن عوف کے مملوک تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خرید کر انھیں آزادی عطا
کی تھی۔

مجھ سے زید بن اخزم نے کہا ہے کہ انھوں نے عبداللہ بن داؤد
سے سنا تھا کہ "شقران" رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو میراث
پر میں ملے تھے۔

حضرت ابوکبشہ رضی اللہ عنہ

ان کا نام سلیم رضی اللہ عنہ اور
"دوس" کے مولدین

میں تھے۔ ایک قول کے اعتبار سے یہ مکہ کے مولد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کو خرید فرما کر آزاد کیا تھا۔ انھوں نے حضرت عمرو بن
الخطابؓ کے خلیفہ بناتے جانے کے پہلے ہی دن میں وفات پائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

یہ رسول علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو خدا کی

طرف سے فی میں ملے تھے۔ اور خاص عربی نسل سے تھے۔ حضور انور صلی
اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد فرما کر ان کے واسطے ایک وصیت نامہ تحریر
فرمادیا تھا جو ان کی اولاد کے ہاتھوں میں رہا۔ اس میں حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہلبیت کے لئے وصیت کی تھی۔ ان کے بیٹوں
میں سے حسین بن عبداللہ بن ہریرہ وہ وصیت نامہ لے کر خلیفہ مہدی

عباسی کے پاس گئے تھے۔ مہدی نے وہ تحریر ادبے آنکھوں سے لگا کر ان کو تین سو دینار عطا کئے۔

یہ رفاعہ بن زید الجزامی کے غلام تھے۔ اس نے انھیں

حضرت مدغم رضی اللہ عنہ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر مہبہ کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے بارہ میں فرمایا تھا کہ "اس نے جنگ حنین کے دن جو مشملہ مال غنیمت میں سے خیانت کر کے لیا تھا اسکی سزا میں وہ دوزخ میں جلایا جائے گا۔"

یہ مزنیہ کے مولدوں میں سے تھے رسول اللہ

حضرت ابو موہبہ رضی اللہ عنہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں کو بقیع کی طرف لے گئے تھے اور فرمایا تھا کہ میں ان لوگوں کے لئے طلب مغفرت پر مامور ہوا ہوں۔

یہ سراقہ کے مولدوں میں سے تھے رسول اللہ

حضرت البنیہ رضی اللہ عنہ

علیہ وسلم نے ان کو خرید فرما کر آزاد کیا۔

یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

حضرت فضلہ رضی اللہ عنہ

مولی تھے۔ اور انھوں نے ملک شام میں سکونت اختیار کی تھی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے جانور

جنگ احد کے دن جنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس گھوڑے پر سوار تھے اس کا نام السکب تھا۔ اور ابی بردہ بن تیاریک کے گھوڑے کا نام "ملادح" تھا۔ جزمیہ بن ثابت کی گواہی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے جو گھوڑا خرید فرمایا اس کو "مرتجز" کہتے تھے۔ آپ کے مابقی گھوڑوں کے نام "لزائر"، "اللیف" اور "الورد" تھے۔ مقوقس حاکم مصر نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو خچر ہدیہ ارسال کیا تھا، اس کا نام "دلّیل" تھا۔ اور وہ حضرت معاویہ کے عہد تک موجود رہا۔ ایک گدھا "یعفور" نامی بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ تین اونٹنیاں، جن کے نام "قصواء"، "جدعاء" اور "غضباء" تھے۔ آپ کی سواری کے لئے مخصوص تھیں اور آپ کے اونٹوں کا وہ گلہ جس پر عیینہ بن حصن نے چراگاہ میں چھاپہ مارا تھا اس کے لہذر شمار میں ہیں اونٹ تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی | رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم عام الفیل میں تولد ہوئے تھے۔ عام الفیل اور عام الفجار کے مابین بیس سال کا فرق تھا۔ آپ کی والدہ نے آپ کو قبیلہ بنی سعد بن بکر کی ایک دایہ کے سپرد کیا۔ اور آپ ان کے پاس پانچ سال تک رہے اس کے بعد وہ آپ کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئیں جہاں ان کے ماموں رہا کرتے تھے۔ منزل "ابواء" میں پہنچ کر مادرِ مہربان نے بھی دنیا سے رحلت کی۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھ سال کی عمر میں سایہ شفقتِ مادری سے بھی محروم ہو گئے۔ اُمّ ایمن آپ کی دانی جو اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھیں آپ کو وہاں

سے مکہ میں واپس لے آئیں۔

جب آپ کی عمر ۸ سال دو ماہ کی ہوتی تو آپ کے دادا، عبدالمطلب جو سرپرست اور کفیل پرورش تھے انھوں نے بھی دارفانی سے رحلت کی۔ اور آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ کاروان تجارت میں شریک ہو کر بارہ برس کی عمر میں ملک شام کو گئے تھے جب سن شریف بنیں سال کا تھا اس وقت جنگ فجار میں شرکت فرمائی۔

پچیس سال کی عمر ہوتی تو بی بی خدیجہ بنت خویلد کا مال تجارت

حضرت خدیجہ سے عقد

لے کر دوبارہ ملک شام کا سفر کیا۔ جہاں سے واپس آنے کے دو ماہ اور کچھ دنوں بعد بی بی خدیجہ سے نکاح کیا۔

جب آپ کی عمر پینیس سال کی تھی تو کعبہ کی تعمیر از سر نو ہوئی اور قریش آپ کے فیصلہ پر راضی ہو کر حجر اسود کے نصب کرنے میں کشت و خون سے بچ گئے۔

عمر شریف کے چالیس سال کامل ہونے پر آپ مبعوث برسالت ہوئے اور وحی الہی

وحی الہی کا نزول

مازل ہوئی۔ یعنی تعمیر خانہ کعبہ کے پانچ سال بعد سے آپ کی رسالت کی ابتداء ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث برسالت ہونے کے بیس دن بعد اہل قریش نے یہ خواب دیکھا کہ ان پر آسمان کے تارے ٹوٹ رہے ہیں اسی سال آٹھ ماہ کچھ دن کی عمر مبارک ہوئی تو آپ کے پرورش کرنے والے اور مہربان چچا ابوطالب نے رحلت کی جن کی وفات کے تین دن

بعد بی بی خدیجہ نے داعی اجل کو لبیک کہی۔ ان دو بڑے طاہری مددگاروں کے دنیا سے گزر جانے کے تین ماہ بعد آپ مشرکین کی سختیوں سے تنگ آکر زید بن حارثہؓ کو ہمراہ لے کر طائف کو چلے گئے۔ اور وہاں ایک مہینہ آپ مقیم رہے۔ پھر وہاں سے مطعم بن عدی کی پناہ میں مکہ کو دوبارہ واپس آ گئے۔

واقعہ معراج | اس واقعہ کے ایک سال چھ ماہ بعد آپ کو معراج ہوئی اور شب کے وقت آپ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے گئے۔

ہجرت و جہاد کا حکم | اس کے بعد آپ کو خدا کی جانب سے ہجرت کا حکم ہوا اور آپ جہاد فرض کیا گیا۔ آپ نے اپنے اصحاب کو بھی ہجرت کا حکم دیا جو وقتاً فوقتاً مکہ سے نکل کر روانہ ہوتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابو بکرؓ اور ان کے غلام عامر بن فہیرؓ اور عبداللہ بن ارقم دہلی کے (ایک روایت میں اریقظہ) مکہ سے نکلے۔ آپ کے پاس بہت سے لوگوں کی امانتیں رکھی تھیں ان کے ادا کرنے کے لئے آپ حضرت علیؓ کو اپنا جانشین بنا گئے تھے۔ جن کو پہنچ کر وہ بھی آپ سے جا ملے۔

جب وقت آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی ہے آپ کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ حسب بیان ابوالیقضانؓ حضرت حسان بن ثابتؓ انصاریؓ نے اسی بارہ میں کہا ہے۔

یذکر لو یلقے حبیباً مواتیا
فلم یر من یودی ولم یر داعیا
فأصبح مسروراً بطبعتہ راضیا

ثوی فی قریش بضع عشرہ حجۃ
ولیعرض فی اہل الموائسم نفسہ
فلما اتانا واطمانت بہ النوی

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ پہلا شعر ”صر منتر“ بن انس الانصاری

کا ہے۔

مدینہ میں تشریف آوری | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ
کے دن ربیع الاول کی دسویں تاریخ

کو مدینہ میں داخل ہوئے اسی لئے تاریخ کا شمار ربیع الاول سے ہوا
کرتا تھا جو بعد میں محرم سے قرار پایا۔ کیونکہ یہ سال کا پہلا مہینہ ہے۔

پہلے آپ مقام ”قبا“ میں کلثوم بن الہذلم کے یہاں مقیم ہوئے
جو بنی عمرو بن عوف الاوسی کے خاندان سے تھے۔ کلثوم کا انتقال ہو گیا تو
آپ سعد بن خثیمہ الاوسی کے پاس جا رہے۔ غرض کہ آپ نے ایک مہینہ چار
دن تک قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ اقامت گزینوں یعنی بستی میں رہنے والوں
کی نماز پوری پوری تکمیل کو پہنچی۔ تکمیل نماز کے بعد پانچ ماہ گزرنے پر آپ
نے مہاجرین و انصار کے مابین برادری یعنی بھائی چارہ کا رشتہ مستحکم کیا۔ چھ
ماہ گزرنے پر ”غزوہ دوان“ میں پیش قدمی کی۔ اس کے ایک ماہ تین دن بعد
قریش کے قافلہ تجارت کے مقابلہ میں تشریف لے گئے۔ بعدہ ”کرز“ کی
طلب میں فوج کشی کی اور بیس دن کے بعد ”بدر“ تک پہنچے۔ لیکن نوبت
جنگ نہیں آئی اور ”قبلہ“ کا رخ کعبہ کی طرف قرار پایا۔ اس کے بعد ”بدر کبریٰ“
کی جنگ ہوئی۔

جنگ بدر | ابوالیقظان بیان کرتے ہیں کہ ”بدر“ قبیلہ غفار کا جو ابوذر
کے خاندان کا مورث اعلیٰ ہے۔ ایک شخص تھا اور وہ کنواں

ان مشہور روایت کے مطابق آپ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں مقیم ہوئے
یہی وجہ ہے کہ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کو میزبان رسول کہا جاتا ہے۔

اسی کی جانب منسوب ہے۔ اس کا شخص کا تعلق جس بطن سے تھا اس کو "بنو النار" کہا کرتے تھے۔ مگر شعبی کہتے ہیں کہ "بدر" ایک کنواں ہے جس کے مالک کا یہی نام تھا اور شعبی نے اس کا نسب نہیں بیان کیا ہے۔ اس جنگ میں مشرکین مکہ کی تعداد نو سو پچاس آدمی تھی اور مسلمانوں کا شمار تین سو دس سے چند کس زیادہ تھا۔ ایک ایک اونٹ پر انصار رض کے کئی کئی شخص باری باری چڑھتے اترتے سفر کرتے تھے۔ انصار کی تعداد دو سو ستر اشخاص تھی۔ باقی متفرق طور پر ہر قبیلے کے لوگ تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چادر اسلام کا پرچم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم اس جنگ میں سفید تھا۔ اور آپ کی فوج کا نشان سیاہ رنگ کا تھا۔ جس کا پھریرا اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک چادر سے بنایا گیا تھا۔ یہ نشان فوج حضرت علیؑ کے ہاتھ میں تھا۔ اور لوائے مبارک مصعب بن عمیرؓ اٹھاتے ہوتے تھے۔ مشرکین قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں تھا جس میں سے کچھ لوگ اس جنگ میں شریک نہ ہوتے ہوں۔ صرف بنی عدی بن کعب اس سے مستثنیٰ تھے۔ ان کے گھرانے کا کوئی شخص نہ تھا۔ بنی زہرہ میں سے کچھ لوگ شریک جنگ ہونے چلے گئے لیکن اخنس بن شریق الثقفی جو اُن کا حلیف تھا اس نے انھیں واپس ہونے کے لئے سمجھایا اور مانع شرکت ہوا۔ اس لئے وہ بھی پلٹ گئے۔ اور اُن میں سے ایک شخص بھی "بدر" میں نہیں آیا۔ اس کا نام اخنس اس لئے رکھا گیا کہ اس نے بدر کے دن بنی زہرہ کو شرکت جنگ سے روک کر فوج مشرکین سے علیحدہ کر دیا تھا۔ اگرچہ وہ قبیلہ ثقیف کا آدمی ہے۔ لیکن اس کا شمار

بنی زہرہ میں کیا جاتا ہے۔ یہ اسلام نہیں لایا تھا۔ ابوالیقظان کا بیان ہے کہ عثمان البنی جو بصرہ میں فقیہ تھے۔ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے تھے۔

وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو بدر میں شریک نہ ہو سکے | حضرت عثمان

بن عفان بن جعفہ نمرانی اپنی بی بی رقیہ کے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں شریک جنگ نہ ہو سکے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں ان کا حصہ سب کے برابر لگایا۔

حضرت عثمانؓ نے یہ حالت مشاہدہ کرتے ہوئے کہا: ”اور میرا ثواب یا رسول اللہ؟“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور تیسرا ثواب بھی برابر ہے۔

حضرت طلحہ بن عبد اللہؓ ملک شام کو گئے تھے جو شریک نہیں ہو سکے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میدان جنگ سے واپس آنے کے بعد مدینہ منورہ میں واپس پہنچے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بارہ میں گفتگو کی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ بھی مال غنیمت میں سے دیا۔ اور انھوں نے بھی کہا: ”مگر یا رسول اللہ! میرا ثواب شرکت جہاد بھی ملے گا یا نہیں؟“ آپ نے ارشاد فرمایا: ”وہ بھی ملیگا“ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بھی ملک شام میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ واپسی کے بعد وہاں پہنچے۔ ان کو بھی مال غنیمت کا حصہ ملا۔ اور ثواب کے بارہ میں وہی گفتگو ہوتی جو اوروں سے ہوتی تھی۔ ابولبابہ اور حارث بن حاطب دو انصاری صحابی شرکت جنگ کے لئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوتے تھے مگر آپ نے اُن کو واپسی مدینہ کا حکم دیا۔ ابو لبابہؓ کو مدینہ کا حاکم بنایا اور ان دونوں صاحبوں کے واسطے مالِ غنیمت کا وہی حصہ نکالا جو اصحاب بدر کے لئے نکالا گیا تھا۔

جنگِ بدر میں کفارِ قریش کو کھلانے والے

حضرت عباس
بن عبدالمطلب

دو بعد میں مسلمان ہو گئے، عتبہ بن ربیعہ، حارث بن عامر بن نوفل، طہیہ بن عدی البخاری بن ہشام اور حکیم بن ہشام کی مائیں، نضر بن حارث بن کلدہ، ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، منبہ اور منبہ حجاج کے دونوں بیٹے اور سہیل بن عمرو۔ میدانِ بدر میں یہ لوگ کفارِ قریش کے کھانے کا انتظام کرتے تھے۔

جنگِ بدر میں کتنے کافر قتل و اسیر ہوئے

واقعہ بدر میں
پچاس آدمی

مقتول اور چالیس شخص اسیر ہوئے۔ اسیرانِ جنگ میں حسب ذیل اشخاص تھے۔ عباس بن عبدالمطلب ہاشمی جن کو ابو الیسر کعب بن عمرو نے گرفتار کیا تھا اور عقیل بن ابی طالب ہاشمی، مگر یہ دونوں شخص مجبوراً شریکِ جنگ ہوتے تھے۔ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی، عقبہ بن ابی معیط اموی اور نضر بن الحارث بن کلدہ بھی اسیروں کی جماعت میں تھے۔ مگر ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ صفراء میں قتل کر دیا تھا۔

حضرت عباسؓ کا ایمان

ابن مبارک نے شعبہ سے انھوں
نے ابی بشر سے اور ابی بشر نے

سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر

کے واقعہ میں تین قیدیوں کو مجبوس رکھ کر قتل کر دیا تھا۔ عقبہ بن ابی معیط، طعمیہ بن عدی، اور نصر بن حارث بن کلہ، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباسؓ سے فرمایا کہ اپنے اور بھتیجوں کی طرف سے فدیہ دو۔ یعنی عقیلؓ اور نوفلؓ کی طرف سے اور اپنے حلیف کی طرف سے بھی کیوں کہ تم مالدار ہو۔

عباسؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو مسلمان تھا مگر ان لوگوں نے مجھ کو زبردستی پکڑ لیا۔ اور لا کر شریک جنگ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہارے اسلام سے بخوبی واقف ہوں۔ اگر تمہارا کہنا صحیح ہے تو خدا تعالیٰ پاک تمہیں اس کا نیک بدلہ دے گا۔ مگر ظاہری برتاؤ آپ کا تو ہمارے خلاف مقابلہ میں آنا تھا۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ میرے پاس ماں بالکل نہیں فدیہ کہاں سے دوں، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ مال کہاں ہے جو آپ نے چلتے وقت اپنی بیوی اُمّ الفضلؓ کے پاس مکہ میں رکھا تھا۔ اور اس وقت تم دونوں کے پاس اور کوئی نہیں تھا کہ اگر اس سفر میں مجھ پر کوئی آفت آتے تو اس مال سے میرے بیٹے فضل کا حصہ اس قدر ہے اور عبد اللہ کا اس قدر۔

عباسؓ نے یہ سن کر کہا۔ "اس خدا کی قسم جس نے تم کو سچائی کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس بات سے بجز اُمّ الفضل کے اور کوئی دوسرا شخص ہرگز واقف نہیں تھا۔ میں بلاشبہ آپ کو رسول اللہ سمجھتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اپنی طرف سے سواوقیہ اور دوسروں کی طرف سے فی کس چالیس اوقیہ فدیہ ادا کیا۔

ابن اسحق نے یوں ہی بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت عباسؓ

نے کہا: تم نے مجھ کو اپنے فدیہ ادا کرنے کے لئے اور لوگوں سے روپیہ مانگنے پر مجبور کر دیا۔ پھر عباسی مشرف باسلام ہو گئے۔ اور انھوں نے عقیلؓ کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔ اسیران بدر میں سے صرف یہی دو شخص اسلام لاتے۔ باقی کوئی شخص مسلمان نہیں ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کس کس کو قتل کیا؟ | جنگ میں حضرت علی

ابن ابی طالبؓ نے حسب ذیل اشخاص کو قتل کیا تھا۔

عاص بن سعید بن العاص، ولید بن عتبہ بن ربیعہ، عامر بن عبد اللہ بن قریش کا حلیف اور بنی انمار بن یعیس کی نسل سے تھا۔ نوفل بن خویلد عوام بن خویلد کا بھائی اور اس بات میں اختلاف ہے کہ طعیمہ بن عدی کو بھی علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسکو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا اور کچھ لوگوں کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسیر رکھ کر قتل فرمایا۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا۔

حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ نے شیبہ ابن ربیعہ، اور اسود بن عبد الاسد بن ہلال المخزومی کو قتل کیا تھا۔

حضرت عبیدہ بن الحارث بن المطلبؓ یہ عبد مناف کے بیٹے ہیں نہ کہ ہاشم کے، نے عتبہ بن ربیعہ کو اور حضرت زبیرؓ بن العوام نے عبیدہ بن لہ لیکن مشہور روایت کے مطابق حضرت عباسؓ فتح مکہ سے دو روز قبل مسلمان ہوئے۔

ابو جہل کا قاتل کون؟ | حضرت عمرو بن الحموح انصاریؓ نے

ابو جہل ابن ہشام کو اس طرح مارا تھا کہ اس کے پیر پر تلوار مار کر اُسے کاٹ ڈالا۔ پھر حضرت عبداللہؓ نے جھپٹ کر اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت عمار بن یاسرؓ نے علی بن امیہ بن خلف کو قتل کیا تھا۔ دوسرے مشرکین جو میدان "بدر" میں قتل ہوئے مگر ان کے قاتلوں کا نام نہیں معلوم ہوا۔ وہ سب انصار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں سے مارے گئے تھے۔

کتنے مسلمان شہید ہوئے | "بدر" کی جنگ میں چودہ مسلمان شہید ہوئے جن میں حضرت

عبیدہ بن الحارث بن المطلبؓ، عتبہ کے قاتل حضرت مہجعؓ، حضرت عمرؓ کے مولیٰ حضرت ذوالنعالینؓ، عمیر ابن ابی وقاصؓ، سعدؓ کے بھائی حضرت غافل بن البکیرؓ جن کو غافل اور عاقل دونوں کہتے تھے۔ اور حضرت صفوانؓ بنے البیضاء وغیرہ تھے۔ یہ لوگ مہاجرین ہیں اور ان کے علاوہ جو لوگ شہید ہوئے وہ سب انصار میں سے تھے۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی رحلت | جنگ بدر ماہ رمضان

۱۱ھ میں ۱۰ تاریخ کو ہوئی تھی۔ اس سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں واپس تشریف لائے۔ آپ کی صاحبزادی بی بی رقیہؓ کا انتقال ہوا۔ جن کی وفات کے سترہ دن بعد حضرت علیؓ نے بی بی فاطمہؓ سے زفاف کیا۔

حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی

اُمّ کلثومؓ کے ساتھ عقد کیا۔ اور بی بی فاطمہؓ کے زفاف سے ساڑھے پانچ ماہ بعد ان سے زفاف کیا۔ اس کے بعد دو ماہ گزرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی حفصہؓ سے عقد کیا۔ اور ان کے عقد سے بیس دن بعد زینب بنت جزمیسہ نکاح فرمایا۔ جن کے بیاہ کے آنے کے پانچویں دن حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ تولد ہوتے۔ یہ بعض روایتوں میں مذکور ہے۔ اور اگر یہ بات صحیح ہے تو وفات بنوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت حضرت حسنؓ کی عمر سات سال تھی۔ ابن اسحاقؒ کی روایت میں اس حساب سے کہ میں شمار کرتا ہوں یہ بات مذکور ہے کہ حضرت حسنؓ سترہ سال میں جنگ خیبر کے بعد تولد ہوئے اور ان کی ولادت سے دس ماہ بائیس دن بعد حضرت حسینؓ کی ولادت ہوئی۔ حضرت حسنؓ کو ان کی والدہ ماجدہ بی بی فاطمہؓ نے ایام حمل میں ہی دودھ پلایا۔ اور بعد ولادت حضرت حسینؓ کے دونوں کو ایک ساتھ دودھ پلاتی رہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوہ اُحدر

غزوہ اُحدر

میں واقع ہوا تھا۔ جس وقت اہل قریش رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے آئے۔ آپ بھی مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان سے مقابلہ کرنے کے لئے مدینہ سے باہر نکلے مگر بنی حارث کے گھروں تک آکر باقی دن اور شب کو استراحت کے لئے وہاں ٹھہر گئے۔ پھر دوسرے دن صبح کو ایک ہزار آدمیوں کی جماعت کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ٹھوڑی راہ طے کرنے کے بعد عبداللہ بن ابی سلول نے ایک تہائی لشکر اسلام کا توڑ کیا اور ان لوگوں نے کہا، "واللہ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ کس چیز کے لئے اپنی جانیں دیں" بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے لوگوں نے بھی واپسی کا قصد کر لیا

تھا، مگر خدائے پاک نے انہیں اس لغزش سے محفوظ رکھا۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے چلے تو ایک گھوڑے نے اپنی دم
 کو جنبش دی اور اسکی دم ایک تلوار کے پرتلے پر پڑی جس کی وجہ سے وہ
 تلوار برہنہ ہو گئی۔ یہ صورت حال ملاحظہ فرما کر رسول پاک صلی اللہ علیہ
 وسلم نے تلوار کے مالک سے جو فال اور شگون کا قاتل تھا کہا۔
 "تمہاری تلوار کاشگون بیکار نہ ہو گا کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آج
 تلواریں میانوں سے باہر نکلیں گی۔"

جنگِ اُحد کے
 دن قریش کی

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فوجی لباس میں

تعداد تین ہزار تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف سات سو آدمیوں
 کو لے کر ان کے مقابلہ پر آئے تھے جھنورا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن
 دوز رہوں کو زیب بدن فرمایا تھا۔ اور ایک تلوار لے کر اسکو ہلانے کے
 بعد فرمایا کہ:

"اس تلوار کو کون شخص لیتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اُسے اس کا حق
 ادا کرنا ہو گا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں "مگر آپ نے ان کی طرف توجہ
 نہ دی۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں "آپ نے ان سے بھی روگردانی فرمائی۔"
 آخر یہ دونوں صاحب اپنے دلوں میں نادم ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد حضرت
 ابو دجانہ سماک بن خرشبہ نے کھڑے ہو کر وہ تلوار مانگی اور رسول پاک صلی
 اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمائی۔

جنگِ اُحد کے دن تیر اندازوں پر حضرت عبداللہ بن جبیر بن خوات بن

بن جبیرؓ صاحب ذات النخیسین کے بھائی آتھے اور اس جماعت کے ہاتھوں مشرکین پر اس وقت تک بڑی آفت ٹوٹتی رہی جب تک کہ تیر اندازوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی کیونکہ صہور النور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی جگہ پر جمے رہنے کا حکم دیا تھا۔ حالانکہ وہ لوگ مال غنیمت لوٹنے پر جھک پڑے۔ اور اپنے فرائض کی انجام دہی سے غافل ہو گئے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو صدمہ پہونچا اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے ہزیمت اٹھائی۔

شہدائے احد | جو مسلمان جنگِ احد میں شہید ہوئے ان کی تعداد ۵۷ نفر ہے۔ جن میں سے حضرت حمزہ ابن عبد المطلبؓ، حضرت عبداللہ بن جحشؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت شمال بن عثمان بن الشریہ، چار شخص مہاجر تھے باقی انہر انصار تھے۔

کشتگانِ مشرک | مشرک لوگ اس جنگ میں حسبِ قتل ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طلحہ بن عثمان بن عبدالدار کو مبارز طلب کر قتل کیا۔ یہ مشرکین کا علم بردار تھا اور آپ نے ابو حکم بن الاخنس بن شریق الثقفی بنی زہرہ کے حلیف کو اور ابوامیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ کو بھی قتل کیا۔

حضرت حمزہؓ نے عثمان بن ابی طلحہ اور سباع بن عبد العزیٰ کو قتل کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ابوسعید بن ابی طلحہ کو قتل کیا۔ حضرت عاصمؓ نے مسافع بن طلحہ، کلاب بن طلحہ، جلاس بن طلحہ اور حارث بن طلحہ

کو قتل کیا ۔

یہ بعض مورخین کا قول ہے مگر ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ جلاس اور حرث کو قزمان نے قتل کیا تھا جو بنی ظفر کا حلیف تھا۔ اور اسی قزمان نے جنگ اُحد کے دن ارطاة بن شرجیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار اور اس کے ایک حبشی غلام عنوات نامی، قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار، ہشام بن ابی اُمیہ ابن المغیرہ، ولید بن العاص بن ہشام، خالد بن الاعلم، عبیدہ بن جابر، اور ہبیبہ بن مالک بن المضر کو قتل کیا۔

یہ قزمان منافق تھا۔ اور اسی کا قول تھا کہ ”واللہ اگر میں جنگ اُحد میں لڑوں تو میری قوم پر حیف ہے“ اس کو ایک کاری زخم لگا تھا جس کی اذیت سے اس نے خودکشی کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے بارہ میں فرمایا ہے کہ اللہ پاک اس دین کو فاجر آدمی کے ہاتھوں مدد پہونچاتا ہے :

حضرت عبداللہ بن عوفؓ نے اسید بن ابی طلحہ کو قتل کیا۔ اس میدان میں بنی عبد الدار کے دشمن آدمی اور ان کا ایک آزاد کردہ غلام قتل ہوا۔ اس گھرانے سے بجز حضرت مصعب بن عمیرؓ کے اور کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھا۔ وہ بھی اُحد ہی کے دن شہید ہو گئے۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان بردار تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ آیہ کریمہ ”ان شرت الذاب عند اللہ الصم البکرات الذین لا یعقلون“ انھیں عبد الدار کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

جنگ خندق و خیبر | واقعہ خندق ۳ھ میں، واقعہ

بنی المصطلق اور واقعہ بنی لحیان

شعبان ۳ھ میں اور جنگ خیبر ۳ھ میں واقع ہوئی۔ خیبر والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ پندرہ روز تک محاصرہ میں رکھا تھا۔ اسی سال حضرت جعفر بن ابی طالب نجاشی کے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اسی سال میں فدک والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے پھلوں کی نصف پیداوار پر صلح کر لی۔ اور یہ باغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خاص کے لئے تھا۔ کیونکہ آپ نے اس پر مسلمانوں کو عمل نہیں دیا تھا۔

بیعت رضوان | نیز اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ

کے ارادہ سے تشریف لے گئے مگر مشرکین نے آپ

کو عمرہ ادا کرنے سے روکا۔ آپ ستر اونٹ قربانی کے لئے اپنے ساتھ لے گئے تھے مشرکین نے ان کو بھی قربانی کے دم تک جانے نہ دیا۔ اس بات کو دیکھ کر مسلمانوں نے جن کی تعداد سات سو تھی درخت کے نیچے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر لڑنے مرنے کی بیعت کی جس کا نام بیت الرضوان ہوا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام بلند | مجھ سے زید بن حزم

نے بذریعہ ابوداؤد

قرہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ قتادہؓ نے بیان کیا کہ انھوں نے کہا: میں نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ بیعت رضوان میں کس قدر آدمی تھے تو انھوں نے کہا پندرہ سو۔ قتادہؓ نے کہا ہے کہ میں نے کہا جابر بن عبد اللہ

نے مجھ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ چودہ سو آدمی تھے۔ یہ شکر سعید بن المسیبؓ نے کہا کہ خدا اُن پر رحمت کرے، اُن ہی نے تو مجھ سے بیان کیا تھا کہ وہ لوگ چودہ سو تھے۔ شاید انھیں وہم ہو گیا۔

اس بیعت میں جس شخص نے سب سے پہلے بیعت کی وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ تھے۔ یہ بیعت حضرت عثمانؓ کی وجہ سے ہوئی۔ اس کی صورت یہ ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مکہ میں مشرکین کے پاس یہ پیام دیکر بھیجا تھا کہ میں کچھ جنگ کی نیت سے نہیں آیا ہوں مگر قریش والوں نے حضرت عثمانؓ کو اپنے یہاں گرفتار کر رکھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ عثمانؓ قتل ہو گئے۔ لہذا آپ نے اپنے ساتھ لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تاکہ ان سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوں۔ پھر آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ کی بابت جو اطلاع ملی تھی وہ غلط تھی۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ موتہ | لشکر لسبر کردگی زید بن حارثہؓ میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر زید بن حارثہ اس جنگ میں کام آتے تو لشکر کی سرداری پر جعفر بن ابی طالبؓ مامور ہوں اور جعفر بھی شہید ہو جاتے تو عبداللہ بن رواحہؓ کو سردار فوج بنایا جاتے۔ یہ لشکر تین ہزار آدمیوں کا تھا۔ اس جنگ میں زید بن حارثہؓ، جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ تینوں سردار باری باری مقرر ہوتے اور یہ سب شہید ہو گئے جن کے بعد خالد بن ولیدؓ سردار لشکر بناتے گئے۔ جنھوں نے فوج اسلام کو دشمنوں کے حملہ سے محفوظ رکھا۔



۸۰ میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ

سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی رحلت

وسلم کے ایک صاحبزادے ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور نجاشی شاہ حبش اور اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی رحلت کی۔

فتح مکہ | اسی سال ماہ رمضان میں خداوند پاک نے آپ کو شہر مکہ پر فتح عطا کی جہاں آپ نے پندرہ راتوں تک قصر کی نماز پڑھتے ہوئے قیام فرمایا۔ پھر ماہ شوال میں آپ "حنین" کو تشریف لے گئے اور مکہ پر عتاب بن اسید اموی کو اپنا قائم مقام بنا گئے، لوگوں کے ساتھ باوجودیکہ مشرک تھے حج ادا فرمایا۔

جنگِ حنین | نصف شوال میں بمقام "حنین" آپ نے "ہوازن" کی جماعت سے مقابلہ کیا۔ جن کو خداوند کریم نے ہزیمت دی اور ان کا مال و متاع اور ان کی عورتیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مال غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ حنین کے دن مسلمانوں کے شکست اٹھانے کے بعد جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے وہ حسب ذیل تھے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ، عباس بن عبدالمطلبؓ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی دوام مقام لی تھی۔ حضرت ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلبؓ اور ان کے بیٹے حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت اکیم بن عبیدؓ جو اُمّ اکیمؓ رسول پاک کی لونڈی اور کھلاتی کے بیٹے ہیں مگر اکیمؓ اس دن شہید ہو گئے اور حضرت ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلبؓ اور

حضرت اُسامہ بن زید ابن حارثہؓ بھی ثابت قدم رہے۔ حضرت عباسؓ
بن عبدالمطلبؓ نے اس دن یہ اشعار تصنیف کئے تھے۔

نصرنا رسول اللہ فی الحرب سبعة

وقد فر من قد فر منہم فاقشعوا

ہم لوگوں نے جو تعداد میں سات شخص تھے جنگ میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور جو لوگ بھاگ نکلے وہ ابر کی طرح ہوا سے پارہ
پارہ ہو گئے۔

وثامننا لانی المحام بیفہ

بمما سہ فی اللہ لا یتوجع

ہم لوگوں میں سے آٹھویں شخص نے اپنی تلوار سے لڑکر جان دی اور
خدا کی راہ میں اُسکو جو تکلیف پہنچی وہ قابلِ رنج نہیں۔

یعنی ایمن بن عبیدہ جو شہید ہوتے تھے۔ بعدہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم حنین سے طائف کو تشریف لے گئے اور ایک ماہ تک محاصرہ

کئے رہے۔ پھر اُس کو بلا فتح کئے چھوڑ کر واپس چلے آئے اور ماہ ذی قعدہ

میں مقام "جعرانہ" سے عمرہ کی نیت کر کے اس کو بجالانے کے بعد مدینہ

منورہ میں واپس آ گئے۔

مدینہ منورہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

نے رجب ۹ھ تک قیام فرمانے کے بعد

جنگ تبوک

سرزمین روم پر شکرکشی کی اور "تبوک" تک بڑھتے چلے گئے۔ جہاں ٹھہر

کر ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جو وہاں آج تک قائم ہے۔ اس سفر میں خدائے

پاک نے آپ کو "دومستہ الجندل" پر فتح عطا فرمائی جس کے فتح کرنے

کے واسطے آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی کو شکر دے کر روانہ کیا تھا۔
خالدؓ الیدر، والی، دومتہ الجندل کو گرفتار کر لائے۔ جس نے جزیہ ادا کرنے کی
شرط پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی۔ اور اس امر سے فارغ
ہو کر آپ مدینہ کو لوٹ آئے جہاں ۹ھ کے موسم حج آنے تک
قیام کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر حج | زمانہ حج میں حضرت ابوبکرؓ کو امیر حج بنا

کر حاجیوں کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا جنہوں نے لوگوں کو ارکان حج ادا کرائے۔
زمانہ اسلام میں یہ پہلا حج تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ توبہ "براءة
عن المشرکین" نازل ہوئی جس کا نزول حضرت ابوبکرؓ کی روانگی کے بعد ہوا تھا۔
آپ نے وہ سورہ علی ابن ابی طالبؓ کو دے کر انھیں بھی روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ
جس وقت ابوبکرؓ حج سے فارغ ہو جائیں تو تم یہ سورہ لوگوں کو سنادینا
ان سے فراغت پا کر حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔

شاہان عالم کو دعوت اسلام | ہجرت کا دسواں سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ

ہی میں گذرا۔ اس سال میں آپ کے پاس عرب کے ہر ایک گوشہ سے
وفود آئے اور آپ نے شاہان روتے زمین کو دعوت اسلام کے خطوط روانہ
کئے، فوج در فوج لوگ مشرف باسلام ہوتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر آیت "إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ" نازل ہوتی جس سے آپ
سمجھ گئے کہ یہ خبر رحلت دی گئی ہے۔

چنانچہ جب موسم حج آیا۔ آپ ماہ ذی الحجہ سے پانچ روز پیشتر بعزم حج مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اور لوگوں

حجۃ الوداع

کے ساتھ حج ادا فرمایا۔ جس کے بعد مدینہ واپس آئے اور سلسلہ کے ماہ ذی الحجہ کے باقی حصہ تک وہیں قیام فرمایا ہے۔

۱۱؎ کا ماہ محرم
اور ماہ صفر ماہ ربیع الاول

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ رحلت

کی بارہ تاریخ تک وہیں گزار دیئے۔ جس کے بعد خداوند پاک نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن دوشنبہ کا دن تھا اور اس دن تک آپ کو مدینہ میں قیام فرما ہوتے پورے دس سال ہو چکے تھے۔ وفات کے وقت عمر شریف تریسٹھ سال کی تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے۔ دوشنبہ کے دن مبعوث برسات ہوئے۔

یوم دوشنبہ

دوشنبہ ہی کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور دوشنبہ ہی کے دن اس عالم فانی سے رحلت فرمائی۔

آپ بدھ کی رات کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون کئے گئے۔ جن میں آپ کی روح نے جسم سے مفارقت کی تھی۔ آپ کی قبر میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب تین شخص قبر میں اترے تھے۔

اور ایک قول میں ہے کہ حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ بھی چوتھے آدمی تھے جو قبر نبوی میں اترے تھے۔ نیز بنو زہرہ نے یہ کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں ہم میں سے بھی ایک شخص کو قبر میں اترنے دیا جاتے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو قبر میں اترنے دیا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ داخل قبر ہوتے تھے۔ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ نے یہ کہا کہ میں ان لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب المعہد ہوں اور یہ اس طرح ہوا کہ انھوں نے اپنی انگوٹھی قبر مبارک میں گرادی تھی جو آخر میں اتر کر نکالی۔

لحد مبارک
مجھ سے زید بن احزم نے بروایت عثمان بن فرقہ نے بیان کیا کہ انھوں نے جعفر بن محمد کو اپنے پاس یہ روایت کرتے سنا تھا کہ شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں لحد بنائی وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اور جس نے آپ کے نیچے قطیفہ ڈالا اس کا نام "شقراں" ہے۔

جعفر کہتے ہیں کہ مجھے ابن ابی رافع رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ میں نے "شقراں" کو یہ کہتے سنا "واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے قبر میں چادر میں نے ہی ڈالی تھی"۔



امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ابوبکر صدیقؓ کا نام عبداللہ اور ان کے باپ قحافہ کا نام عثمان تھا۔ زمانہ جاہلیت میں ابوبکرؓ کا نام عبدالکعبہ رکھا گیا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عبداللہ کے نام سے موسوم کیا، ان کا لقب عتیق ہے جس کی وجہ ان کی خوبصورتی بتائی جاتی ہے۔

اور ایک قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا: "انت عتیق من النار" یعنی تم آتش دوزخ سے آزاد ہو، اس لئے اُن کا لقب عتیق ہو گیا۔

اُن کے صدیق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شبائشب حرام سے مسجد اقصیٰ (قصۃ معراج) جانے کی خبر تصدیق کی تھی۔ اس لحاظ سے ان کا نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ

عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب، بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ، ابوبکرؓ کی نسبت "تیم قریش" کی جانب جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ان کو "تیمی" کہا جاتا ہے۔ خاندانی شمار کے لحاظ

سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل ہیں کیونکہ وہ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد "مرہ بن کعب" تک پہنچ کر ایک ہو جاتے ہیں اور ان دونوں صاحبوں کے اور مرہ کے درمیان چھ پشتیں ہوتی ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والدین

بیان کیا گیا ہے کہ
حضرت ابوبکرؓ کے

والد ابو قحافہ نے فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوتے تھے۔ وہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے، ان کا نام "ثغامہ" تھا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کا نام تبدیل کر دیں۔ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ وہ مدینہ کو آئے اور وہیں قیام اختیار کیا۔ یہاں تک کہ اپنے بیٹے ابوبکرؓ کی خلافت کا پورا زمانہ دیکھا۔ ابوبکرؓ اپنے باپ سے پہلے دنیا سے رحلت کر گئے۔ اور ابو قحافہ ان کے ترکہ میں چھ حصہ کے وارث ہوتے جسے انھوں نے اپنے پوتوں پر ستر کر دیا۔

ابو قحافہ نے ۱۲ھ عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں وفات پائی۔ وفات کے دن ان کی عمر ۹۷ سال کی تھی۔ ابوبکرؓ کی ماں سلمیٰ صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی اور ابی قحافہؓ کی چچا زاد بہن تھیں۔ ان کی کنیت اُمّ الخیر تھی۔

ابو قحافہؓ کی اولاد میں ابوبکرؓ ایک بیٹے اور اُمّ فروة، اور قریبہ دو بیٹیاں جملہ تین اولادیں تھیں۔ اُمّ فروة کی شادی پہلے ایک قبیلہ آزد کے شخص سے ہوئی تھی جس کے صلب سے ان کے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد ان سے تمیم داری نے شادی کی اور تمیم داری کے بعد وہ اشعث بن

قیس کے عقد میں آئیں۔ قریبہ کا نکاح حضرت سعد بن عبادہ سے ہوا تھا۔

ابن اسحق کا بیان ہے

کہ حضرت ابو بکر

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سلام

پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے اصحاب میں سے علی رضی اللہ عنہ کی عمر بیس ایمان لائے۔ ان کے بعد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت ابو بکر بن قحافہ رضی اللہ عنہ۔ اس کے بعد ایک جماعت لوگوں کی مشرف باسلام ہوئی جن میں عثمان رضی اللہ عنہ، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

ابو الخطاب نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے نوح بن قیس سے بذریعہ سلیمان ابو فاطمہ، معاذہ بنت عبد اللہ الغدویہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے علی بن ابی طالب کو منبر نبوی پر استادہ ہو کر یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ "میں صدیق اکبر ہوں، میں ابو بکر سے قبل ایمان لایا اور اُن کے مسلمان ہونے سے پہلے ہی داخل دائرۃ اسلام ہوا ہوں۔"

ابو الخطاب نے ابو داؤد سے اور ابو داؤد نے شعبہ بن مسلمہ بن کھیل سے روایت کی ہے کہ شعبہ نے کہا کہ "میں نے حیتہ العرنی سے سنا ہے کہ اُس نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا تھا "میں پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی اور انہیں ابو الخطاب نے چند دوسرے راویوں کی سند پر ابانصرہ سے روایت کی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت کے وقت کہا تھا کہ اور اس کا مجھ سے زیادہ کون حقدار ہے۔ کیا میں پہلا وہ شخص نہیں ہوں جو اسلام لایا تھا۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا نے ان کا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ

حلیہ سب ذیل بیان کیا ہے۔

وہ سفید رنگ، لاغر اندام، ہلکے رخسارے اور کسی قدر کوزہ پست
سنھے۔ ان کا تہبند پیروپسے لٹک پڑا کرتا تھا۔ جس کو سنبھالتے رہتے تھے۔
انہیں کسی قدر اندر کو گھسی ہوتی تھیں۔ پیشانی کشادہ و بلند تھی۔ چہرہ پر
گوشت نہ تھا۔ ہاتھوں کی انگلیاں بالوں سے غاری تھیں اور یہ بھی فرمایا ہے
کہ وہ مہندی اور وسیمہ سے خضاب فرمایا کرتے تھے۔

جس دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت

نے رحلت فرمائی۔ اسی دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سقیفہ بنی ساعدہ بن کعب
بن خزرج میں بیعت کر لی گئی لیکن عام بیعت اس کے دوسرے دن یوم
شہنبہ کو واقع ہوئی۔ ان کے عہد خلافت کے آغاز ہوتے ہی باستثنائے
چند اور قبائل تمام عرب زکوٰۃ دینے پر اسلام سے برگشتہ ہوئے۔ ابو بکرؓ نے
ان سے جہاد کیا یہاں تک کہ وہ راہ راست پر آگئے۔ انہوں نے اللہ میں
عمر بن الخطابؓ کو امیر راجع بنا کر روانہ کیا۔ جنہوں نے یہ فریضہ مسلمانوں
کو ادا کرایا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے "یمامہ"

کو فتح کر کے "مسلمہ کذاب" مدعی نبوت

مرتدین کی سرکوبی

کو قتل کیا اور مقام "صنعاء" میں اسود بن کعب العنسی نے ادعائے نبوت
کیا تھا اسے بھی ٹھکانے لگایا۔

شام پر فوج کشی | پھر حضرت ابو بکرؓ نے ۱۲ھ میں فریضہ حج ادا کیا اور مدینہ منورہ میں بازگشت کی۔ اور ملک شام پر فوج کشی کی تیاریاں کر دیں۔ "اجنادین" کا واقعہ ۱۳ھ کے ماہ جمادی الاولیٰ میں گذرا تھا۔

امیر المومنینؓ کی رحلت | جس مرض میں حضرت ابو بکرؓ نے رحلت فرمائی اس کی تعیین میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ اور ایسے ہی یوم وفات میں بھی اختلاف پڑتا ہے۔ ابوالیقظان، سلام بن ابی مطیع سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو زہر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے انھوں نے یوم دوشنبہ آخر سال سیزدہم ہجری میں انتقال کیا۔

ابوالیقظان کے سوا اور لوگوں کا بیان ہے کہ نہیں ان کے وفات کا باعث یہ امر ہوا کہ انھوں نے ایک دن سردی میں غسل کر لیا تھا جسکی وجہ سے نہیں بخارا گیا۔ اور پندرہ روز تپ میں مبتلا رہ کر اس عالم فانی سے رحلت کی۔ ان کے دوران علالت میں حضرت عمرؓ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی تمام مدت خلافت دو سال تین ماہ اور نو دن تھی۔ انہوں نے قبل از وفات وصیت کی تھی کہ ان کو ان کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس غسل دیں۔ جب وہ رحلت کر گئے تو اسی پلنگ پر ان کا جنازہ اٹھایا گیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرمایا کرتے تھے۔ اور جو بی بی عائشہؓ کے پاس تھا۔ اُس پلنگ کی پٹیاں ساج کی تھیں اور وہ کھجور کی پتیوں کی رسیوں سے بنا ہوا تھا۔ یہ سریر بی بی عائشہؓ کے میراث میں فروخت ہوا تھا اور اسکو حضرت معاویہؓ کے موالی میں سے ایک شخص

نے چار ہزار درہموں پر خرید کر لوگوں کے استعمال کے لئے وقف کر دیا تھا۔
 ابو محمدؓ نے بیان کیا ہے کہ وہ سریر مدینہ میں تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کے
 جنازہ کی نماز حضرت عمر ابن الخطابؓ نے پڑھائی۔ اور ان کی قبر میں حضرات
 عمرؓ، طلحہؓ، عثمانؓ، اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اترے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجرہ بنی عاتشہ رضی اللہ عنہ
 کئے گئے۔

امیر المؤمنینؓ کی وصیت

انہوں نے رحلت کے وقت اپنی
 صاحبزادی حضرت عائشہؓ سے

کہا تھا کہ بیٹی! تم دیکھو ابو بکر کے مال میں جسے ہم امر خلافت پر مقرر ہوتے
 ہیں کس قدر زیادتی ہوتی ہے، جو کچھ زیادہ ہو اسے مسلمانوں کو واپس لے
 دینا کیونکہ خدائے واحد کی قسم ہے ہم نے ان کے مال میں سے صرف اسی قدر
 لیا ہے جو ان کے سادہ غذاؤں میں سے کھالیا یا موٹے ٹھوٹے کپڑے
 پہن لئے ہیں۔

بنی عاتشہؓ نے دیکھا تو ایک کجاوہ باندھنے کی رسی اور ایک
 پرانی چادر جن کی قیمت پانچ کھوٹے درہموں تک بھی نہ پہنچے گی صرف
 یہ دو چیزیں نکلیں اور وہ ایک شخص کے ہاتھوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 کے پاس بھیج دیں گئیں۔

حضرت عمرؓ ان کو دیکھ رہے تھے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ
 نے ان سے کہا۔

”امیر المؤمنینؓ! کیا یہ چیزیں حضرت ابو بکرؓ کی اولاد سے صَدَب
 کر لی جائیں گی۔“

حضرت عمر رضی نے جواب دیا: نہیں! برب کعبہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ حضرت ابوبکر رضی تو اپنی حیات میں ان چیزوں کے رکھنے کے گنہگار نہ بنے ہوں اور میں اُن کی وفات کے بعد اس کا باران پر لا دوں خدا ابوبکر پر رحم کرے۔ اُنہوں نے اپنے بعد والوں کے لئے ایک سخت آزمائش چھوڑی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی عنہ کا سن وصال

مؤرخین کا اس بات پر اتفاق

ہے کہ حضرت ابوبکر رضی کی عمر تریسٹھ کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بمقدار ان کی خلافت کے برسوں کی عمر میں زائد تھے۔

انس بن مالک سے یزید بن عبد العزیز بن صہیب، عبد الوارث بن سعید اور محمد بن زیاد سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لائے تو ابوبکر رضی ان کے پیچھے سوار تھے اور وہ بڑھاپے کی وجہ سے شناخت کے جاتے تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ان تھے اور آپ کو کوئی پہچانتا نہ تھا۔ جو شخص آتا وہ ابوبکر رضی سے ملتا۔ اور کہتا ابوبکرؓ تمہارے آگے کون سوار ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اس کو جواب دینے: یہ مجھ کو راستہ بتاتے ہیں۔ استفسار کرنے والا راہ نما سمجھ کر چپ ہو رہتا۔ اور حضرت ابوبکر رضی کی مراد یہ ہوتی کہ یہ "ہادی راہ حق ہیں"۔

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ابوبکر رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بہت بڑے تھے۔ مگر مؤرخین کے نزدیک وہی مشہور ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔



ابو بکرؓ کی اولاد اور ان کی نسل

عبداللہ بن ابی بکرؓ اور اسماء بنت ابی بکرؓ ایک بیوی قتلہ

نامی کے بطن سے ہیں جو بنی عامر بن لوطی کے خاندان سے تھیں۔

حضرت عبدالرحمن اور حضرت عائشہؓ ان کی ماں حضرت "ام رومان ثورث بن الحویرث کی بیٹی قبیلہ بنی فزاس بن غنم بن کنانہ کی نسل سے تھیں۔

ام رومان کے پہلے شوہر کا نام "حارث بن سنجہ" تھا۔ ان کے صلب سے یہ ایک بیٹے "طفیل بن حارث کی ماں ہو چکی تھیں۔ طفیل کا باپ سراقہ آکر ابو بکرؓ کا حلیف اور اسکی بیوی بھی ہمراہ تھی۔ یعنی حضرت ام رومان پھر ابو الطفیل کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابو بکرؓ نے ام رومان سے عقد کر لیا۔ اس رشتہ سے طفیلؓ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ماں جاتے بھائی تھے۔

محمد بن ابی بکرؓ کی ماں اسماء عیس کی بیٹی تھیں اور ام کلثومؓ بنت ابی بکرؓ زید بن خارجہ الانصاری کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن ابی بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ جنگ طائف میں شریک رہے تھے۔ اور وہاں ان کو ایک زخم لگا تھا۔ وہ اپنے باپ کے عہد خلافت تک بقید حیات رہے اور اسی زمانہ میں رحلت کی۔ سات دینار ترکہ چھوڑا۔ ابو بکرؓ نے اس کو کثیر رقم تصور کیا تھا عبداللہ کے بیٹے کا نام اسماعیل تھا جو ہلاک ہو گئے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نسل نہیں چلی۔

ان کا لقب
ذات النطاقین

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

تھا۔ وہ مکہ میں حضرت زبیر العوامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی سے بیاہی گئیں اور ان کے صلب سے اُن کے کئی لڑکے پیدا ہوئے۔ زبیرؓ نے ان کو طلاق دیدی تھی اور یہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ رہا کرتی تھیں چنانچہ جس وقت مکہ میں حجاج بن یوسف کے ہاتھوں حضرت عبداللہؓ قتل ہوئے یہ ان کے پاس موجود تھیں۔ انھوں نے پوئے سو برس کی عمر پائی اور آخر میں نابینا ہو کر شہر مکہ میں رحلت فرمائی۔

اُمّ المؤمنین
حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تھیں اور ان کا قصہ ازواج رسولؐ کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔

آپ جنگِ بدر میں
شریکین کے ساتھ

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

شریک ہوتے تھے۔ اس کے بعد وہ مشرف باسلام ہو گئے اور بہت اچھی طرح اسلام پر قائم ہوئے۔

انھوں نے ۳۵ھ میں مکہ کے قریب ایک پہاڑ کے پاس ناگہانی طور پر وفات پائی۔ اور حضرت عائشہؓ نے ان کی لاش حرم میں لا کر دفن کی۔ اور ان کی طرف سے ایک غلام آزاد کیا۔ یہ جنگِ جمل میں حضرت عائشہؓ کے ساتھ موجود تھے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

حضرت عبدالرحمنؓ کی اولاد میں محمدؐ عبداللہؓ اور ابی حفصہؓ تین بچے

تھے۔ عبداللہ بن عبد الرحمن کے بیٹے "طلحہ" تھے جن کی ماں کا نام عائشہ بنت طلحہ بن عبید اللہ تھا اور عائشہ بنت طلحہ کی ماں اُمّ کلثوم بنت ابی بکر تھیں۔

طلحہ بن عبداللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نہایت فیاض شخص تھے۔ ان کے فرزند محمدؓ مکہ کے عامل تھے۔ طلحہ کی اولاد بکثرت ہے اور مدینہ کے قرب و جوار میں رہتی ہے۔ عائشہ بنت محمد بن طلحہ، سلیمان بن علی بن عبداللہ بن العباسؓ کو بیاہی گئی تھیں۔

اُن کے بیٹے
عبداللہ بن محمدؓ

محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

کی اولاد کا نام ابو بکرؓ کی اولاد آل ابی عتیق کر کے مشہور ہے جس کی وجہ سے یہ ہوتی کہ ایک دن ابی بکرؓ کے کئی صاحب زادے باہم بیٹھ کر ایک دوسرے پر اپنی افضلیت جتانے لگے۔ ایک نے کہا "میں صدیق کا بیٹا ہوں" دوسرے صاحب بولے "میں ثانی اشین کا فرزند ہوں" تیسرے کہنے لگے "میں صاحب غار کا نخت جگر ہوں" اور محمد بن عبد الرحمن نے کہا "میں ابن ابی عتیق ہوں" بس یہی نام ان کی اولاد کی جانب منسوب ہو گیا اور آج تک چلا آتا ہے۔

اپنی کنیت ابو القاسم
کرتے تھے۔ وہ قریش

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

کے قبیلہ میں مشہور عبادت گزار لوگوں کے زمرہ میں شمار ہوتے تھے اور اُن لوگوں میں بھی شامل ہوتے تھے جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے میں باغیوں کی اعانت کی تھی۔ پھر علیؓ نے اُن کو حاکم مصر مقرر کر دیا تھا۔

جن سے حضرت معاویہؓ کے دوست نے جنگ کر کے ان پر فتح پائی تھی اور انہیں قتل کر ڈالا۔

اہلبیت سے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا رشتہ | قاسم بن محمدؓ
امّ دلد کے

بطن سے تھے اور ملک حجاز میں ایک صاحب فضیلت فقیہ شمار ہوتے تھے۔
انہوں نے ۱۰۸ھ میں بمقام "قدیر" وفات پائی۔ قاسم بن محمد کے بیٹے عبدالرحمن بن القاسم اور ایک لڑکی "امّ قروۃ" تھیں جن کا نکاح محمد بن علی بن الحسین بن علی رضا ابی طالب کے ساتھ ہوا تھا۔

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ | آپ قریش میں سب سے افضل تھے۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی آپ کی اولاد مدینہ میں ہے جس کی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔

امّ کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا | آپ سے عمر ابن الخطابؓ نے عقد کرنا چاہا تھا اور

امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیام بھی دیا جنہوں نے منظور کر لیا تھا لیکن خود امّ کلثومؓ کو یہ نسبت پسند نہیں تھی۔ اس لئے انہوں نے

امّ محمد بن ابی بکر ایک شخص کے مقروض تھے اس نے سخت تقاضا کیا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ سے شکایت کی اور چاہا کہ حضرت عثمانؓ ان کے حق میں فیصلہ کریں لیکن حضرت عثمانؓ کا فیصلہ حب محمد کے خلاف ہوا تو وہ حضرت عثمانؓ کے خلاف ہو گئے یہاں تک کہ محاصرہ کے وقت یہ ان کے قتل میں شریک تھے۔ ان کی اس جارحانہ حرکت پر صحابہؓ ان سے سخت ناراض تھے۔ خود ان کی بہن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ان کو محمد کی بجائے مذمم کہا کرتی تھیں اور حضرت حسن مجتبیٰؓ ان کو فاسق کہتے تھے۔

(طبقات ابن سعد جلد اول ص ۲۷)

حضرت عمرؓ سے ایسا جیلہ کیا کہ وہ اپنی درخواست سے رُک گئے۔ اور اُس کے بعد حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے اُن سے عقد کر لیا۔ جن کے صلب سے اُمّ کلثوم کی دو اولادیں زکریا اور عاتشہ پیدا ہوئیں۔ پھر طلحہ بن عبید اللہ شہید ہو گئے اور اُمّ کلثوم سے عبدالرحمن بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ المخزومی نے عقد کر لیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ | ابو بکر رضی اللہ عنہ اور اُن کی اولاد کے غلام جن کی ماں حمامہ نامی

تھیں وہ بنی جمح کے ایک شخص کے مولد تھے جو مکہ میں رہتا تھا اور گرفتار ہو کر غلامی میں آگئے تھے۔ ابو بکرؓ نے ان کو پانچ اوقیوں کے عوض میں خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو راہِ خدا میں کفار سخت تکلیف دیتے تھے۔ وہ بد او تمام غزوات میں حاضر رہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ | آپ وہ پہلے شخص تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے خاص موزن ہونے کا شرف حاصل تھا رحلتِ نبویؐ کے بعد انھوں نے حضرت ابو بکرؓ سے ملکِ شام کو جانے کی اجازت چاہی اور رخصت پا کر وہیں جا کر قیام کیا۔ پھر تادمِ مرگ وہیں رہے۔

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اذان بالکل ہی نہیں کہی تھی مگر جب حضرت عمرؓ ملکِ شام کو تشریف لے گئے اور یہ ان سے ملے تو حضرت عمرؓ نے اُن کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ اور جس وقت انہوں نے اذان کہی تو حضرت عمرؓ اور تمام مسلمان زار و قطار رونے لگے۔ ان کا نام دیوان و ظیفہ کے مدین قبیلۂ خثعم کے شمار میں تحریر تھا۔ اور ملکِ شام

میں جس قدر حبشی تھے ان سبھوں کا زمرہ خشم ہی کے چہرہ میں درج ہوا تھا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ملک شام ہی میں وفات پائی۔

واقعی نے بیان کیا ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ مقام "سراة" کے مولد لوگوں میں سے تھے جو یمن اور طائف کے مابین واقع ہے۔ وہ اپنی کنیت ابو عبیدہ کرتے تھے، ان کے جسم کا رنگ گہرا گندمی تھا۔ لاغر اندام اور دراز قد تھے۔ پشت کسی قدر خم تھی۔ بال بہت کثرت سے تھے۔ رخساروں پر بال بہت کم تھے اور کچھ پیٹھے جن میں سفید بالوں کا حصہ بڑھا ہوا تھا۔ وہ اپنے بالوں میں خضاب وغیرہ نہیں کرتے تھے۔ ان کی وفات سنہ ۱۰ھ میں بمقام دمشق ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال سے چند سال زائد تھی۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ | آپ بھی حضرت ابو بکرؓ کے آزاد کردہ غلام

تھے۔ عامر بن طفیل بن حارث کی ملک میں تھے جو حضرت عائشہؓ کی ماں ام رومانؓ کے بطن سے تھے۔ چونکہ حضرت عامرؓ مسلمان ہو گئے تھے اور اس وجہ سے ان کو مشرکین سخت تکلیف دیتے تھے لہذا ابو بکرؓ نے انہیں خرید فرما کر آزادی دے دی تھی۔

بہت سے راویوں نے جن میں سے ایک راوی "ریاشی" بھی ہے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے سات شخصوں کو آزاد کیا ہے جن سبھوں کو راہ خدا میں ایذا دی جاتی تھی۔ وہ لوگ حسب ذیل ہیں۔

بلالؓ، عامر بن فہیرہؓ، ام عبس، بنی عمرو بن مویل کی ایک لونڈی نہدہ اور اسکی بیٹی،

عامر بن فہیرہؓ ہجرت مدینہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے ہمراہ ان کی خدمت گزاری میں تھے۔ وہ جنگ بدر اور واقعہ بیرونہ میں حاضر رہے۔ اور اس آخری جنگ میں شہید ہو گئے۔

صفیہ بھی ابوبکر رضی کی لونڈیوں میں شامل تھیں جو محمد بن سیرین رضی کی والدہ ہیں۔

یہ بھی عبدالرحمن بن ابی بکر رضی کے غلام تھے اور عبدالرحمن رضی ان کی

حضرت ابونافع رضی عنہ

وجہ سے بہت مالدار تھے اور کہا کرتے تھے "ابی نافع کی قسمت سے یہ سب ہے" ابونافع بصرہ میں قیام کرتے تھے جہاں ان کا ایک مشہور گھر تھا۔ اور مفرع الحمیری نے انھیں کے بارہ میں کہا ہے۔

سقتے اللہ ارضائی و دارا ترکتها الی جنب داری معقل بن یار

ابونافع جارہا و ابن برثن ۰ فیا لک جاری فرلہ و ضعار

"ابن برثن" بنی ضیعہ کے غلام تھے۔ ابونافع سے لوگوں نے کہا کہ

شاعر نے تمھاری ہجو کی ہے۔ انھوں نے جواب دیا "اگر اس نے ہجو کی ہے

تو کیا اس سے میں مرجاؤں گا یا میرا بیٹا طلحہ فوت ہو جائے گا۔ لوگوں

نے کہا۔ نہیں۔ ابونافع بولے پھر کیا پرواہ ہے۔

مرہ بن ابی عثمان | عبدالرحمن بن ابی بکر رضی کے غلام تھے۔ حضرت عائشہ رضی نے زیاد بن ابی سفیان کو ان کی

سفارش لکھ دی تھی۔ زیاد اُمّ المومنین رضی کی تحسیر سے بہت مسرور

ہوئے اور مرہ کی بے حد خاطر داری کر کے علاقہ بصرہ میں ہنر مرہ ان کی

جاگیر میں بے دی۔ وہ ہنر انہی کی جانب منسوب ہے اور بصرہ میں ان

کی اولاد موجود ہے۔

سليمان بن بلال رضی اللہ عنہ | قاسم بن محمد کے غلاموں
میں سے تھے۔ وہ بربری

اور بہت ہی خوبصورت آدمی تھے۔ ان کو وصول خراج مدینہ کی خدمت
دی گئی تھی۔ حدیث بھی اُن سے روایت کی گئی ہے۔ انھوں نے ۱۷۲ھ میں
عہد خلافت مروان میں بمقام مدینہ وفات پائی۔



حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

شجرہ نسب

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد الغری بن قمر
بن رباح بن عبد شمس بن زراح بن عدی بن کعب
بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ، مگر عمر رضی اللہ عنہ کی نسب
منسوب ہونے کی وجہ سے "عدوی" کہلاتے تھے۔

خطاب بن نفیل قریش
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کے سربراہ اور وہ لوگوں

میں سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ماں قبیلہ فہم کی لڑکی تھیں اور پہلے نفیل کے پاس
تھیں۔ نفیل کی رحلت کے بعد عمرو بن نفیل نے ان سے شادی کر لی۔ جن کے
صلب سے وہ ایک لڑکے زید بن عمرو نفیل کی ماں بنیں۔

زید کی ماں ام الخطاب
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی زید رضی اللہ عنہ تھیں۔ یہ زید سعید

بن زید بن عمرو بن نفیل کے والد ہیں۔ سعید بن زید عشرہ مبشرہ میں سے
تھے۔ یعنی جن دس افراد کو جیتے جی جنتی ہونے کی بشارت زبان نبویؐ
سے مل چکی تھی۔

غرض کہ خطاب کے دو بیٹے تھے۔ زید اور عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت زید بن خطاب
کی ماں اسماء خاندان بنی اسد بن خزیمہ کی لڑکی تھیں۔ زید عمر رضی اللہ عنہ سے

قبل مشرف باسلام ہوتے تھے۔ وہ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ اس لڑائی میں ان کے اور حضرت عمرؓ کے ساتھ میں ایک زرہ مشترک تھی جس کے پہننے کے لئے ان میں سے ہر ایک شخص پہی کہتا تھا کہ ”واشدا اس کو تمھارے سوا اور کوئی نہ پہنے گا“ اس کے بعد وہ جنگِ احد میں شریک ہوتے جس کے اندر وہ تنہا چار شخصوں کے مقابلہ پر ثابت قدم ہے۔ بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگے نہیں۔ ان کو ۱۲ سالہ میں مسلمہ کذاب کی جنگ میں بھی شرکت کا اتفاق ہوا تھا۔ مگر اس میں یہ شہید ہو گئے۔ ان کے قاتل کا نام ابو مریم الحنفی بیان کیا گیا ہے۔ اور ایک قول ہے کہ ان کو ابو مریم کے بھائی ”سلمہ“ نے قتل کیا تھا۔ حضرت زیدؓ اپنی کنیت ابو عبد الرحمن کرتے تھے۔

عبد الرحمن بن زید رضی اللہ عنہ | حضرت زیدؓ کے بیٹے عبد الرحمنؓ تھے جن کی ماں ابی لبابہ انصاری

کی بیٹی تھیں۔ اور زیدؓ کی صاحبزادی کا نام ”اسماء“ تھا جن کی شادی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ ہوتی تھی۔ مگر حضرت عبید اللہؓ اپنی بیوی کی حیات ہی میں شہید ہو گئے۔ عبد الرحمن بن زیدؓ کے دو بیٹے عبد الحمید بن عبد الرحمن (جو لنگڑے تھے) اور عبداللہ بن عبد الرحمن تھے۔ جن کی ماں فاطمہ بنت عمرؓ تھیں۔ اے حضرت عبداللہؓ بڑے مجاہد اور جوشیلے تھے۔ انھوں نے اپنے والد حضرت عمر فاروقؓ کے قاتلوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ چنانچہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے فتویٰ دیا کہ قصاص میں عبید اللہؓ کو قتل کیا جاتے۔ یہ بات طول پکڑ گئی تو حضرت عثمانؓ نے قصاص کی رقم اپنی جیب سے دیکر حضرت عبید اللہؓ کی جان بچائی۔ پھر عہد مرتضوی میں ان کی تلاش ہوتی تاکہ ان سے قصاص لیا جائے تو یہ بھاگ کر امیر معاویہؓ کے پاس دمشق چلے گئے اور جنگِ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کی مخالفت میں اُٹھے یہاں تک شہید ہو گئے۔

عبد الحمید، عمر بن عبد العزیز خلیفہ دمشق کے عہد میں ان کی طرف سے ایک ملک کے عامل (گورنر) مقرر ہوئے تھے۔ عبد الحمید کی اولاد حسب ذیل تھی۔

ابراہیم، عبد الملک، عبد البکر، عمر، زید، عبد العزیز اور محمد، سات فرزند زینہ، ابراہیم بن عبد الحمید کے بیٹے، اسلحہ خطاب کے لقب سے مشہور تھے۔ جن کی اولاد شہر بصرہ میں نہایت مقتدا اور معزز ہے۔ اور عبد الحمید کے باقی ماندہ بیٹے صوبوں کے والی مقرر تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، اپنی کنیت

ابو حفص کرتے تھے۔ ان کی ماں ختمہ ہشام بن المغیرہ المخزومی کی بیٹی تھیں، چونکہ انھوں نے بالاعلان اسلام قبول کیا تھا اور بلند آواز سے لوگوں کو اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع دی تھی، حالانکہ ان سے قبل لوگ اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے اس لئے ان کو فاروقؓ "کہا جاتا تھا کیونکہ انھوں نے حق و باطل کے مابین امتیاز قائم کیا تھا۔ جس دن حضرت عمرؓ اسلام لاتے ہیں شہر مکہ میں مسلمانوں کی تعداد اُنّا لیسۃً مرد و عورت تھی جو اُن کے مشرف باسلام ہونے سے پوسے چالیس شخص ہو گئے۔

حضرت ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ جس وقت سے حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوتے ہم لوگ برابر معزز رہے اور کفار سے ذرا بھی نہیں دبے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سراپا

اہل سیر نے حضرت عمرؓ کی رنگت میں اختلاف

کیا ہے۔ بعض اہل حجاز کا قول ہے کہ وہ سفید چٹے رنگت کے دراز قدر چنڈے

شخص تھے جن کے چہرہ پر سُرخ غالب تھی۔

اور اہل کوفہ روایت کرتے ہیں کہ نہیں وہ گہری گندمی رنگت کے تھے۔ اور داڑھی میں مہندی کا خضاب کیا کرتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ذکر ہے کہ عمرؓ دونوں ہاتھوں سے یکساں کام کرتے تھے اور یہ روایت معتبر ہے۔ چند راویوں کے ذریعہ سے بواسطہ سماک بن حرب مروی ہے کہ حضرت عمرؓ جس وقت راستہ میں چلتے تو اُن کے پیروں کے گتے آپس میں رگڑ کھا جایا کرتے تھے اور وہ اس قدر بلند و بالا تھے کہ وہ سوار معلوم ہوتے اور دوسرے لوگ پیادہ چلنے والے نظر آتے یا اب معلوم ہوتا کہ وہ "سدوس" کے لوگوں میں سے ہیں

عہدِ خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن کو ولی عہد مقرر کیا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت ابو بکرؓ کے بعد خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ ان کی خلافت کے دو ہی برسوں میں خدائے کریم نے اُن کو بیت المقدس پر فتح بخشی، دمشق پر قبضہ دیا۔ دمشق کا شہر حضرت خالدؓ کے ہاتھوں صلح سے فتح ہوا تھا، ان کے علاوہ میان، دشت میان، ابوقباد اور یرموک کی لڑائیاں بھی سر ہوئیں۔ ابواز اور اس کے اضلاع میں حضرت ابی موسیٰ اشعریؓ کے ہاتھوں "جابہ" کی لڑائی فتح ہوئی۔

۱۹ھ میں زیرِ سالپوری حضرت سعد بن ابی وقاصؓ شکر اسلام نے "جلولاء" کی لڑائی جیتی۔ اسی سال حضرت معاویہؓ ابن ابی سفیان کی سپہ سالاری میں "قیساریہ" کی لڑائی میں مسلمانوں کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔

اس کے بعد ۲۰ھ میں "باب العیون" کا واقعہ ہوا۔ اس جنگ میں شکر اسلام کے سردار حضرت عمر بن العاصؓ تھے۔ ایک ضلع "ارجان" ۲۲ھ میں فتح ہوا۔ اس فوج کشی کی سپہ سالاری حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے ہاتھوں ہوتی۔

۲۱ھ میں نہادند کی جنگ ہوئی جس کے سپہ سالار حضرت نعمان بن مقرن المزنی تھے۔ ۲۳ھ میں اصطنخر کا پہلا معرکہ اور ہمدان کی جنگ واقع ہوئی۔ طاعون عمواس کی عالمگیر تباہی ۱۸ھ میں واقع ہوئی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عمرؓ نے
پے درپے دس

سال مسلمانوں کے ساتھ حج کئے۔ دسویں حج سے فارغ ہو کر جب وہ اپنے صدر مقام اور عہد خلافت یعنی مدینہ واپس آتے تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے محوسی غلام "فیروز ابولولو" نے اُن کو شہید کر ڈالا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت چھبیس ذی الحجہ ۲۳ھ کو واقع ہوئی۔

واقعی نے بیان کیا ہے کہ جس دن ابولولو نے حضرت عمرؓ پر فخر سے وار کیا ہے اس دن سے ماہ ذی الحجہ کے تمام ہونے میں سات دن باقی رہ گئے تھے۔ اور وہ چہار شنبہ کا دن تھا۔ تین دن تک حضرت عمرؓ زخم کی تکلیف میں مبتلا رہے۔ پھر چار دن ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں باقی رہ گئے تو آپؐ نے وفات پائی۔ اُن کی نماز جنازہ حضرت صہیبؓ نے پڑھائی تھی اور حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

ابن اسحق کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ دس سال چھ ماہ اور پانچ یوم تھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عمر

اُن کے بارہویں
راویوں کا اختلاف

ہے۔ ابن اسحق کا بیان ہے کہ وفات کے دن تک ان کی عمر پچپن سال کی تھی۔ اور یہ قول ابی الیقظان کا ہے۔ مگر واقدی نے بذریعہ قیس بن الربیع ابی اسحق اور عامر بن سعد کے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ۶۳ سال کی عمر پا کر دنیا سے رحلت فرمائی۔ مگر میرے خیال میں یہ قول بالکل غلط ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو پہلے ذکر کی گئی۔

زید بن اخزم نے ابو قتیبہ جریر بن جازم، ایوب اور نافع سے روایت کی ہے کہ نافع نے بیان کیا: ”مجھ سے حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ عمر پچپن سال کی عمر میں شہید ہوئے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کی نسلیں

حضرت عبداللہ
حضرت حفصہؓ

اور ان کی ماں حضرت ”زینب“ بنت منطعون تھیں۔ عبداللہؓ ان کی ماں ”ملیکہ“ جرول خزاعی کی لڑکی تھیں۔ عاصمؓ ان کی والدہ ”جمیلہ“ عاصم ابن ثابت حمی الدیر کی بیٹی تھیں۔ بی بی فاطمہؓ اور زیدؓ ماہ دونوں حضرت اُمّ کلثومؓ کے بطن سے تھے۔ جو علی ابن ابی طالبؓ کی صاحبزادی بی بی زہراؓ دختر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں۔

مگر ایک روایت میں ہے کہ بی بی اُمّ کلثومؓ کی جو بیٹی عمرؓ کے صلب سے پیدا ہوئیں تھیں ان کا نام رقیہؓ تھا۔ اُن کی شادی حضرت عمرؓ نے ابراہیم

بن نعیم النخام کے ساتھ کی تھی۔ وہ اپنے شوہر کے سامنے ہی فوت ہو گئیں اور لا ولد مرئیں۔ بحیرہ (ان کا نام عبدالرحمن تھا) اور ابوشحیمہ (ان کا نام بھی عبدالرحمن تھا) اور فاطمہ اور چند اور لڑکیاں۔ یہ سب حضرت عمر ابن الخطابؓ کی صہیلی اولادیں تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

کنیت ابو عبدالرحمن تھی۔ وہ اپنے والد

ماجد کے ساتھ ہی مکہ میں مشرف باسلام ہوتے تھے۔ جب کہ ان کا بچپن تھا۔ وہ تمام غزوات میں جو بدر اور احد کے بعد ہوتے شریک ہے اور عبدالملک بن مروان اموی خلیفہ کے عہد تک بقید حیات ہے۔

ابوالبیقطان نے بیان کیا ہے کہ مؤرخین کہتے ہیں: "حجاج امیر عراق نے ان کے قتل کے لئے مخفی طور پر ایک شخص کو مامور کیا تھا جس نے اپنے نیزہ کی نوک زہر آلود کر کے راستے میں چلتے ہوئے ان کی پشت پر چھو دی۔ پھر حجاج خود ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ ابا عبدالرحمن آپ کو کس شخص نے ایذا پہنچائی ہے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ خود تمہیں نے ایذا پہنچائی ہے۔"

حجاج نے متحیر بن کر دریافت کیا۔ خدا آپ پر رحم کرے آپ ایسی بات کیوں کہتے ہیں؟

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اس لئے کہ جس مقام میں ہتھیار باندھ کر چلنا ممنوع ہے تم وہاں مسلح ہو کر چلے۔" اسی زخم کے صدمہ سے انھوں نے وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ مقام "روم" کے قریب پڑھائی گئی۔ اور حالت حرامان میں مدفون کئے گئے۔

ابو الیقظان کے سوا اور لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے شہر مکہ میں وفات پائی اور مقام "فخ" میں مدفون ہوئے۔ ان کی عمر وقت رحلت چوراسی سال کی تھی اور وہ اپنی دارِ طہی زعفران سے خضاب کیا کرتے تھے۔ مکہ میں جس قدر اصحاب بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت کی جھڑت عبداللہ ابن عمرؓ ان سب کے آخر میں فوت ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اولاد

عبداللہ بن
عبداللہ بن

عمرؓ ان کی ماں صفیہ بنت ابو عبید مختار کی بہن تھیں۔ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ اُم ولد کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اور اُن کے علاوہ عاصم حمزہ، بلال اور واقد یہ سب عبداللہ ابن عمرؓ کے بیٹے تھے۔ اور چند لڑکیاں تھیں جن میں سے ایک لڑکی عمر بن عثمان بن عفانؓ کو بیاہی گئی تھیں اور دوسری عروہ بن الزبیرؓ کو منسوب تھیں۔

عبداللہ بن عمرؓ کے جن صاحبزادے کا نام عبداللہ تھا وہ قریش کے ممتاز لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ اور اپنے باپ کے وہی بھی تھے۔ ان کی یادگار نسل مدینہ میں ہے کہ منجملہ اس کے عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرؓ خلیفہ مہدی عباسی کی طرف سے ولایت کرمان کے عامل مقرر ہوتے تھے۔ پھر خلیفہ موسیٰ عباسی نے ان کو مدینہ کا عامل مقرر کیا اور اسی نسل سے ایک شخص عبداللہ بن عبدالعزیز بڑے پرہیزگار عبادت گزار اور صاحبِ فضیلت تھے۔ جو مدینہ کے قریب ایک محل میں فوت ہوئے۔

سالم بن عبداللہ اپنی کنیت "ابا عمر" کیا کرتے۔ وہ نہایت خوبوں

کے شخص تھے۔ اور بڑے جید فقیہ ان کے باپ عبداللہ اُن کی محبت کے بارہ میں انگشت نماتے جاتے تھے تو یہ کہتے تھے۔

یومومنی سالم والوہم وجلدہ بن العین والائف سالم
لوگ بھکوسالم کی محبت میں ملامت کرتے ہیں اور میں انکو برا کہتا ہوں اسکی خالی آنکھ اوناک کے مابین سالم ہے
واقعی کا قول ہے کہ سالم اپنی کنیت ابامندر کرتے تھے۔ اور وہ ۱۰۶ھ
میں بمقام مدینہ فوت ہوئے۔ ان کے جنازہ کی نماز ہشام بن عبدالملک
راموی خلیفہ نے پڑھائی تھی۔ عاصم بن عابد بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نام محمد
تھا جن کی نسل کوفہ میں پائی جاتی ہے۔

واقہ بن عابد بن عمر رضی اللہ عنہم احرام باندھنے کی حالت میں اونٹ پر سے گر
کر فوت ہو گئے۔ اُن فرزند عبداللہ بن واقہ قریش کے نامور لوگوں میں تھے۔
جن کے بارہ میں ایک شاعر کا قول ہے۔

احب من النسوان کل خریدة

میں عورتوں میں ہر ایسی زیبا اندام عورت کو پسند کرتا ہوں

اما حسن عباد وجسم بن واقہ

جو عباد کا حسن اور ابن واقہ کا ایسا جسم رکھتی ہو۔

عبادہ سے شاعر کی مراد "عباد بن حمزہ بن عابد بن زبیر بلال
بن عابد بن عمر رضی اللہ عنہ کے پسر ہیں۔ چوٹ کا نشان تھا اس لئے عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ ان سے کہا کرتے تھے کہ "بلال! کیا تم کو یہ امید ہے کہ اشج بن
عمر رضی اللہ عنہ تمہیں ہو گئے؟ یہ کم سنی ہی میں فوت ہو گئے اور ان کی نسل
نہیں چلی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

بڑے طاقتور اور تیز
مزاج شخص تھے جس

وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے انھوں نے فوراً تلوار کھینچ کر ابو لؤلؤ کی بیٹی ہرذان اور جفینہ اور ایک عجمی شخص، تین آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور کہنے لگے "میں کسی عجمی کو جان سے مارے بغیر باز نہ آؤں۔ علی ابن ابی طالبؓ نے ان کو بے گناہ لوگوں کے قتل کے قصاص میں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ معاویہؓ کے پاس بھاگ گئے اور ان کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوتے تھے جس میں مقتول ہو گئے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اولاد ابو بکر، عثمان اور ام عیسیٰ وغیرہ لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ ابو بکر بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک بیٹی اُمّ سلمہ نامی تھی جو حجاج کو بیاہی گئی تھی، عثمان بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک لڑکی اُمّ عثمان نامی تھی جو اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ منسوب تھی۔

حضرت عاصم بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما

بڑے صاحب
فضل اور

باخبر آدمی تھے۔ انھوں نے سترھ سال میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے وفات پائی۔ ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے مرثیہ میں یہ شعر کہا ہے۔

فلیت المنا یا کن حلفن عاصمًا
کاش دست اجل نے عاصم کو چھوڑ دیا ہوتا تو ہم سب مل کر
فعتنا جمیعًا اودھبن بنا معًا
زندہ رہتے ورنہ ہم سبھوں کو ایک ساتھ لے جاتا

عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے حفص اور عمر اور تین لڑکیاں حفصہ اُمّ عاصم اور اُمّ مسکین جملہ پانچ اولادیں تھیں۔ اُمّ عاصم کی شادی عبدالعزیز بن مروان سے ہوئی تھی جن کے بطن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز تولد ہوئے ان کے انتقال کے بعد عبدالعزیز بن مروان نے ان کی دوسری بہن حفصہ کے ساتھ عقد کر لیا۔ جن کے واسطے کہا جاتا تھا کہ اُمّ عاصم کے مردوں سے حفصہ کوئی نسبت نہیں رکھتیں۔

سیدہ اُمّ مسکین سے زید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے عقد کیا تھا مگر اس نے اُن کو طلاق دے دی۔ جس کے بعد گورنر کوفہ عبید اللہ بن زیاد نے اُن کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

حفص بن عاصم کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اُمّ عاصم نامی تھی عمر بن حفص کے بیٹے عبید اللہ بن عمر العموی ہیں جو حدیث کے راوی ہیں۔

حضرت ابو حمزہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ | اُن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے شراب خواری اور ایک دوسرے قبیح فعل کی وجہ سے شرعی سزائے تازیانہ دی تھی جس کے صدمہ سے وہ فوت ہو گئے اور ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

حضرت زید بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ | بنی عویج اور بنی رزیح کے مابین

ایک جنگ میں پتھر کے صدمہ سے فوت ہوئے اور اُن کی اولاد بھی کوئی نہیں ہے۔ اور ایک اور قول ہے کہ وہ اور اُن کی ماں اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا

لہ آپ خلفائے بنو امیہ میں سب سے افضل اور اعلیٰ خلیفہ ہیں۔ مؤرخین آپ کو عمر ثانی بھی لکھتے ہیں۔ یہ اُمّ کلثوم حضرت علی کی نور نظر اور سیدہ فاطمہؓ ہزار کی لخت جگر تھیں تفصیلات آگے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت زید بن عمر رضی اللہ عنہ کی نسل چلی۔ ناگور شریف کے بزرگان ہی زید بن عمر رضی اللہ عنہ کی نسل پاک ہیں۔ دیکھئے ان کا

دونوں نے ایک ہی ساعت میں وفات پائی۔ جس کی وجہ سے کسی کو ایک دوسرے کی میراث نہیں ملی۔ اُن کے جنازہ کی نماز عبداللہ بن عمرؓ نے پڑھائی تھی جنہوں نے حضرت زید کی نماز جنازہ پہلے پڑھی اور سیدہ اُمّ کلثومؓ کا جنازہ مؤخر کر دیا۔ اسی وقت سے یہ طریقہ جاری ہو گیا کہ مردوں کے جنازہ کی نماز پہلے پڑھی جلتے اور عورتوں کی اُن کے بعد۔

ان کے کئی لڑکے تھے لیکن وہ سب

حضرت مجیر بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

فوت ہو گئے ان میں سے ایک بھی باقی نہیں رہا۔

ملک الدار حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو ایک

غلامان عمر رضی اللہ عنہ

مکان کا متولی مقرر کیا تھا جس کے اندر یہ لوگوں کو کچھ تقسیم کیا کرتے تھے۔

ملک الدار کی اُمّ ولدہ "ختی" نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو دودھ پلایا

تھا جو نہایت شکیل تھیں۔ حضرت عثمانؓ نے اُن سے کہا کہ میں تم کو جاگیر

دینا چاہتا ہوں۔ بتاؤ تمہیں کیا پسند ہے۔ پانچ حصّوں میں کا ایک حصّہ

یا چھ حصّوں میں کا ایک حصّہ؟۔ ختی نے کہا چھٹا حصّہ۔ حضرت عثمانؓ نے اُن

کی حسبِ خواہش چھٹا حصّہ دے دیا۔ جس کے بعد ملک الدار ملک یمن کو چلے

گئے۔ ملک الدار کے موالی میں "ذکوان" صاحبِ مرتبت تھے وہ بعض ملکوں

کے عامل بھی مقرر ہوتے تھے۔ اور ان کی یہ بات اتنی مشہور ہے کہ مکہ سے مدینہ

تک کا سفر انہوں نے ایک رات و دن میں طے کیا جو کہ نہایت حیرت انگیز

کام تھا۔

حضرت مہجع رضی اللہ عنہ

آپ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے اور آپ جنگ بدر میں شہید ہوتے تھے۔

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ

یہ بھی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ بقول سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ بجاوہ

کے حبشی تھے۔ وہ اپنی کنیت ابازید کیا کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ۱۲ سالہ میں خرید کیا تھا۔ جس سال اشعث بن قیس آہی زنجیروں میں گرفتار کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر کیا گیا تھا۔ اسلم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اشعث کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے باتیں کرتے سنا تھا۔

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کی وفات عہد خلافت عبدالملک بن مروان میں ہوئی۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں اور ان کے بیٹے زید بن اسلم اپنے باپ سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔ ان کی کنیت اباعبداللہ تھی۔ وہ ابر شہر ثانی کے رہنے والے تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عزرات میں ان کو پایا تھا۔ نافع رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابوبکر، عبداللہ اور عمر تینوں کی احادیث کے راوی ہیں۔

حضرت ہسنی

آپ بھی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے اور یہی اس بات کے راوی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بحر زمرین

زبیق کے اور کسی قطع اراضی کو رجمی نہیں بنایا تھا۔ صرف یہی اراضی ان کے لئے اشعث بن قیس شیعیا بن علی میں سے تھے۔ جنگ صفین میں انھوں نے حضرت علی کی حمایت میں کارہائیاں انجام دیئے تھے۔ حضرت حسن مجتبیٰ کی زوجہ جعدہ انھیں کی بیٹی تھیں جن کے باپ میں مشہور ہے کہ انھوں نے حضرت حسن کو زہر دیا تھا۔

گھوڑوں کی چسراگاہ کے لئے محفوظ کر دی گئی تھی جن پر وہ بحالت عز و ات سوار ہوا کرتے ۔

حضرت مبارک بن فضالہ | یہ بھی حضرت عمرؓ کے موالی میں شامل تھے۔ اُن کے جدا بواؤمیہ عمرؓ کے

مکاتب غلام تھے۔ جن کا نام عبدالرحمن تھا۔ مبارک سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں، انھوں نے ۱۶۵ھ میں وفات پائی۔ مبارک کے چند اور بھائی بھی احادیث کے راوی ہیں کہ منجملہ ان کے المفضل بن فضالہ اور عبدالرحمن بن فضالہ بھی ہیں ۔



امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نام و نسب | عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ، ان کی کنیت اباعمر، اباعبید اور ابالیلی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے والدین | حضرت عثمان کے پدر بزرگوار عفان ایک

تجارتی سفر میں ملک شام کو گئے تھے اور وہیں وفات پائی۔ مگر ایک قول یہ ہے کہ وہ مقام عیصہ میں "فاکہ بن المغیرہ کے ساتھ مقتول ہوئے۔

عفان کی اولاد میں حضرت عثمان، آمنہ اور اربن تین لڑکے اور لڑکیاں ہیں جن کی ماں حضرت اردی کریمہ بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کی بیٹی تھیں۔ حضرت اردی کی ماں کا نام "بیضا" ہے جو عبد المطلب کی صاحبزادی ہیں۔ اس طرح پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی بہن تھیں۔

★

حسن و جمال

واقعی کا بیان ہے کہ عثمانؓ میانہ اندام، خوبصورت اور خندہ رو و شخص تھے۔ داڑھی گھنی اور بڑی تھی۔

رنگت گندمی تھی، سر کے بال بکثرت تھے اور وہ اپنے دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھا کرتے تھے۔

واقعی کے سوا اور راویوں نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ چندے اور شریلے تھے ان کے کانوں کے نیچے بالوں کا انبوہ تھا۔ سر اور داڑھی کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اُن کے دشمن انھیں عثوثؓ دست و فرومایہ کہا کرتے تھے۔

نبی زاد یوں سے عقد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ اپنی دو بیٹیاں رقیہؓ اور ام کلثومؓ

بیاہی تھیں، عثمانؓ قبیلہ قریش میں نہایت ہر دل عزیز شخص تھے۔ چنانچہ ایک قریشی شاعر کا قول ہے۔

”احب والیٰ حسن، حب قریش و عثمان، اذا دعا بالمیزان“
یعنی میں تجھ کو اتنا ہی محبوب رکھتا ہوں جس قدر اہل قریش عثمانؓ کو چاہتے ہیں جس وقت کہ وہ میزان کے لٹے بلائے جائیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے مہاجر

عثمانؓ سب سے پہلے ہجرت

کرنے والوں میں تھے انھوں نے بحالت قیام مکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی، رقیہؓ سے شادی کرنے کے بعد انھیں ساتھ لے کر سرزمین حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی جس کے بارہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

”یہ دونوں پہلے شخص ہیں جنہوں نے ابراہیم و لوط علیہما السلام کے بعد راہِ خدا میں ترک وطن کیا ہے۔“ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوسری ہجرت مدینہ کی جانب کی۔ اس طرح ان کی دو ہجرتیں ہوئیں۔

بیر رومیت پر وقف | انہوں نے بیر رومے کو خرید لیا تھا جو ایک یہودی کا کنواں تھا اور وہ اس کا

پانی مسلمانوں کے ہاتھ بقیعت فروخت کیا کرتا تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ ”رومے“ رکنواں، کو کون شخص خرید کر مسلمانوں پر وقف کرتا ہے تاکہ وہ اپنا ڈول بھی ان لوگوں کے ڈولوں کے ساتھ بھرتا رہے اور اس شخص کو اس کے اجر میں ایک جنت کا کنواں ملے گا۔“

یہ کلام سن کر حضرت عثمانؓ یہودی کے پاس گئے اور اس سے کنوئیں کی قیمت معلوم کرنی چاہی لیکن اس نے پورا کنواں فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ نے نصف کنواں بارہ ہزار درہم قیمت ادا کر کے خرید لیا۔ اور اسے مسلمانوں پر وقف کر دیا، اس کے بعد عثمانؓ نے یہودی سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ایک دن یہ کنواں میری ملک ہے اور ایک دن تمہاری ملک ہو۔ ورنہ اگر تمہاری مرضی ہو تو میرے حصے میں دو قریبے مقرر کر دو۔ یہودی نے کہا نہیں پہلی صورت بہتر ہے۔ ایک دن تمہارا اور ایک دن میرا۔ اب یہ صورت ہونے لگی کہ جب عثمانؓ کا دن آتا تو مسلمان لوگ اتنا پانی لے لیا کرتے جو کہ دونوں دنوں کے لئے کافی ہوتا۔ یہودی یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرا یا اور عثمانؓ سے کہنے لگا کہ تم نے میرے کنوئیں کو خراب کر ڈالا ہے۔ اب اس کا باقی ماندہ نصف حصہ بھی خرید لو، عثمانؓ

رضی اللہ عنہ نے نصف حصہ بھی آٹھ ہزار درہم دیکر خرید لیا۔

مسجد نبویؐ کی توسیع | ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہماری مسجد میں کون شخص اٹھائے

کرتا ہے۔ یہ سنکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانچ سو ار جگہ خرید کر کے مسجد میں بڑھادی۔ انھوں نے نو سو پچاس اونٹوں سے "جیش العسرت" کی درستی کی تھی اور پچاس گھوڑے دیکر ہزار سواریوں کی کمی پوری کر دی۔

جنگ بدر میں عدم شرکت | وہ جنگ بدر میں اس لئے شریک نہیں ہو سکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انہیں اپنی بیٹی رقیہ کی تیمارداری کے لئے چھوڑ گئے تھے جو بیمار تھیں۔ چنانچہ انھوں نے اسی زمانے میں رحلت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو دفن کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں ان کا بھی حصہ لگایا تھا۔ اور ان کے ثواب جہاد کی بھی بشارت دی تھی۔

بیعت رضوان | وہ بیعت رضوان میں بھی شامل نہیں ہوئے جس کی وجہ یہ ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کو مکہ میں مشرکین کے پاس یہ پیام کہنے کو بھیجا تھا کہ آپ جنگ کی نیت سے نہیں تشریف لاتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب سے اپنا بایاں ہاتھ قائم مقام بنا کر بیعت کر لی۔

وہ جنگ احد میں شریک تھے مگر شکست کھانے والوں کے ساتھ بھاگ کر قابچلے گئے جو تین دن کے راستے پر واقع تھا۔ اسی واسطے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ **إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ** انما

استنزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم یعنی جو لوگ تمھارے گروہ میں سے دونوں فوجوں کی مدد بھڑکے دن بھاگ نکلے انھیں شیطان نے بہکا دیا جس کی وجہ سے ان کے بعض اعمال تھے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف فرما دیا ہے۔

زمانہ خلافت اور فتوحات | یکم محرم ۱۲ھ کو جب کہ آپ کی عمر اٹھتر سال کی تھی ان سے خلافت

کی بیعت کی گئی۔ اُن کے عہد خلافت میں سب سے پہلے فوج کشی، لے، پر ہوئی جس کے سالار ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے بعد مرتبہ بمرتبہ اسکندریہ، شاپور، افریقیہ، قبرص، سواحلی بحیرہ روم، اصطخر الاخرہ، فارس الاولیٰ، جور و فارس الاخرہ، طبرستان، دارا بگرد، کرمان، سجستان بعد ازاں دریا میں مقامات اسادۃ، پھر افریقیہ، حصون، قبرص، ساحل اردن اور سب سے آخری ۳۲ھ میں جنگ مرو حضرت عیسیٰ بن عامر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوئی۔

اس کے بعد ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے محاصرہ میں لے لیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات | جن باتوں کی وجہ سے لوگ حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوتے وہ یہ تھیں کہ انھوں نے حکم بن ابی العاص کو پناہ دیکر اسے ایک لاکھ درم عطا کئے تھے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے خارج البلد کر دیا تھا۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُن کو پناہ نہیں دی تھی لہٰذا حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

لوگوں کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "محضرور" کو جو مدینہ کے بازار کی جگہ ہے مسلمانوں پر وقف کر دی تھی۔ وہ زمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حرث بن الحکم مروان کے بھائی کو جاگیر میں دے دی۔ اور باغ فدک مروان کی جاگیر میں دے دیا۔ حالانکہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موقوفہ جائداد تھی۔

رگزشہ سے پوئستہ، سفارش کی تھی کہ حکم کو مدینہ آنے دیا جاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی اجازت دیدی تھی لیکن ابھی فرمان جاری نہیں کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرم گئے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے اجازت کا تذکرہ کیا لیکن چونکہ حضرت عثمانؓ کے پاس گواہ نہ تھے اس لئے حکم کی واپسی کا حکم نہ ملا۔ لہذا جب خود حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوتے تو اپنے ان کو مدینہ بلوایا۔ رہی ایک لاکھ دینے کی بات تو یہ رقم حکم کو نہیں مروان بن حکم کو عطا ہوتی تھی وہ بقول قدیم مؤرخ ابو علیؒ جبانی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی جیب سے دی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ بیت المال سے دی لیکن طبری نے اسکی تصریح کر دی ہے کہ یہ رقم بطور قرض دی تھی جو بعد میں بیت المال میں جمع کر دی گئی (تفصیل کیلئے دیکھئے حضرت عثمانؓ کے سرکاری خطوط) لہذا حضرت عثمانؓ نے حرث کو جاگیر نہیں دی تھی بلکہ اس جاگیر کا انکو حاکم مقرر کیا تھا اور جب انھوں نے اپنی بڑی ٹھیک انجام نہیں دی تو ان کو موزول کر دیا اور اگر ابن قتیبہؒ کی روایت صحیح ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بہت سی زمین مسلمانوں پر وقف کی تھی ان میں محضرور، فقیرین، برقیس، بنو نضیر اور بنو بنع وغیرہ۔ جو حضورؐ کے بعد خلفائے راشدین کی نگرانی میں تھی اور خلفاء ان زمینوں کو ضرورت مند حضرات کو دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ نے ایک زمین اپنے داماد زبیر بن عوام اور دوسری زمین طلحہ بن عبید اللہؓ کو دی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے بھی بنع کا سرسبز نخلستان اپنے خسر حضرت علیؓ کو دیا تھا۔ لہذا حضرت عثمانؓ نے اگر ایک زمین اپنے داماد حارث بن حکم کو اور دوسری زمین دوسرے داماد مروان بن حکم کو دی تو اس پر اعتراض کیوں؟ (تفصیل کیلئے دیکھئے عثمانؓ غنیؓ کے سرکاری خطوط مطبوعہ ندوۃ المصنفین ص ۱۰۱)

حضرت عثمانؓ نے فتح افریقیہ کا خمس لے کر سب کا سب مروان کو ہبہ کر دیا۔
جس کے بارہ میں عبدالرحمن بن حنبل النجفی نے جس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے جلاوطن کر دیا تھا کہا ہے۔

احلف باللہ رب الانام
میں پروردگار مخلوق کی قسم کھاتا ہوں
وکن خلقت لنا فتنۃ
لیکن خلقت لنا فتنہ
مگر تو نے ہمارے واسطے ایک فتنہ پیدا کیا ہے
فان الامیین قد بیتنا
پس اس میں شک نہیں کہ دو امانت داروں نے
فما اخذ ادرہم غیلۃ
فما اخذ ادرہم غیلہ
پس انھوں نے ایک ہم بھی بدبختی سے نہیں لیا
واعطیت مروان خمس العبا
واعطیت مروان خمس العبا
اور تم نے مروان کو بندگان خدا کا خمس دیا
عبداللہ بن خالد بن اسید نے حضرت عثمانؓ سے کچھ صلہ مانگا تو انھوں
نے اُسے چار لاکھ درہم دیدیئے۔

ابوذر غفاریؓ کو مقام "زبدہ" میں جلاوطن کر دیا اور عبد القیس کو
بصرہ سے ملک شام کی جانب نکلوا دیا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کی ان کارروائیوں کو دیکھ کر مصر کے رہنے والوں کی ایک
جماعت مدینہ میں اُن کے پاس آتی جس میں حسب ذیل لوگ تھے۔

محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ ایک فوج میں، کنانہ بن بشر

۱۔ حضرت عثمانؓ نے خمس افریقیہ مروان کو ہبہ نہیں کیا تھا بلکہ مروان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خریدا
تھا۔ ملا حظہ فرماتیں تاریخ ابن قلدون ج ۲ ص ۱۲۹ اور اگر ہبہ کر دیا تو یہ پہلی مثال نہیں۔

التجیبی ایک فوج میں، ابن عدیس البلوی ایک فوج میں، اہل بصرہ میں سے حکیم بن جبلہ العبدی، اور سدوس بن عبیس الشنی اور چند اشخاص کو فہ کے رہنے والے جن میں ایک شخص اشتر بن اکثرث النخعی بھی تھے۔ ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آکر ان کو ان کا رروایتوں کی بناء پر سرزنش کی جو ان سے سرزد ہوتی تھیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی فہماتش منظور کر کے انہیں رضامند بنا دیا۔ مگر جب یہ لوگ ان کے پاس سے واپس گئے تو مصر کے راستہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر انہیں ہاتھ آئی جس پر ان کی مہر چسپاں تھی اور وہ تحریر امیر مصر کے نام اس مضمون کی تھی کہ جس وقت یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں گے تو فوراً ان کی گردنیں مار دینا۔ وہ لوگ اس تحریر کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس واپس لوٹ آئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے بحلف بیان کیا کہ انہوں نے اس خط کے لکھنے کا حکم نہیں دیا ہے اور نہ انہیں اس کی روانگی کا علم ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ تو آپ کے لئے سخت بذامی کی بات ہے یہ آپ کی مہر بلا آپ کی اجازت اور علم کے یوں استعمال کر لی جاتی ہے۔ اگر آپ کا رروایت حکومت میں ایسے مجبور ہو کر دوسروں کے زیر اثر آگئے ہیں تو خلافت سے دست بردار ہو جائیے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت سے کنارہ کشی کرنے سے انکار کیا اور ان لوگوں سے جنگ کرنے پر بھی آمادگی ظاہر نہیں کی بلکہ اس کو منع کیا اور اپنے گھر کا دروازہ بند کرا لیا۔

اے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ! میں نے کی باتوں کو غور سے سنتے رہے اور بے الفاظ میں یہ بھی کہتے رہے کہ ہماری تحریر کے مثل تحریر لکھی جاسکتی ہے اور نقلی مہر بھی تیار کی جاسکتی ہے مطلب یہ تھا کہ یہ سرزمین خط ہو سکتا ہے تم لوگوں نے ہی ایک سازش کے تحت تیار کیا ہو۔ بہر حال۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

مفسدوں نے
بیس یا چالیس

دنوں تک ان کے مکان کا محاصرہ رکھا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سات سو آدمیوں کے ساتھ خاموش محاصرہ میں بیٹھے رہے۔ پھر مفسد لوگ بنی حزم انصاری کے گھر میں ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے۔ اور نیا بن عیاض سلمیٰ نے ایک چوڑے پکان کا تیران کے چہرہ پر مارا جس کے زخم سے خون بہہ کر قرآن پاک پر گرا جو ان کی گود میں رکھا تھا۔ بعد ازاں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پر ہاتھ ڈالا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میری داڑھی چھوڑ دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں واقع ہوا تھا اس سال حضرت عبداللہ بن العباسؓ نے لوگوں کو فریضہ حج ادا کرایا۔ اور مدینہ میں حضرت علی بن ابی طالبؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور خطبہ سنایا۔ حضرت عثمانؓ نے پورے دس سال متواتر لوگوں کو حج کرایا تھا۔ ان کے قتل کے دن راویوں کا اختلاف واقع ہوا ہے۔

ابن اسحقؒ چار شنبہ کا دن اور وقت بعد عصر بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی تدفین رات کے وقت بقیع کے قبرستان میں کی گئی اور نماز جنازہ حضرت جیسر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر پوشیدہ کر دی گئی۔

ابوالیقظان کا قول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۳۵ھ میں جمعہ کے دن قتل کئے گئے اور حش کوکب نامی ایک قطعہ زمین میں مدفون ہوئے۔ جو ابھیں کی ملکیت تھا اور انھوں نے اپنی حیات میں اسے خرید

فرما کر قبرستان بقیع میں اضافہ کر دیا تھا۔ حبش کے معنی باغ کے ہیں جس کی جمع الحشان آتی ہے اور کوکب ایک انصاری شخص کا نام ہے۔ اور شاعروں حضرت عثمان رضی کا قتل خاص عید الضحیٰ کا دن بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرزدق کہتا ہے۔

فرزدق کا مرثیہ

عثمان اذ قتلوه وانتہکو
دس صبحہ لیلہ النحر
عثمانؓ کو جب گلوں نے قتل کیا اور انکی خونریزی کی تو وہ لیلۃ النحر کی صبح تھی
اور ایک دوسرے شاعر کا قول ہے۔
صحا با شمس ط عنوان السجود یہ یقطع اللیل تسبیحا و قسرا

اور ام ایمن بن خرم کا قول ہے۔
لعاقدوا ذبحو عثمان ضاحیہ
ضحا العثمان فی الشہر الحرام لم
فای سنتہ کفر سن اولہم
فاستوردہم سیوف المسلمین علی
ماذا ارادوا اھل اللہ سعیم
این اسحق کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی ولایت (خلافت) بارہ دن کم بارہ سال تھی۔
فائے ذبح حرام دیہم ذبحوا
یخشو علی مطیع الکفر الذی طمخوا
وباب کفر علی سلطانہم فتخوا
تمام ظمئے کما یستورد النصح
بسفک ذات الدم الذاک الذی سفخوا

حضرت عثمان رضی عنہ کی اولاد | عبد اللہ الاکبر رضی، ان کی ماں "فاختہ" بنت

غزو ان مٹھیں عبد اللہ الاصغر رضی، رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بطن سے۔ اور عمر رضی، ابان رضی، خالد رضی، عمرو رضی، سعید رضی، ولید رضی، اُمّ سعید
مغیرہ رضی، عبد الملک رضی، اُمّ ابان رضی، اُمّ عمرو رضی، اور عائشہ رضی۔

حضرت عمرو بن عثمان رضی عنہما | اُن کی اولاد میں سب سے زیادہ عمر والے اور اپنی

نسل کے لحاظ سے اشرف تھے۔ انھوں نے مقامِ منیٰ میں وفات پائی۔ اُن کی اولاد حسب ذیل ہے۔

عثمان الاکبر رضی، خالد رضی اور عبد اللہ الاکبر رضی اُن کی ماں حفصہ بنت
عبد اللہ بن عمر رضی تھیں۔ اور عثمان الاصغر، عبد اللہ الاصغر، بکیر، مغیرہ، عبیدہ
عمر اور ولید۔

عبد اللہ الاکبر نہایت حسین آدمی تھے۔ اور اپنی خوبصورتی کی وجہ سے
”مطروف“ کے لقب سے مشہور تھے۔ مدرک بن حصن اُن کی صفت
میں کہتا ہے۔

کافی اذا دخلت علی بن عسیر

جب میں ابن عمر رضی کے یہاں جاتا ہوں تو گویا

دخلت علی محبۃ کعب

پردہ نشین جوان عورت کے یہاں جاتا ہوں

آل عثمان اور آل علی کا رشتہ | عبد اللہ بن عمرو الاکبر
کی اولاد میں خالد، عائشہ

عبد العزیز، آمنہ اور اُمّ عبد اللہ ہیں اور بی بی فاطمہ بنت الحسین رضی
بن علی رضی بن ابی طالب رضی کے بطن سے اُن کی اولاد حسب ذیل تھی۔ محمد الاصغر،
قاسم اور رقیہ، اور دوسری بیویوں کے بطن سے محمد الاکبر عمر اور سعد

تھے محمد بن عبداللہ بن عمرو الاصغر بھی بڑے شکیل و جمیل جوان تھے جو بوجہ اپنی زیبائی کے ”دیباچہ“ کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کی قدر و منزلت بہت ہوتی تھی۔ اور ان کو کسی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا۔ ان کی ذریت میں ”وزرع“ خلیفہ مظلوم ہیں۔ وہ بکثرت نکاح کر کے طلاق دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی ایک بیوی نے کہا تھا: ”اُن کی مثال ایسی ہے جیسے دنیا کہ اس کی نعمتیں دوام نہیں رکھتیں اور اسکی مصیبتوں سے مامون رہنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔“

اُن کو ابو جعفر منصور عباسی نے فاطمی لوگوں کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا اور چند روز اس پر رکھ کر قتل کر دیا۔ پھر ان کا سر ”ہند“ کے پاس بھیجا اور بظاہر یہ مشہور کر دیا کہ یہ سر محمد بن عبداللہ بن الحسین کا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عمرو الاصغر کی یادگار اُن کی نسل موجود ہے۔

ان کی اولاد سے ایک ایسی لڑکی تھی جس کا

آل عثمان کی بزرگی

سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سمجھوں سے ملتا ہے۔ کیوں کہ ان کے باپ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہم تھے۔ ان کی ماں عثمان بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹی خدیجہ تھیں۔ عروہ کی ماں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء تھیں۔ محمد بن عبداللہ کی ماں امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ تھیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ کی ماں طلحہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی اُمّ اسحاق تھیں۔ عبداللہ بن عمرو کی ماں عبداللہ بن عمرو

رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

قاسم بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ لا ولد تھے۔ عمر بن عبد اللہ کے بیٹے بن عمر عرجی شاعر کے نام سے مشہور ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مقام "عرج" میں جو طائف کے نزدیک ایک موضع ہے رہا کرتے تھے۔ چوں کہ وہ ابراہیم ہشام المخزومی کی بھوکیا کرتے تھے اس لئے اس نے انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا تھا، چنانچہ قید خانہ ہی میں ان کی وفات ہوئی گرفتاری کی حالت میں انھوں نے کہا تھا۔

کافی لم اکن فیہم وسیطاً ولم تک نبتی فی آل عمرو

★

اضاعونی ولے فتنۃ اضاعو لیوم کریم و سدا دثغر

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ

آپ کا شمار مجاہدوں اور غازیوں میں ہوتا ہے۔

فتوحات افریقہ میں آپ نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

امم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ "جنگ حمل" میں شریک تھے۔ اور دو بھاگنے والوں میں سے دوسرے صاحب یہی تھے۔ ان کی ماں جندب بن عمرو بن حتمۃ الدوسی کی بیٹی تھیں اور ان کا دماغ مافوف تھا۔ وہ گوبریلا کپڑا اپنے منہ میں رکھ لیا کرتی تھیں اور کہتیں "جا جب تک ما فی فمی" عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ بھی انھیں کے بطن سے تھے۔

ابان رضی اللہ عنہ کے جسم پر سفید داغ تھے اور وہ احوال بھی تھے۔ اسی وجہ سے ان کا لقب "بقیع" مشہور تھا۔

★

حضرت ابان کا حضرت حسینؑ سے رشتہ

ان کی بیوی سیدہ
ام کلثوم علیہا السلام

بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی لڑکی تھیں۔ حضرت ابان کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثومؑ حجاج بن یوسف کے نکاح میں آئیں۔

ابان کی اولاد بکثرت ہے جن میں سے حضرت عبدالرحمن بن امان رضی اللہ عنہ نہایت عبادت گزار، صاحب اجتہاد تھے۔ اُن سے حدیث کی روایت بھی کی گئی ہے۔

حضرت خالد بن عثمان رضی اللہ عنہ

اُن کے پاس وہ قرآن
تھا جو بوقت شہادت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ اور ان کے خون سے رنگین ہو گیا تھا۔ پھر وہ وراثتاً ان کی اولاد کے پاس منتقل ہوتا گیا جو بالکل نابود ہو گئے۔ (وہ قرآن آج بھی تاشقند میں موجود ہے)

حضرت عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ

آپ کی اولاد زید، عاصم
اور ام ایوب عبدالملک

بن مروان کے عقد میں آئیں۔ زید بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ نے بی بی سکینہ بنت لہ سیدہ ام کلثوم حضرت زینب بنت فاطمہ زہراؑ کی لخت جگر تھیں۔ سیدہ زینب حضرت حسینؑ کی بہن اور حضرت ابن جعفر کی بیوی تھیں۔ سیدہ ام کلثومؑ سے جناب ابان کی نسل چلی (ابن حزم ص ۸۳، نسب فریش ص ۸۳، کتاب العارف ص ۱۳۷، کتاب العارف ص ۱۳۷) ان سے ایک بچہ عثمان ہوا جو نہایت خوبصورت تھا۔ اس وجہ سے جناب زید کی کنیت ابو عثمان تھی۔ جناب زید کے ایک بڑے بھائی عبداللہ بن عمر بن عثمان تھے ان کے عقد میں سیدہ سکینہ کی بڑی بہن سیدہ فاطمہ تھیں ان سے بھی نسل چلی، محمد اصغر، قاسم، اور قیران ہی کے بطن سے تھے (طبقات ابن سعد ۴/۳۸۷، مقاتل الطالبین ص ۱۸۱ کتب شیعہ)

امام حسینؑ سے عقد کیا تھا۔

عاصم بن عمر بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت کفایت شعار تھے کسی شاعر نے ان کی بھویں کہا ہے۔

سیرا فقد جن الظلام علیکما فلت الذی یرجو القریٰ عند عاصم
چلے چلو کہ تم پر رات کا اندھیرا چھا گیا ہے پس تم وہ شخص نہیں ہو جو عاصم کی فطرت کا امیر ہو

فما کان لے ذنب الیہ علمتہ

سوتے اننے قدر تہ غیر صائم

جہاں تک مجھ کو معلوم ہے میری آنکھیں نزدیک بجز اس کے اور کوئی

خطا نہیں تھی کہ میں نے بغیر روزہ رکھے ان کی ملاقات کا ارتکاب کیا

ایک چشم اور کفایت
شعار شخص تھے ان

حضرت سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ

کے مقتول ہونے کی وجہ یہ ہوتی کہ وہ خراسان میں معاویہ کی جانب سے

عامل مقرر تھے بھرت معاویہ نے ان کو معزول کر دیا تو وہ مع ان پرغمال

لوگوں کے جو اولاد ہ صفدر سے ان کے قابو میں تھے مدینہ چلے آئے۔

اور یہاں آکر ان لوگوں کو اپنی ایک آراضی میں اُسی گداں سے گوڑنے پر

متعین کر دیا۔ ایک دن ان لوگوں نے موقع پا کر احاطہ کا دروازہ بند

کر لیا۔ اور حضرت سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ کو جو وہاں موجود تھے لپیٹ کر قتل

کر ڈالا پھر جب وہ لوگ ماخوذ ہوئے تو خود کشی کر کے مر گئے۔

حضرت ولید بن عثمان رضی اللہ عنہ

جس وقت اُن
کے والد ماجد

ابو بکرؓ مجاہد اور نمازی تھے۔ ایران اور ترکستان کی فتوحات میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں تو اس وقت یہ خوشبو تیا ت ملے ہوئے اپنے حجلہ عروسی میں تھے۔

حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ

رقیہ بنت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھے۔ اور بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ چھ سال کے ہو گئے تھے جب کہ ایک مرغ نے اُن کی آنکھ میں چوتخ ماردی جس کے صدمے سے بیمار ہو کر فوت ہوئے۔

حضرت عبدالملک بن عثمان رضی اللہ عنہ

کہا جاتا ہے کہ آپ بھی بچپن

ہی میں قضا کر گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام

آپ کے غلاموں میں کیسان ابو

فروہ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن ابی فروہ نہایت عالی قدر تھے۔ وہ مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے صاحب امر تھے۔ پھر جس وقت مصعب قتل ہو گئے تو یہ اُن کے پاس کا تمام مال جس کی مقدار ایک کروڑ درہم تھی لے کر مدینہ کو چلے گئے۔ ان کی اولاد کا شمار مدینہ میں بکثرت ہے اور وہ نہایت معزز لوگ ہیں۔

خدا بن ابان

خدا بن ابان اور ان کے بیٹے اور ابوالزناد اور ان کے بیٹے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے موالی میں داخل ہیں۔

لے نواسے کی نماز جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور قبر میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اُترے۔

امیر المومنین علی بن ابی طالب

نام و نسب | علی بن ابی طالب، ابی طالب کا نام عبد مناف تھا اور وہ عبد المطلب بن ہاشم کے فرزند ہیں اور وہ اپنی کنیت "ابا محسن" کرتے تھے۔

باپ، بھائی اور بہنیں | ابو طالب کی اولاد میں عقیلؓ، جعفرؓ، علیؓ اور طالبؓ چار بیٹے، اور اُمّ ہانیؓ کا نام "فاختہ"، تھا۔ اور "جمانہ" دو لڑکیاں تھیں، ان سب لڑکوں کی ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف کی بیٹی تھیں۔ اور فاطمہ کی ماں کا نام "حی" تھا جو قریش کے بطن بنی عامر بن لوطی کی لڑکی اور ہرم بن رواحہ کی بیٹی تھیں۔ فاطمہ بنت اسد، ابو طالب کی بیوی مسلمان ہو گئی تھیں اور یہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جو ایک ہاشمی مرد سے بیاہی گئیں اور صاحب اولاد ہوئیں۔

حضرت عقیلؓ بن ابی طالب | اپنی کنیت "ابا یزید" کرتے تھے۔ وہ جنگ بدر میں گرفتار ہو گئے تھے۔ جب کہ حضرت عباسؓ بن عبد المطلب نے بقول ابوالیقضان

چار ہزار درہم فدیہ دیکر انھیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے آزادی دلائی۔
 ابی طالب کا ترکہ صرف حضرت عقیلؓ اور طالب دو بیٹوں کے حصوں
 میں آیا۔ حضرت علیؓ اور جعفرؓ ان کے وارث نہیں قرار پاتے۔ کیوں کہ
 یہ دونوں مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ حضرت عقیلؓ اور حضرت جعفرؓ سے
 عمر میں دس سال بڑے تھے اور حضرت جعفرؓ حضرت علیؓ سے اسی قدر
 بڑے تھے۔ حضرت عقیلؓ اور مشرف باسلام ہو گئے تھے۔

حضرت علیؓ کے بڑے بھائی حضرت معاویہؓ کیساتھ حضرت عقیلؓ

نے اپنے بھائی حضرت علیؓ کو چھوڑ کر حضرت معاویہؓ کی جنبہ داری اور شرکت
 کی تھی۔ چنانچہ یہ انھیں کی خلافت کے زمانے میں آنکھوں سے معذور ہو گئے
 اور اس کے بعد فوت ہو گئے۔

ان کا ایک وسیع اور آباد گھر بقیع میں ہے۔ حضرت عقیلؓ نے ایک
 قریشی آدمی کو متہم کیا تھا جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے انھیں شرعی
 سزائے تازیانہ دی۔

حضرت عقیلؓ کے بیٹے

مسلمؓ، عایشہؓ، محمدؓ، ارمہؓ اور عبید اللہؓ
 (ایک امّ ولد سے) ہیں۔ بعض مؤرخین
 کا بیان ہے کہ مسلم بن عقیلؓ کی ماں "نبطیہ" آل فرزند سے تھیں۔ اور
 دوسری اولاد حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی حسب ذیل ہے۔

عبدالرحمنؓ، حمزہؓ، علیؓ، جعفرؓ، عثمانؓ، زینبؓ، فاطمہؓ
 امّ ہانیؓ اور اسماءؓ، یہ لڑکے لڑکیاں مختلف امّ ولد لونڈیوں کے بطن
 سے تھے۔ اور یزیدؓ، سعدؓ، جعفر الاکبرؓ اور اباسعدؓ بھی حضرت عقیلؓ کے

فرزند تھے۔ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے شادی کی تھی۔

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد حضرت حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ گئی تھی جن

میں سے نو آدمی شہید ہوئے۔ ان میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر دلیر و جری تھے۔ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقدمۃ الجیش تھے جن کو ابن زیاد کی سپاہ نے شہید کیا۔ ایک شاعر کا قول ہے۔

عین جودے بعبرة و عوبل
اے آنکھ آنسو بہا اور گریہ زاری کر
واند بی ان ندبت آل الرسول
اور آل رسول پر نوحہ و فریاد کر
قد اصیبا و تسعة لعقيل
قتل کے صلب سے قتل کر دیئے گئے
ست شخص علی رضی اللہ عنہ کے صلب اور نو آدمی

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی اولاد

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی اولاد حسب ذیل تھی: عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ، رقیہ بنت علی رضی اللہ عنہ، کے بطن سے اور

مسلم بن مسلم رضی اللہ عنہ اور عبد العزیز اور بیویوں کے بطن سے، محمد بن عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد قاسم رضی اللہ عنہ، عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کی ماں زینب الصغریٰ علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن محمد رضی اللہ عنہ بن عقیل رضی اللہ عنہ بڑے پایہ کے فقیہ تھے اور ان سے حدیث از قسم اخبار کے روایت کی گئی ہے۔ وہ اہل تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد محمد رضی اللہ عنہ، رقیہ رضی اللہ عنہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہ ہیں جن کی ماں حضرت میمونہ بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھیں۔

ابوسعید بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے محمد نامی تھے۔ عبدالرحمن بن عقیل رضی اللہ عنہ کے بیٹے سعید بن جن کی والدہ سعیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنی طالب کی بیٹی تھیں۔

حضرت جعفر بن ابی طالب | ذوالہجرتین اور ذوالحجین کے لقب سے ملقب ہیں، جنگ

موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس لڑائی میں ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے۔ اس لئے حق سبحانہ تعالیٰ نے بجائے دونوں ہاتھوں کے دو پر عطا کئے جن سے وہ باغ جنت میں پرواز کرتے پھرتے تھے۔ جس دن وہ شہید ہوئے ہیں تو نوگوں نے ان کے جسم پر چوں زخم شمار کئے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی فضیلت | حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جیشہ کے ملک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس فتح خیبر کے دن حاضر ہوئے تھے۔ ان کو دیکھ کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں نہیں سمجھتا کہ دو باتوں میں سے کس امر کو مسترت کا باعث قرار دوں۔ جعفر کے آنے سے خوش ہوں یا خیبر کی فتح سے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رہنے کے واسطے اپنی مسجد کے پہلو میں جگہ دی، جہاں ان کے گھر کی بنیاد ڈالی گئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اونٹ کی سواری نعلین کی پوشش اور زمین پر چلنے میں جعفر رضی اللہ عنہ کے برابر کوئی نہیں تھا۔ وہ اپنی کنیت ”اباعبد اللہ“ کرتے تھے۔ ان کی اولاد عبداللہ رضی اللہ عنہ، عون رضی اللہ عنہ اور محمد رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کی ماں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قبیلہ خثعم کی لڑکی تھیں۔

حضرت محمد بن جعفر رضی کی اولاد

قاسم رضی اور طلحہ رضی دو لڑکے تھے، طلحہ کی صرف ایک

لڑکی، فاطمہ سیدہ ام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر رضی کے بطن سے تھی۔ سیدہ ام کلثوم رضی کی ماں زینب بنت علی رضی تھیں جو بی بی فاطمہ زہرا رضی کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ سیدہ فاطمہ بنت طلحہ رضی کا عقد پہلے حضرت حمزہ بن عبد اللہ الزہری رضی سے ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ حضرت طلحہ بن عمر بن عبد اللہ کو بیاہی گئیں۔ جن کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ حضرت محمد بن جعفر رضی مقام شتر میں شہید ہو گئے۔ حضرت عون بن جعفر رضی بھی شتر میں شہید ہوئے۔ ان کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ مگر ایک شخص جس کو نارو کہا جاتا ہے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی کے پاس آکر اس بات کا دعویٰ دیا کہ وہ عون کا فرزند ہے۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی نے اس بات کا اقرار کر لیا اور اسے دس ہزار درہم دیئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی نے اپنی ایک نابینا لڑکی "مارو" کو بیاہ دی تھی جس کے بطن سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی۔ پھر حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں نے "مارو" کو شہر بدر کر دیا جس کی اور اولاد مدائن میں رہتی ہے۔ لیکن نہ تو ان سے کوئی شریف خاندان اپنے لڑکوں کی شادیاں کرتا ہے اور نہ ان کو اپنی لڑکیاں دیتا ہے۔ بلکہ ان کو یہ بھی نہیں کہا جاتا کہ تم لوگ خاندان قریش سے ہو۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب

اپنی کنیت اباجعفر کرتے تھے۔ ان کی

ولادت ملک حبش میں ہوئی۔ وہ اعلیٰ درجے کے فیاض عرب تھے۔ انھوں نے مدینہ میں وفات پائی۔ جب کہ ان کی عمر بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ یہ

ابوالبقضان کا قول ہے اور اس کے علاوہ دوسرے مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ بن جعفر رضی کی وفات اور تدفین مقام "ابواء" میں ہوئی۔ یہ واقعہ ۹۰ھ کا بیان کیا جاتا ہے کہ رحلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ اس حساب سے ان کی ولادت ۸۱ھ کی ہے۔ یعنی ہجرت کے پہلے ہی سال وہ پیدا ہوئے تھے اور ۹۰ھ میں وفات پائی جب کہ ان کی عمر نوے سال کی تھی۔ ان کے جنازہ کی نماز اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے پڑھائی تھی۔

حضرت عائشہ بن جعفر رضی کی اولاد

جعفر الاکبر رضی، علی رضی، عون رضی، عباس رضی اور اُم کلثوم رضی

زینب بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں۔ اور محمد، عبداللہ اور ابابکر رضی ان کی ماں "حوصا" بنت حفصہ تھیں۔ جو بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے گھرانے کا ایک شخص ہے۔ ابو صراح، موسیٰ، ہارون، یحییٰ اور اُم ابیہار رضی یہ لڑکے لیئہ بنت مسعود رضی بن خالد البہشلی کے بطن سے تھے جس سے حضرت علی بن ابی طالب کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی نے عقد کر لیا تھا۔ اور معاویہ، اسحق، اسمعیل رضی اور قاسم رضی یہ لڑکے مختلف امہات اولاد کے بطنوں سے تھے۔ اور حسن اور عون الاصغر رضی، ان کی ماں "جمانہ" ہسیب فزاری کی بیٹی تھیں۔ اور جعفر رضی بھی عائشہ بن جعفر رضی کے ایک بیٹے تھے۔ سیدہ کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر رضی قاسم بن محمد بن جعفر رضی کے عقد زوجیت میں تھیں جس کے بعد وہ حجاج بن یوسف کے نکاح میں آئیں۔ اس کے بعد ان سے حضرت ابان بن عثمان بن عفان رضی نے عقد کیا۔ سیدہ اُم ابیہار رضی کا نکاح خلیفہ عبدالملک بن مروان اموی سے ہوا تھا۔

اس نے ان کو طلاق دے دی جس کے بعد ان سے حضرت علی بن عبد اللہ بن العباسؓ نے نکاح کیا اور انھیں کے پاس ام ایہا رضی وفات پائی۔

عبدالملک بن مروان نے اُن کو طلاق اس لئے دی تھی کہ ایک دن انھوں نے ایک سیب کو اپنے دانتوں سے کاٹ کر ان کی جانب کھانے کو پھینکا، چونکہ عبدالملک کو گندہ دہنی کا عارضہ تھا اس واسطے ام ایہا نے ایک چھری منگوائی۔ عبدالملک نے پوچھا چھری کیا کرو گی؟ ام ایہا نے کہا۔ اس کی خرابی دور کروں گی۔ بس اتنی بات پر عبدالملک نے انھیں طلاق دے دی۔

حضرت علی بن عبد اللہ بن جعفر رضی
آپ کی نسل صرف
علی رضی معاویہؓ، اسحقؓ

اور اسمعیل رضی سے چلی ہے۔ باقی سب لا ولد ہے۔

معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر رضی بہت کفایت شعار تھے۔ ان کی اولاد عبد اللہ اور محمد رضی "ام عون" کے بطن سے ہیں جو حارث بن عبد المطلب کی نسل سے تھی۔ اور یزیدؓ، صالحؓ اور حسنؓ یہ تین لڑکے فاطمہ بنت الحسن بن الحسن بن علی رضی کے بطن سے تھے اور ایک بیٹے علی رضی ام دار کے بطن سے عبد اللہ بن معاویہؓ نے خلافت کے طالب ہو کر اصفہان اور ملک فارس کا کچھ حصہ فتح کر لیا تھا۔ جن کو ابو مسلم نے قتل کر ڈالا۔ اور ان کی نسل نہیں چلی۔

اسحق بن عبد اللہ بن جعفر رضی کو خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے شرعی سزائے نازیانہ دی تھی جبکہ وہ دانتن دی تھی جب کہ وہ دانتن کے حاکم تھے۔
۱۰ حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار کی ایک صاحبزادی ام محمد تھیں اپنے ام محمد کا عقد یزد
بن معاویہ رضی سے کیا تھا۔ (جمہرة الانساب ص ۱۱۱)

اسحق نے ان سے کہا تمھارے ارادہ میں یہ ہے کہ رستے زمین پر قریشی خاندان کا ایک شخص نہیں جو حد نہ مارا گیا ہو۔

اس قول کی وجہ یہ تھی کہ عمر بن عبدالعزیز کے باپ عبدالعزیز کو بھی شرعی سزائے تازیانہ مل چکی تھی۔ اسحق رضی اللہ عنہ کے بیٹے قاسم رضی اللہ عنہ ہیں جن کی ماں ام حکیم رضی اللہ عنہا قاسم رضی اللہ عنہ بن محمد بن ابی بکر الصدیق کی بیٹی تھیں۔

ابن اسحق کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہوتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسجد نبویؐ میں عام بیعت خلافت کی گئی۔ ان سے بصرہ والوں نے بھی بیعت کی تھی۔ اور مدینہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی تھی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بضرورت اسی وقت مدینہ سے باہر جا چکی تھیں جب کہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر محاصرہ ڈالا تھا۔ وہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ واپس آتی تھیں کہ مقام "سرف" میں ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کی خبر ملی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت کا حال معلوم ہوا۔ وہ اسی مقام سے مکہ کو واپس چلی گئیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت بعلی بن منبہ رضی اللہ عنہ عامل یمین یہ لوگ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملے۔

جب یہ سب لوگ مکہ میں جمع ہو گئے تو انھوں نے باہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کی بابت مشورہ کیا۔ اور ملک شام جانے کا ارادہ کیا۔

۹ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کا مقام تھا۔ مگر حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے ان لوگوں کو اس ارادہ سے باز رکھنے اور بصرہ کی طرف چلنے کی رہنمائی کی۔ اس لئے یہ سب وہاں کے عازم ہوئے۔

بصرہ میں پہونچکر عثمان بن حنیف کو جو وہاں علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے عامل تھے گرفتار کر لیا۔ اور اس کے ساتھ کے پچاس آدمی جو بیت المال اور اس کے علاوہ دوسری خدمتوں پر مامور تھے قتل کر ڈالے۔ اور بہت سے نامناسب کام کئے۔

جنگِ جمل | حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے بصرہ جانے کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی ان کو روکنے کے لئے عسرت کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ اور کوفہ سے اپنی کمک طلب کی جس کے بعد ان لوگوں کے مقابلہ کے لئے بصرہ پہونچے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چودہ ہزار آدمی تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ بھی بصرہ والوں کی جمعیت لے کر برسرِ مقابلہ آئیں اور ان فوجوں میں نہایت سخت جنگ ہوئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی شکست | حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس لڑائی میں مقتول ہوئے اور ان کے ساتھ والوں نے شکست کھائی۔ حضرت زبیرؓ میدانِ جنگ سے پلٹ گئے مگر وہ عیس بن جرموز کے ہاتھوں وادی السباع میں قتل ہو گئے۔

۱۰ طبری نے لکھا ہے کہ دونوں گروہ باہم لڑ پڑے جس میں پچاس آدمی قتل ہوئے۔ ۱۱ عیس بن جرموز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کا سپاہی تھا، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دی تو اپنے اسکو جہنمی ہونے کی بشارت دی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نزعہ میں آگئیں اور گرفتار کر لی گئیں۔

حضرت علی رضابصرہ میں | حضرت علی رضی اللہ عنہ مع اپنے ہمراہیوں کے بصرہ میں داخل ہوئے وہاں کے

لوگوں نے ان سے بیعت کی۔ اور عثمان بن حنیف کو رہا کر دیا۔ پھر فوراً ہی وہاں سے کوفہ چلے آئے۔ یہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حاکم مقرر کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے لئے تیار ہوتے اہل عراق اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان کو لے کر چلے۔

جنگ صفین | ادھر سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامیوں کو ہمراہ لے کر چلے۔ آخر شش صفین کی لڑائی پر واقعہ کا حکم ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت | حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ لڑائیوں میں پھنسے۔ یہاں تک

کہ آپ شہید ہوئے۔ آپ کو اپنی خلافت کے زمانے میں کسی سال حج کرنے کا موقع نہیں ملا۔ کیوں کہ آپ برابر لڑائیوں میں مشغول رہے۔ جمعہ کی رات سترھویں رمضان سنہ ۴۰ھ میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کی خلافت تین ماہ کم پانچ برس رہی۔ آپ کا قاتل عبدالرحمن بن ملجم مرادی تھا۔

واقعی کا بیان ہے کہ آپ رات کے وقت مدفون ہوتے اور آپ کی قبر پوشیدہ کر دی گئی۔

ابوالبقیطان کا بیان ہے کہ آپ کے جنازہ کی نماز امام حسنؑ نے پڑھائی اور کوفہ کے قصر امارت میں مسجد جماعت کے پاس مدفون ہوئے۔



حضرت علی رضا کا حلیہ و عمر

آپ کی عمر کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ ابن اسحق کا بیان

ہے کہ قتل کے وقت آپ کی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔

دوسروں کا بیان ہے کہ اس وقت آپ کی عمر اٹھاون برس کی تھی آپ کے حلیہ میں بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔

واقفی کا بیان ہے کہ گہرے گندمی رنگ، توند والے، آنکھیں بڑی اصلع اور بہت نائے تھے۔

قیس بن ربیع ابن اسحق سے روایت کرتے ہیں کہ ٹاٹے، اصلع درشت اندام، توند والے، چپٹی ناک، اور دونوں بازو باریک تھے۔ جب کسی سے کشتی لڑتے تو غالب رہتے۔

ایک دوسرے شخص کا بیان ہے کہ ایک عورت نے ان کو دیکھا تو کہا: یہ کون شخص ہے؟ جیسے کوئی توڑ کر جوڑ دیا گیا ہو۔ بہر حال ان کے حلیہ کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں

حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن، ام کلثوم کبریٰ رضا، زینب نقیہ

آل علی ابن ابی طالب جن کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور محمد رضا جن کی ماں خولہ بنت ایاس بن جعفر تھیں۔ یہ قبیلہ بنی حنیفہ سے تھیں۔

بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی ماں خولہ بنت جعفر بن قیس تھیں اور بعضوں کا بیان ہے کہ یہ جنگ یمامہ کی ایک لونڈی تھیں۔ حضرت علی کے لے اصلع اس شخص کو کہتے ہیں جس کے سر کے آگے والے حصہ میں بال نہ ہوں۔

حصہ میں آتی تھیں اور بنی حنیفہ کے خاندان کی ایک لونڈی سندھ کی رہنے والی سیاہ رنگ تھیں۔ خاص بنی حنیفہ سے نہ تھیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان لوگوں سے صرف لونڈی غلاموں پر مصباحہ کیا تھا۔ اور حضرت عائشہؓ ابو بکر رضی اللہ عنہ ان دونوں کی ماں لیلیٰ بنت مسعود بن خالد ہشلی تھیں۔ اور عمر رضی اللہ عنہ، رقیہؓ ان دونوں کی ماں قبیلہ بنی تغلب سے تھیں، حضرت خالد بن ولیدؓ نے بعلت ردت ان کو لونڈی بنایا تھا۔ ان سے حضرت علیؓ نے خرید لیا تھا اور یحییٰؓ ان کی ماں اسماء بنت عمیسؓ تھیں۔ اور جعفرؓ عباسؓ، عائشہؓ جن کی ماں اُمّ لبنینؓ بنت حرام وحیدہ تھیں اور رملہؓ اُمّ حسنؓ جن کی ماں اُمّ سعیدؓ بنت عروہ بن مسعود ثقفیؓ تھیں اور اُمّ کلثوم صغریٰؓ زینب صغریٰؓ، حمانہؓ، میمونہؓ، خدیجہؓ، فاطمہؓ، اُمّ الکرامؓ، نفیسہؓ، اُمّ سلمہؓ، اُمّ امیرؓ، اُمّ ابیہاؓ مختلف لونڈیوں سے تھیں۔

سیدہ زینب کبریٰؓ کا عقد حضرت عائشہؓ بن صاحبزادیاں جعفرؓ طیار سے ہوا۔ ان سے کئی اولادیں ہوئیں۔

جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ سیدہ اُمّ کلثوم کبریٰؓ ان کا عقد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ ان سے ایک لڑکا ہوا۔ بعد شہادت حضرت عمرؓ ان کا عقد حضرت محمد بن جعفرؓ سے ہوا۔ پھر ان کے مرنے کے بعد

۱۔ سیدہ رملہؓ کا عقد معاویہ بن مروان بن حکم اموی سے ہوا جبہۃ الانساب ص ۱۸۰۔

۲۔ سیدہ خدیجہؓ عبد الرحمن بن عامر بن کریم اموی گور زبھرہ سے ہوا۔ ص ۶۹۔

۳۔ سیدہ اُمّ کلثومؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ کے عقد کا تذکرہ کتب شیعہ میں بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف حوالے ملاحظہ ہوں۔ منتہی الآمال ص ۱۳۱ ج ۱۔ تذکرۃ المقصودین

ص ۵۔ تاریخ الخلفاء جلد ۳ ص ۳۳۹۔ تاریخ مظهری ص ۶۸۴۔ ذریعہ کافی مطبوعہ

نول کشور ص ۱۲۱۔ مجالس المؤمنین ملا شوشتری ص ۸۹ مجلس تیسری۔

حضرت عون بن جعفر رضی نے نکاح کیا اور انھیں کے عقد میں وفات پائی۔
 باقی لڑکیاں حضرت علی رضی عنہ کی سوائے اُمّ حسن و فاطمہ کے
 عباس و عقیل رضی کی اولاد کے عقد میں تھیں۔ اُمّ حسن کا عقد حضرت جعدہ
 بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا تھا۔ (جو عہد مرتضوی میں گورنری پر فائز
 تھے) فاطمہ کا نکاح سعید بن اسود سے ہوا تھا جو حارث ابن اسد
 کے قبیلہ سے ہوتے تھے۔

حضرت حسن بن علی رضی | یہ لڑکپن ہی میں انتقال کر گئے۔

حضرت حسن بن علی رضی | یہ اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے حضرت
 علی رضی کی شہادت کے بعد ان سے
 لوگوں نے کوفہ میں بیعت کی اور حضرت معاویہ رضی کی بیعت شام و بیت
 المقدس میں ہوئی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی کوفہ کے ارادہ سے چلے،
 اور حضرت حسن رضی حضرت معاویہ رضی کے مقابلہ کی نیت سے نکلے۔ دونوں کوفہ
 کے علاقہ میں ایک مقام پر اجتماع ہوا۔

حسن و معاویہ کی صلح | آخر شش حضرت حسن رضی نے حضرت معاویہ
 سے صلح و بیعت کر لی، پھر دونوں کا
 کوفہ میں داخلہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی شام چلے گئے اور کوفہ کے حاکم
 حضرت میسرہ بن شیبہ کو بنایا۔ اور لبصرہ کا حاکم حضرت عبداللہ بن عامر کو،
 پھر دونوں کا حاکم صرف زیاد کو بنایا، حضرت حسن رضی وہاں سے مدینہ واپس
 آئے۔ اور وہیں انتقال فرمایا۔

بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی بی بی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے ان

کو زہر پلایا تھا۔ ان کا انتقال ماہ ربیع الاول ۴۹ھ میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۴۷ برس کی تھی، نماز جنازہ حضرت سعید بن عاص امویؓ نے پڑھائی تھی۔ وہ مدینہ کے حاکم تھے۔

اولاد حسن بن علیؓ | ان کی اولاد حسن تھی۔ جن کی ماں خولہ بنت منظور بن زبان فزاری تھی، اور زیدؓ

ام حسنؓ کی ماں عقبہ بن مسعود بدری کی بیٹی تھیں۔ اور عمر بن کی ماں ثقیفہ تھیں۔ اور حسین اثرم ایک لونڈی کے بطن سے اور طلحہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبد اللہ کے بطن سے اور ام عبد اللہ دوسری لونڈی کے بطن سے حسن مثنیٰ بن حسنؓ کی اولاد عبد اللہؓ، حسنؓ، ابراہیمؓ، محمدؓ، جعفرؓ، داؤدؓ اور محمدؓ تھے۔ ان میں عبد اللہؓ اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔

عبد اللہ بن حسنؓ حق گو | آپ بہت بزرگ تھے۔ ایک دن ان کو لوگوں نے موزہ پر مسح کرنے

ہوتے دیکھا تو کہا کہ آپ مسح کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: "ہاں ہم نے حضرت عمر بن خطابؓ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان عمرؓ کو بتاتا ہے وہ پکا مسلمان ہے۔"

یہ ابو العباس خلیفہ عباسی کے ساتھ تھے۔ وہ ان کی تعظیم کرتا تھا اور ان سے ماموس تھا۔ ایک دن اس نے کچھ جواہر نکالے اور ان کو دیئے۔ اور اپنی عمارت جو اس نے بنوائی تھی ان کو دکھا کر کہا کہ اس کے بارہ میں تمھاری کیا رائے ہے۔ انھوں نے کہا۔

اے جعدہ کے والد اشعث کوئی تھے اور حضرت کی فوج کے افسر تھے۔

الم تر حو شبا امسی وینے قصور الفعہا لبنی نفیلہ
 حو شب کو دیکھو وہ قصوریں بناتا ہے کہ اس سے بنی نفیلہ متمتع ہونگے
 یوتل ان لیمد عمر نوح وامرأئذ یحدث کل لیلہ
 وہ امید کرتا ہے کہ میری عمر نوح کے برابر ہوگی حالانکہ خداوند تعالیٰ کا حکم ہر دن نیا ہوتا ہے
 اُس نے کہا۔ تم ایسا کہتے ہو، باوجودیکہ میرا سلوک دیکھ چکے۔ آنکھوں نے کہا
 کہ مجھے یہ اشعار یاد پڑ گئے، ورنہ میری غرض اس سے براتی کی نہیں ہے۔
 امیر المومنین چاہیں تو اس قصور کو معاف کر دیں، اس نے کہا کہ میں نے معاف
 کر دیا اور اُن کو مدینہ پہنچوا دیا۔

جب زمانہ خلافت ابو جعفر عباسی کا ہوا تو
بنو عباس کا آل فاطمہ پر ظلم
 اس نے حج کے زمانے میں ان کے بیٹے محمد رضا اور ابراہیم رضا کو تلاش کرایا۔ مگر
 وہ دونوں جنگلوں میں غائب ہو گئے۔ اس نے حکم دیا کہ خود ان کو اور ان کے
 بھائیوں حسن، داؤد، ابراہیم رضا کو گرفتار کر لو اور ان کو سختی کے ساتھ قید
 کرو اور میرے پاس بھیجو، مقام زندہ میں جو مکہ کے راستہ میں ہے۔ یہ
 لوگ اس سے ملے مگر باوجود درخواست باریابی کے ان سے ملاقات نہیں
 کی۔ اور یہ لوگ اسی طرح قید میں انتقال کر گئے۔ ان کے دو بیٹے محمد اور ابراہیم
 نے ابو جعفر کے خلاف مکہ، مدینہ اور بصرہ پر اپنا تسلط کر لیا تھا۔ مگر جب
 اس نے لشکر کشی کی تو محمد مدینہ میں مقتول ہوتے اور ابراہیم باجمیر میں جو
 کوفہ سے سولہ فرسخ پر ایک مقام ہے۔ ان دونوں کے بھائی ادیس نے
 اندلس میں جا کر اپنا تسلط جمایا تھا۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما | یہ اپنی کنیت ابو عبد اللہ کیا کرتے تھے۔
یہ مدینہ سے بارادہ کوفہ نکلے تو عبید اللہ

بن زیاد نے عمر بن سعد بن وقاصؓ کو ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا، آخر ش
ماشوے کے دن سالسہ میں سنان بن ابی انس نخعی نے ان کو شہید
کیا۔ اس وقت ان کی عمر ۵۸ برس کی تھی بعضوں کا بیان ہے کہ ۵۶ برس
کی عمر تھی۔ یہ سپاہ خضاب لگاتے تھے۔

آل حسین رضی اللہ عنہما | ان کی اولاد علی رضی اللہ عنہ جن کی ماں مرہ بن عروہ بن مسعود
ثقفی کی بیٹی تھیں۔ اور علی اصغرؓ ایک لونڈی سے اور

سیدہ فاطمہؓ جن کی ماں ام اسحق بنت طلحہؓ بن عبد اللہ تھیں۔ اور سیدہ
سکینہؓ جن کی ماں رباب بنت امر القیسؓ قبیلہ بنی کلب سے تھیں اسی کے
بارہ ہیں حضرت حسنؓ کا یہ شعر ہے۔

لعمرك اننی لاحب دارا | تمل بہا سکینہ والرباب

تیری زندگی کی قسم مجھے وہ گھر بہت پسند ہے جس میں سکینہ اور رباب رہتی ہیں

سیدہ سکینہؓ و سیدہ فاطمہؓ | سیدہ فاطمہؓ کا عقد حسن بن
حسنؓ سے ہوا تھا، ان کے

بعد حضرت عثمان غنیؓ کے پوتے عبید بن عمرو بن عثمانؓ کے نکاح میں
رہیں۔ حضرت سکینہؓ سے جناب مصعب بن زبیرؓ کا عقد ہوا، ان کے انتقال
کے بعد عبید بن عثمان بن عبید بن حکیمؓ نے نکاح کیا تھا، ان سے ایک

۱۷ عمر بن سعد کوئی افواج کا کمانڈر تھا۔ رشتہ میں حضرت حنینؓ کا نانا ہوتا تھا۔ اس کے والد
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فاتح ایران اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ماموں تھے اس لحاظ سے عمرو بن سعدؓ کو اکرم کا ماموں زاد بھائی تھا۔ ۱۷ یہی علی بن حسینؓ

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

لڑکا قرین ہوا۔ اور اسکی اولاد ماتی ہے۔ ان کے بعد جناب اصبع بن عبدالعزیز بن مروان اموی نے نکاح کیا تھا۔ اس نے زفاف کے قبل ہی طلاق دے دی اس کے بعد سیدہ سکینہؓ سے حضرت عثمانؓ کے پوتے جناب زید بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔ انھوں نے جناب سلیمان بن عبدالملک کے کہنے سے طلاق دے دی۔ ان کا انتقال خلیفہ ہشام کے زمانہ میں مدینہ میں ہوا۔ یہ ابوالیقظان کا بیان ہے۔

سیدہ بن عدی نے بروایت صالح بن حسان بیان کیا ہے کہ ان کا عقد پہلے عمرو بن حکیم بن حرام سے ہوا۔ پھر عمرو بن عثمان غنی سے۔ پھر مصعب بن زبیرؓ سے۔

ابن کلبی کا بیان ہے کہ ان کے پہلے شوہر عمر بن عبدالعزیز کے بھائی حضرت اصبع بن عبدالعزیز اموی کا تھے۔ وہ مصر میں بغیر ان کو دیکھے ہوئے انتقال کر گئے۔ اس کے بعد حضرت زید بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ نے عقد کیا۔ اس کے بعد حضرت مصعب بن زبیرؓ نے اس کے بعد عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن حکیم نے اور ان سے ایک لڑکا عثمان پیدا ہوا جس کو قرین کہتے تھے۔

اس سے پہلے مصعب بن زبیرؓ سے ایک لڑکی پیدا ہو چکی تھی۔ اس کے گزشتہ سے پیوستہ ہیں جن کی ماں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھانجی تھیں جن کو یلی بنت مرہ کہا جاتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی اکبرؓ پر بڑا فخر کرتے تھے (شہدائے کربلا ذکر علی اکبر مطبوعہ امامیہ مشن لکھنؤ) لہٰذا ان سے ایک صاحبزادے عثمان ہوتے۔ جناب سکینہؓ تقریباً ۸ سال تک جناب زید بن عمر بن عثمان کے عقد میں رہیں۔

۵۷ اصبع بن عبدالعزیز اموی زید بن معاویہؓ کے بھی داماد تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز جناب اصبع کے چھوٹے بھائی ہیں (طبقات ابن سعد ۴/۲۵۸ نسب قبش ص ۱۳، کتاب الاعانی ۱۳/۱۳)

ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوفؓ نے جو ابراہیم بن سعد فقیہ کے دادا تھے۔

حضرت علی اصغر بن حسینؓ | ان کا سلسلہ نسب ان کے سوا اور کسی اولاد سے

جاری نہیں ہوا۔ سلسلہ نسب انہیں کی ذات تک محدود ہے۔

امام زین العابدینؓ کا نسب | ان کا ہی لقب زین العابدین ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی ماں سندھ کی رہنے والی تھیں جن کا نام سلافہ تھا اور بعضوں نے غزالہ کیا ہے۔ حضرت حسینؓ کے انتقال کے بعد ان کے آزاد غلام جناب زبید کے حضرت امام زین العابدینؓ کی والدہ محترمہ سے عقد کیا تھا۔ ان سے عبد اللہ نامی ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو علی اصغرؓ کا ماں کی طرف سے سوتیلا بھائی تھا۔

امام زین العابدینؓ کا مثالی کردار | علی بن محمد نے بروایت عثمان بن عثمان بیان کیا کہ حضرت

علی بن حسینؓ نے اپنی ماں کا نکاح اپنے آزاد غلام سے کرایا۔ اور اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر کے خود اس سے نکاح کر لیا۔ اس پر خلیفہ عبدالملک نے ان کو غیرت دلائی تو انہوں نے اس کے پاس لکھ بھیجا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی تابعداری کرنی چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت محی کو آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا اور زید بن حارثہؓ کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحشؓ سے نکاح کر دیا تھا۔ انہوں نے بمقام مدینہ ۹۲ھ میں انتقال فرمایا اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ یہ اپنی کنیت ابوالحسن کیا کرتے

تھے۔ بہت پرہیزگار اور فاضل تھے۔

امام زین العابدین کی اولاد | ان کی اولاد حسنؑ، محمدؑ، علیؑ اور
عبداللہؑ تھے۔ جن کی ماں

ام عبداللہ بنت حسن بن علیؑ تھیں۔ اور عمرؑ، زیدؑ ایک لونڈی سے
تھے جس کا نام حیدران تھا۔ اور خدیجہؑ ایک دوسری لونڈی سے تھیں
اور ام موسیٰؑ، ام حسنؑ، ام کلثومؑ، ملکہؑ مختلف لونڈیوں سے تھے
محمد بن علیؑ اپنی کنیت ابو جعفر کیا کرتے تھے۔ اور فقیہ تھے، ان کا انتقال
مدینہ میں ۴۰ھ میں ہوا۔ ان کی اولاد جعفر اور عبداللہ تھے جن کی ماں فردہ
بنت قاسم بن محمد بن ابی صدیقؑ تھیں اور ان کی ماں اسماء بنت عبد الرحمن
بن ابی بکرؑ تھیں۔

جعفر بن محمدؑ اپنی کنیت ابو عبداللہ کیا کرتے تھے۔ فرقہ جعفریہ انھیں
کی طرف منسوب ہے۔ مدینہ میں ۴۶ھ میں وفات پائی ان کی
اولاد باقی ہے۔

عبداللہ بن محمدؑ کا لقب وقربی تھا۔ انھوں نے مدینہ میں انتقال
کیا۔ ان کی اولاد باقی ہے۔

زید بن علی بن حسنؑ اپنی کنیت ابو الحسن کیا کرتے تھے۔ ان کی ماں
سندھ کی رہنے والی تھیں۔ خلیفہ ہشام کے زمانے میں ۱۲۲ھ میں انھوں
نے خروج کیا۔ ان کے مقابلہ کے لئے یوسف بن عمر نے عباس مری کو بھیجا۔
اس کے آدمیوں نے تیر چلایا اسی سے انھوں نے قضا کی اور سولی پر
چڑھاتے گئے۔

زید کی اولاد سے یکجہ، جن کی ماں ربطہ بنت ہاشم بن عبد اللہ بن محمد
الحنفیہ تھیں۔ عیسیٰ، حسین اور مختلف لونڈیوں سے یحییٰ نصر بن یسار کے
زمنے میں جو زجان میں مقتول ہوئے۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔
عیسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا۔ ان کی چند اولاد تھی، مگر ان کے احمد
بن عیسیٰ ہیں۔

حسین بن زیدؓ اندھے ہو گئے۔ ان کی بیٹی میمونہ مہدی کے عقد
میں تھیں۔ علی بن علی بن حسین کا لقب افطن تھا۔ ان کی اولاد باقی ہے۔ امّ
موسیٰ بنت علی بن حسینؓ سے داؤد بن علی بن عباس نے عقد کیا تھا اور
ان کے بعد ان کی بہن امّ حسن سے عقد کیا تھا۔ اور خدیجہ سے محمد بن عمر بن
علیؓ بن ابی طالب نے نکاح کیا تھا۔

معروف بہ ابن حنفیہ، یہ
اپنی کنیت ابوالقاسم کیا

حضرت محمد بن علی بن ابی طالب

کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے خوف سے یہ طائف میں جا کر
رہے تھے، وہیں ۸۱ھ میں قضا کی، ان کی عمر پینسٹھ سال کی تھی، ان کی اولاد
حسنؓ، عبد اللہؓ، ابو ہاشم، جعفرؓ اکبر، حمزہؓ، علیؓ ایک لونڈی سے جعفرؓ
الصغر، عونؓ، آرام جعفر سے، قاسمؓ اور ابراہیمؓ تھے، ابو ہاشم بڑے مرتبہ
کے شخص تھے، شیعوں نے ان کو اپنا سردار بنانا چاہا تھا مگر اچانک ملک
شام میں انتقال کر گئے۔

انھوں نے محمد بن علیؓ بن عبد اللہ بن عباسؓ کو اپنا وصی بنایا۔ اور ان

لے حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت ابن الحنفیہ اور حضرت ابن عباسؓ کو دھمکی دی تھی
کہ ہماری اطاعت نہیں کرو گے تو آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

سے کہہ دیا کہ تم ہی سرداری کے مستحق ہو اور تمھارے بعد تمھاری اولاد میں ہے گی۔ اور اپنی کتابیں انھیں دے دیں۔ شیعہ انھیں کی طرف متوجہ ہوتے۔ ابو ہاشم کی کوئی اولاد نہ تھی، علی رضا اور حمزہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ابراہیم کا لقب "نصرہ" تھا۔ قاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے فرق ہی سے رہتے تھے۔ اندر نہیں آ سکتے تھے۔

ان سے لوگ حدیث
روایت کرتے ہیں۔ یہ

حضرت عمر بن علی بن ابی طالب

عمر بن خطابؓ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی اولاد محمدؐ اُمّ موسیٰؑ تھی جن کی ماں اسماء بنت عقیلؓ بن ابی طالبؓ تھیں، محمدؐ کی اولاد عمرؓ، عبید اللہؓ، عبد اللہؓ، ان سب کی ماں خدیجہ بنت علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ تھیں، اور جعفرؓ تھے جن کی ماں اُمّ ہاشمؓ بنت جعفرؓ بن جعدہؓ بن ہبیرہ المخزومی ہیں۔ عمرؓ کی اولاد مدینہ میں ہے

یہ حضرت حسینؓ
کے ساتھ شہید

حضرت عباس بن علی بن ابی طالب

ہوئے۔ ان کی اولاد عبید اللہؓ، لبابہ بنت عبد اللہؓ بن عباسؓ کے بطن سے اور حسینؓ بن علیؓ کے بطن سے تھے۔ ان کی نسل باقی ہے۔

ان کو مختار نے قتل
کیا تھا، ان کی نسل

حضرت عبید اللہ بن علی بن ابی طالب

باقی نہیں رہی۔

لے مختار اپنے کو محب اہل بیت کہتا تھا۔ اس کے باوجود اس نے اہل بیت کے ایک نامور بزرگ اور حضرت علیؓ کے فرزند کو قتل کیا۔

ان کی نسل میں کوئی بھی
باقی نہیں ہے۔

حضرت جعفر بن علی بن ابی طالب

منجملہ ان کے بچپن بن
کثیر ہیں۔ جن سے

امیر المومنین علی بن ابی طالب کے غلام

اوزاعی روایت کرتے ہیں۔ ایوب سختیانی کا قول ہے کہ بچپن بن کثیر رضی سے بڑھ کر
روئے زمین پر کوئی نہیں۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن بچپن رضی اپنے باپ سے روایت
کرتے ہیں اور ابوالسائمہ حماد بن السائمہ ہیں جو حسن بن سعد کے غلام تھے۔ اور
اور حسن بن سعد حضرت حسن بن علی بن ابی طالب کے غلام تھے۔ تو یہ حضرت
حسن بن علی رضی کے غلام ہوتے۔ انھوں نے ۲۰۱ھ میں کوفہ میں وفات
پائی۔ اس وقت ان کی عمر اسی برس کی تھی۔



حضرت زبیر بن عوام کے حالات

نسب | زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی
بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤئی بن غالب بن فہر بن
مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔

ان کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب
تھیں، یہ اپنی کنیت ابو عبد اللہ کیا کرتے تھے۔ ان کے دادا خویلد جاہلیت کے
زمانے میں قتل ہو گئے تھے۔ خویلد کی اولاد خدیجہ بن جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی بی بی اور حضرت زبیرؓ کی پھوپھی تھیں۔ ان کی ماں فاطمہ بنت زائدہ
بن اہم ہیں اور عوام بن خویلد ہیں۔ ان کی ماں مازن بن منصور کے قبیلہ سے
تھیں۔ عوام فجار کی لڑائی میں کام آئے اور نوفل بن خویلد ہے۔ یہ قریش کا
شیر کہلاتا تھا۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ اس کی نسل
باقی نہیں رہی۔ اور حزام بن خویلد ہے، حکیم بن حزام کے باپ تھے، حکیم
اپنی کنیت ابو خالد کیا کرتے تھے۔ بدر کی لڑائی میں مشرکوں کی طرف سے
تھے، مگر نہ مقتول ہوئے، نہ قید ہوئے اس کے بعد مسلمان ہوئے اور اپنے
اسلام کو درست کر لیا۔ یہ جیب کوئی سخت قسم کھاتے تو کہتے، قسم ہے

اُس ذات کی جس نے مجھ کو بدر کی لڑائی میں محفوظ رکھا۔
 اُن کی اولاد عبداللہ بن حکیم اور ہشام بن حکیم تھے، ہشام صحابی
 تھے اور اُن کی کوئی اولاد نہیں رہی۔

حضرت عبداللہ بن حکیم جمل کی لڑائی میں حضرت عائشہ صدیقہ
 کے ساتھ کام آئے، ان کا بیٹا عثمان بن عبداللہ تھا اور عثمان کا بیٹا عبداللہ
 بن عثمان تھا جو حضرت سکینہ بنت حبیب کا شوہر تھا، ان سے ایک لڑکا
 "قرین" تھا اس کی نسل باقی ہے۔

عوام بن خویلد کی اولاد | زبیر، سائب، ام سائب صفیہ بنت
 عبدالمطلب کے بطن سے عبدالرحمن

اسود، اصرم اور علی تھیں، ان میں سے زبیر کے سوا اور کسی کی نسل باقی
 نہیں رہی، سائب اُحد اور خندق کی لڑائی میں شریک تھے، پیامہ کی لڑائی
 میں شہید ہوئے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور عشرہ
 مبشرہ سے تھے اور مجلس شوریٰ کے ایک ممبر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ان کے گھوڑے دوڑنے کے برابر ان کو زمین عطا کی تھی۔
 انھوں نے اپنا گھوڑا دوڑا یا جب وہ تھک گیا تو اپنا چابک پھینک دیا۔
 دیا۔ جمل کی لڑائی میں جمادی الاولیٰ ۳۶ھ میں انھوں نے وفات پائی۔
 ان کی عمر چھٹھ برس کی تھی۔ یہ واقعہ کا قول ہے۔

ابو الیقظان کا بیان ہے کہ وہ اس وقت ساٹھ برس کے تھے ابن جریر
 لے یہاں مجلس شوریٰ سے وہ مجلس مراد ہے جو عمرؓ کے بعد خلیفہ مقرر کرنے کیلئے
 بیٹھی تھی اور اس کے ذریعہ سے عثمانؓ خلیفہ مقرر ہوئے تھے۔

نے "وادی سباع" میں ان کو قتل کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

حضرت زبیرؓ کا حلیہ | واقعہ کا بیان ہے کہ میانہ قدر اور
دبیلے تھے۔ اُن کی داڑھی کے بال

کم تھے، گندم رنگ اور بہت بال والے تھے۔ یہ اپنی داڑھی میں خضاب
نہیں لگاتے تھے۔

ابن ابی الزناد ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے
باپ عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ زبیرؓ بہت لمبے تھے جب وہ سواری
پر سوار ہوتے تو اُن کے پیر زمین پر لگ جاتے تھے، گر بچشم تھے اور ان
کے بدن پر بہت بال تھے۔ لڑکپن میں ہم ان مونڈھے کے بال کو پکڑ کر
کھڑے ہوا کرتے تھے۔ ✓

حضرت زبیرؓ کی اولاد | ان کی اولاد عبداللہؓ، عاصمؓ، عسروہ
منذرؓ، ام حسنؓ، اسماء بنت ابی بکر

صدیقؓ معروف بہ ذات النطاقین کے بطن سے، مصعبؓ، حمزہؓ، رملہؓ
خالدؓ، عمرؓ، عبیدہؓ، جعفرؓ، خدیجہؓ، اور عائشہؓ وغیرہ نو لڑکیاں تھیں
رملہ خالد بن یزید بن معاویہؓ کے عقد میں تھیں۔ اسی کے مارے
میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

اشعار ملاحظہ فرمائیے :-

تجول خلا خیل النساء ولاتے

لرملۃ خلخال لا تجول ولا قلبا !

سب عورتوں کے خلخال گردش کرتے ہیں مگر "رملہ" کے خلخال
اور دل کو گردش کرتے ہوتے ہیں نہیں دیکھتا ہوں۔

احب بنی العوام طسر الجہب

ومن اجلہا اجبت لخواہا کلبا

اسی کی محبت کی وجہ سے تمام اولاد عوام کو میں دوست رکھتا ہوں، اور
اسی کی محبت کی وجہ سے قبیلہ بنی کلب کو جو اس کے ماموں ہیں دوست
رکھتا ہوں۔

حضرت جعفر بن زبیرؓ جو انان
قریش سے تھے اور عاشق مزاج

حضرت جعفر بن زبیرؓ

تھے، انھیں کا قول ہے۔

فانظرن فی شان الکریم الاروع

ولمجلس القرشی حق واجب

یتامہا فی خلوة وتضرع

تامرین بجعفر وبحاحہ

جعفر اور اسکی مراد کے بارے میں جس کے لئے وہ خلوت کو پسند کرتا ہے

اور زاری کیا کرتا ہے، تو کیا حکم کرتی ہے۔؟

اُن کی نسل مدینہ میں ہے۔

حضرت حمزہ بن زبیرؓ عبداللہ بن زبیرؓ

حضرت حمزہ بن زبیرؓ

کے ساتھ مکہ میں مقتول ہوتے، ان کی

کوئی اولاد نہیں ہے۔ حضرت عمرو بن زبیرؓ اپنی کنیت ابو الزبیر کیا کرتے
تھے، یہ ذی مرتبہ شخص تھے، اپنے بھائی عبداللہ کے مخالف تھے اور دیزید
کی حمایت میں، ان سے لڑے۔ اس کے بعد اپنے بھائی عبداللہ کی ذمہ داری
پر اُن کے پاس آئے مگر عبداللہ نے انھیں قتل کر ڈالا، اُن کی نسل باقی ہے۔
ان کا بیٹا عمرو بن عمرو ہے جس کے بارے میں حنین و تلی نے یہ شعر کہا ہے۔

لوان اللوم کان مع الشریا

تناول راس عمرو بن عمرو

ملا مت اگر ثریا کے ساتھ ہوتی، تب بھی عمرو بن عمرو اس کی چوٹی پکڑ لیتا۔
 حضرت عبیدہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہی ہیں جنہوں نے حضرت عمرو بن زبیرؓ کو
 حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی لڑائی کے وقت کہا تھا کہ تم میرے ساتھ چلو اگر
 انہوں نے پناہ دی تو فہما ورنہ ہم تم کو پناہ کی جگہ میں پہنچا دیں گے۔ مگر
 عبداللہ نے ان کی پناہ کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنا بدلہ لیا یہاں تک کہ وہ مر
 گئے۔ عبیدہ کی نسل باقی ہے۔

خالد بن زبیرؓ کو عبداللہ نے یمن کا حاکم بنایا تھا، اُن کی نسل باقی ہے۔
 منجمہ اُن کے خالد بن عثمان بن خالد بن زبیرؓ انہوں نے محمد حسنی کے ساتھ
 خروج کیا تھا۔ ابو حفص نے انہیں گرفتار کر کے سولی پر چڑھایا تھا، عاصم بن
 زبیرؓ تکین ہی میں انتقال کر گئے تھے، اُن کی نسل نہیں ہے۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ | فقیہ اور فاضل تھے، ابو عبداللہ اپنی کنیت
 کیا کرتے تھے۔ ان کے پیر میں شام

میں زخم ہو گیا تھا اور وہاں یہ خلیفہ ولید بن عبد الملک کے پاس تھے اس وجہ
 سے ان کا پیر کاٹا گیا۔ انہوں نے ذرا بھی حرکت نہیں کی۔ ولید کو پیر کٹنے کا
 حال بد بوئی کی وجہ سے صرف داغنے کے وقت معلوم ہوا۔ اس واقعہ کے
 بعد وہ آٹھ برس زندہ رہے۔ انہوں نے مدینہ میں ایک کنواں کھدوایا۔
 تھا، جس کا نام بئر عروہ تھا، اس سے بڑھ کر میٹھا پانی مدینہ کے کسی اور
 کنویں کا نہ تھا، انہوں نے مدینہ کے قریب اپنے علاقہ میں ۹۳ھ میں

۱۰ مؤرخین لکھتے ہیں جناب عمرو بن زبیرؓ یزید کی فوج کے افسر تھے۔ انہوں نے
 حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو یزید کی بیعت کرنے کو کہا اس پر انہوں نے ان کو
 گرفتار کر لیا اور حرم کعبہ میں باندھ کر اتنا کوڑا مارا کہ یہ مر گئے۔

وفات پائی ۔

بعضوں کا قول ہے کہ ۹۲ھ میں وفات پائی، اس سال کو لوگ —
سنتہ الفقہاء کہا کرتے تھے، کیونکہ اس سال بہت سے فقیہوں نے وفات
پائی تھی۔

اُن کی اولاد محمد یحییٰ، عثمان، عمرو، عبداللہ، مصعب، عبداللہ اور ہشام
تھی، ہشام کی ماں ایک لونڈی تھی جس کا نام ”سارہ“ تھا۔

حضرت عبداللہ بن عروہ بڑے خطیب (لیکچرار) اور مبلغ
تھے، بلاغت میں خالد بن صنف

کے ہم مثل تھے، ان سے ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ تم نے دارالہجرت مدینہ
کو چھوڑ دیا؟ تم اگر وہاں جاتے تو لوگ تم سے ملتے، تم لوگوں سے ملتے، انھوں
نے کہا کہ لوگ کہاں ہیں؟ اب لوگ تو صرف تکلیف پر خوشی کرنے اور نعمت
پر حسد کرنے والے رہ گئے ہیں، مرنے سے پہلے نابینا ہو گئے تھے۔ اُن کی
نسل مدینہ میں ہے، محمد بن عروہ برگزیدہ شخص تھے، ان کی نسل لڑکوں
سے نہیں ہے۔

حضرت عثمان بن زبیر حضرت عثمان بن زبیر خطیب
(لیکچرار) تھے۔ ان کی اولاد مدینہ

میں ہے۔ یحییٰ بن عروہ لوگوں کے نسبوں اور واقعات سے واقف تھے۔
انھوں نے خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے حاکم مدینہ ابراہیم بن
ہشام کا ذکر کیا تو اُس نے اتنا پٹوایا کہ وہ انتقال کر گئے۔ اُن کی اولاد مدینہ
میں ہے۔

عمرو بن عروہ عبداللہ بن زبیر کے ساتھ شہید ہوئے، ان کی نسل

باقی نہیں رہی، عبداللہ بن عروہ کی اولاد مدینہ میں ہے۔

ہشام بن عروہ ایک اچھے فقیہ تھے، ابو جعفر کے زمانے میں یہ کوفہ آئے تھے۔ کوفیوں نے ان سے حدیثیں سنیں، ۱۰۶ھ میں وہیں پر انتقال فرمایا۔ ان کی اولاد مدینہ اور بصرہ میں ہے۔ ابو منذر اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔

یہ اپنی کنیت ابو عثمان کیا کرتے تھے، سردار اور بردبار تھے، عبداللہ بن

حضرت منذر بن زبیرؓ

زبیرؓ کے ساتھ یہ بھی شہید ہوئے۔ ان کا لڑکا محمد بن منذر ہے۔ یہ قریش کے سردار کہلاتے تھے اور ابو زید اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ جب یہ راستہ چلتے تو لوگ ان کی تعظیم و تکریم کی وجہ سے آگ بجھا دیا کرتے تھے۔ ایک دن ان کے ایک جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو اپنے پیر پر خفا ہوئے اور دوسرے کو بھی اتار دیا اور دونوں کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اور پھر نہیں پہنا۔ انھیں کا قول ہے ”ما قلت سفہاء القوم الا ذلوا“ ان کی نسل باقی ہے۔

یہ اپنی کنیت ابو عبداللہ کیا کرتے تھے۔ بعضوں کا قول

حضرت مصعب بن زبیرؓ

ہے کہ ان کی کنیت ابو عیسیٰ تھی، بہت اچھے عرب تھے۔ ان کو عبداللہ بن زبیرؓ نے کوفہ اور بصرہ کا حاکم بنایا تھا۔ عبدالملک بن مروان ان سے مقابلہ کے لئے نکلا اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو مقدمۃ الجیش پر مقرر کر کے روانہ کیا، مصعب بن زبیرؓ سے اس کا مقابلہ ہوا اور مصعب مقتول ہوئے، مصعب کی اولاد عیسیٰ، عکاشہ، عمرو، جعفر، حمزہ، سعد مصعب

جو ملقب بہ حصین تھا، اور محمدؐ ہے۔

عیسیٰ بن مصعب | عیسیٰ اپنے باپ کے ساتھ مقتول ہوتے۔
ان کی کوئی اولاد نہیں، عکاشہ کی نسل

مدینہ میں ہے۔ اُن کا بیٹا مصعب بن عکاشہ قدید کے واقعہ میں مقتول ہوا۔
جعفر نے ملیکہ بنت حسن بن حسینؑ سے عقد کیا تھا اور ان سے چند لڑکیاں
پیدا ہوئیں، ان کی اولاد دوسری بی بی سے بھی ہے، حمزہ اور ان کا بیٹا عمارہ
قدید کے واقعہ میں مقتول ہوتے، ان کی نسل مدینہ میں ہے۔ انھوں نے
ایک دفعہ شراب پی تھی جس کی وجہ سے مدینہ کے بعض سرداروں نے ان
پر حد جاری کی تھی اور ان لوگوں کے سامنے عبرت کیلئے کھڑا کیا تھا۔

قدید اُس واقعہ کا نام ہے جس میں ابو حمزہ خارجی مقتول ہوا تھا اس
نے یمن سے خروج کیا تھا اور مکہ و مدینہ پر قابض ہو گیا تھا۔ پھر شام
کی طرف متوجہ ہوا اور مارا گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ | یہ اپنی کنیت ابو بکر اور ابو حبیب
کیا کرتے تھے۔ ہجرت کے بیس ماہ

بعد پیدا ہوئے۔ یہ واقفی کا قول ہے۔

ابوالیقظان کا بیان ہے کہ یہ اسلام میں پہلے لڑکے پیدا ہوئے تھے۔
انھوں نے کعبہ کو بنایا تھا اور اس کے دُور وازے رکھے تھے۔ خلافت
کے مدعی ہوئے اور حجاز، عراق، یمن اور مصر اپنے قبضہ میں لائے اور نو

لہ اُن کی بیویوں میں سیدہ سکینہؓ بھی تھیں جو حضرت حسینؑ ابن علیؑ کی لخت جگر تھیں
سیدہ ایک لاکھ درہم دین مہر پر حضرت مصعبؓ کے عقد میں آئی تھیں۔ کتاب الاغانی

برس تک خلیفہ ہے۔ اس کے بعد حجاج ان سے مقابلہ کے لئے آیا اور اُس نے مکہ کا محاصرہ کیا۔ محاصرہ کے زمانہ میں اُن کو ایک تیر لگا۔ اسی سے وفات پائی۔ بڑے کفایت شعار تھے، کسی شاعر نے انھیں کے بارے میں کہا ہے۔

رایت ابابکر و ربک غالب

علی امرہ یبغی الخلافتہ بالنمر

میں نے ابوبکر و عبداللہ بن زبیرؓ کو دیکھا کہ خلافت کو چھوہارے کے بدلے میں طلب کرتے تھے اور تیرا رب اپنے کام پر غالب ہے۔ قتل کے وقت ان کی عمر تہتر برس کی تھی جہاں یہ قتل ہوتے وہیں سولی پر چڑھاتے گئے، اُن کی اولاد حمزہ رضا، حبیب، ثابت، موسیٰ، عباد، قیس، عامر، عبداللہ اور چند لڑکیاں تھیں۔

حضرت حمزہ بن عبداللہ | حمزہ اچھے عرب تھے اپنے باپ کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے، اُن

کی نسل مدینہ میں ہے۔ حبیب لا ولد تھے، ثابت بے ہودہ گو، زبان دراز اور بہت بُرے تھے، اُن کی نسل باقی ہے۔ منجملہ ان کے زبیر بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت ہیں جو ہارون رشید کی طرف سے مدینہ اور یمن کے حاکم تھے۔ موسیٰ کی نسل مدینہ میں ہے۔ منجملہ ان کے صدیق بن موسیٰ بن عبداللہ بن زبیر ہیں جو سردارانِ قریش سے تھے۔ عباد کی اولاد مدینہ میں ہے۔ قیس کی نسل باقی نہیں رہی۔ عامر بن عبداللہ بڑے عابد تھے، اپنی بیٹیوں کا نکاح نہیں کرتے تھے۔

ایک دفعہ اُن کا جوتا چوری ہو گیا، انھوں نے قسم کھائی کہ اب جوتا نہیں خریدوں گا، تاکہ اس کے چوری کرنے سے مسلمان گنہگار نہ ہوں، عبداللہ بن عبداللہ اپنے باپ کے بہت مشابہ تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے اپنی لڑکیاں

اپنے بھتیجیوں سے بیاہ دی تھیں۔

حضرت زبیر اور ان کی اولاد کے غلام | منجملہ ان کے ”بہتی“

صدیقؓ سے روایت کرتے ہیں، ان کا نام عبداللہ بن بسار ہے، اور کنیت ابو محمد، کوفہ میں ٹھہرے تھے، اس وقت کوفیوں نے ان سے روایت کی تھی۔ منجملہ ان کے حمید اعرج قاری ہے، یہ حمید بن قیس زبیر کی اولاد کا غلام ہے، یہ کوفیوں کے قاری تھے۔ بہت حدیثیں جانتے تھے۔ علم فرائض اور حساب کے عالم تھے، مجاہد اور اپنے سہائی عمر بن قیس کے شاگرد تھے۔ حدیث میں ضعیف شمار کئے جاتے ہیں، انھوں نے ایک مرتبہ مالک بن انسؓ کے ساتھ گستاخی کی تھی اور والی مکہ کے سامنے کہا تھا کہ کبھی یہ خطا کرتے ہیں اور کبھی یہ ٹھیک نہیں کہتے۔ مالک نے ان سے کہا کہ ”لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔“ انھوں نے اس کو نہیں سمجھا، بلکہ تغافل کر گیا، اس پر مالک نے ان کو متنبہ کیا اور کہا، میں ان سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔“

ابو الزہری جو جابر سے روایت کرتا ہے اس کا نام محمد بن مسلم ہے وہ زبیر کے چچا حکیم بن حزام بن خویلد کا غلام ہے۔



حضرت طلحہ بن عبد اللہ

نسب

طلحہ بن عبد اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ یہ اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔ ان کو طلحہ النخیر طلحہ القیاض اور طلحہ الطلحات کہتے۔ یہ وہ طلحہ الطلحات نہیں ہیں جن کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

رحم اللہ اعظم اوفنوا

بسجائ طلحہ الطلحات

خداوند تعالیٰ ان ہڈیوں پر رحم کرے جن کو لوگوں نے سبجائ میں دفن کیا ہے۔ وہ طلحات ہے۔

بلکہ یہ شخص خزاعی تھا اور حضرت طلحہ پہلے مہاجرین سے تھے، اور ان دس لوگوں میں سے تھے جن کو جنت کی بشارت دی گئی تھی، مجلس شوریٰ کے یہ بھی ممبر تھے۔ مگر مشورہ کے دن حاضر نہیں تھے۔ احد کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے، اُسی دن کسی نے آپ پر وار کیا تھا اس کو انھوں نے اپنے ہاتھ پر روکا تھا جس کی وجہ سے ان کا ہاتھ کٹ گیا تھا اور یہ بے ہاتھ ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا تھا، "طلحہ کے لئے جنت واجب ہوئی"۔ ان کے اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ کرایا تھا۔ یہ عثمان اور اپنی ماں صعہ بنت حنظلہ پر بہت سخت تھے۔ وہ عبید اللہ کے نکاح کے قبل ابوسفیان بن حرب کے عقد میں تھیں۔ ابوسفیان نے انہیں طلاق دے دی تھی، اس کے بعد ان کے نفس نے ملامت کی تو یہ اشعار کہے۔

انی وصعبۃ فیمایرے

بعیدان والوداوقریب

میں اور صعہ گود دیکھنے میں دور معلوم ہوتے ہیں مگر محبت ہم دونوں کو

فان لم یکن نسب ثاقب

فعند الفتاة جمال و طیب

اگرچہ اس کا کوئی اعلیٰ نسب نہیں ہے۔ لیکن اس کے پاس خوبصورتی و پاکیزگی ہے

فیا آل قصی الافرار

ہز برصدہ الغزال الزیج

پس اے اولاد قصی تم کو اس بات سے تعجب کرنا چاہیے کہ شیر کو ایک

پالا ہوا ہرن روکے ہوتے ہے۔

جب حضرت طلحہؓ حضرت علیؓ سے لڑنے کے لئے بصرہ آتے تو جمل

کی لڑائی میں بھی شریک ہوتے۔ مروان نے انہیں دیکھا اور چونکہ حضرت

عثمانؓ پر سختی کرنے کی وجہ سے یہ ان سے پہلے ہی سے خار کھاتا تھا اس وجہ

سے ان پر ایک تیر چلایا اور وہ ان کی پنڈلی میں لگا۔ اور اس کو گھوڑے کی

جانب تک زخمی کر گیا۔ یہ گھوڑے کی گردن سے لپٹ گئے، اور کہنے لگے

نائبہ مار آیت مصرع اشباح اصبح اور وفات پاتی۔ اور قرہ کے پل کے پاس دفن کئے گئے۔ اس کے تیس برس بعد ان کی بیٹی عائشہ نے ان کو خواب میں دیکھا کہ مہنی کی شکایت کرتے ہیں۔ اس نے ان کے نکالنے کا حکم دیا۔ اور وہ تری نکالی گئی۔ اس کام کو عبدالرحمن بن سلا تمیمی نے انجام دیا۔ اور اپنے گھر میں بصرہ میں مدفون ہوئے۔ ان کی قبر وہاں مشہور ہے۔

طلحہ کے دو اور بھائی تھے، ایک عثمان بن عبداللہ اور دوسرا مالک بن عبداللہ۔ عثمان زمانہ جاہلیت میں ذی رتبہ شخص اور اس نے زمانہ اسلام بھی پایا تھا۔ اس نے طلحہ اور ابو بکر کو ملا کر ایک رسی میں باندھ دیا تھا۔ اسی وجہ سے یہ دونوں "قرینین" کہلاتے تھے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کے اولاد سے کسی نے طلحہ کی اولاد میں ایسے شخص کے لئے جس کا نام طلحہ تھا اور اس کے بیٹے کا نام ابو بکر تھا یہ اشعار کہے ہیں۔

یا طلح یا ابن القرینین الذین ہما

مع النبی اذ لا کل سے جبار

اے طلحہ اے قرینین کے بیٹے جنہوں نے رسول اللہ کے ساتھ ہر سرکش

کو تابعدار بنایا۔

ہذا المے بفعل الخیر نافلہ

دون الانام و ہذا صاحب الغار

یہ لوگوں میں اچھے کام کرنے کے ساتھ مشہور ہوئے اور وہ غار

کے ساتھی کہلاتے۔

عثمان کی نسل باقی ہے اور مالک کی نسل مکہ میں ہے۔



ان کی عمر اور حلیہ میں لوگوں کا اختلاف ہے۔
ابو الیقظان کا بیان ہے کہ قتل کے وقت ان کی عمر

عمر و حلیہ

ساتھ برس کی تھی۔

واقفی کا قول ہے کہ چونکہ برس کی عمر تھی۔ جمادی الاولیٰ ۳۲ھ
میں مقتول ہوئے۔ خود ان کی بعض اولاد کا بیان ہے کہ باسٹھ برس کی عمر
تھی۔ اسی طرح ان کے حلیہ میں بعضوں کا بیان ہے کہ گندم رنگ اور بہت
بال والے تھے۔ وہ بال نہ تو زیادہ گھونگھروالے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔
خوبصورت باریک ناک والے تھے۔ چلنے میں بہت تیزی کرتے تھے۔ بال
کا خضاب نہیں کیا کرتے تھے۔

ابو موسیٰ بن طلحہ کا قول ہے کہ سفید سرخی ماتل میانہ قد تھے جو ناٹے
پن کی طرف ماتل تھے، سینہ کے فراخ، مونڈھوں کے چوڑے تھے۔ جب
کسی کی طرف دیکھتے تھے تو پورے طور سے دیکھتے تھے۔ قدموں کے بھاری
تھے، ان میں باریکی نہیں تھی اور جب کسی کے قدموں میں باریکی نہ ہو تو
اُس کو "اَوَج" کہتے ہیں۔ فضل بن دُکین قیس بن ربیع سے روایت کرتے
ہیں۔ وہ عمران بن موسیٰ بن طلحہ سے، وہ اپنے باپ سے کہ طلحہ کے ہاتھ
میں سونے کی انگوٹھی تھی۔ اس میں سرخ یا قوت کا رنگ تھا، ان کی آمدنی
روزانہ پورے ہزار درہم تھی۔

دس لڑکے اور چار لڑکیاں مختلف
بیبیوں سے تھیں۔ مسند ان کے محمد

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد

بن طلحہ رضی اللہ عنہ بنت حبش کے بطن سے اور اسکی ماں امیمہ بنت عبد المطلب
تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی بہن تھیں۔

محمد بن طلحہ رضی

یہ عابد تھے، ان کو لوگ "سجاد" (بہت سجدہ کرنے والا) کہتے تھے۔ ابوالقاسم

کنیت کیا کرتے تھے۔ جبل کے واقعہ میں (حضرت عائشہ کے ساتھ) تھے۔ حضرت علی رضی کو اس اونٹ کے مارنے سے منع کیا (جس پر عائشہ صدقہ سوار تھیں) اور کہا دیکھو اپنے کو بڑی ٹوپی والے اونٹ سے بچاؤ۔ اسی اثنا میں کسی نے اُن کو قتل کر دیا۔ اور یہ اشعار پڑھے۔

واشعث قوام بایات ربہ

قلیل الاذی فیما تری العین مسلم

پراگندہ حال کلام اللہ کے ساتھ قیام کرنے والا۔ لوگوں کو نہ تکلیفیں دینے والا دیکھنے میں پتلا مسلمان۔

امکنہ بالرحم حصنہ قمیصہ

فخر قتیل للیدین و للقم

میں نے اپنے نیزے کو اس کے بدن کے دونوں پہلوؤں پر مارا تو وہ مردہ منہ کے بل گر پڑا۔

اسے یہ بڑے پرہیزگار اور سجدہ گزار تھے۔ اس نے لوگ ان کو سجاد کہتے تھے۔ حضرت علی نے ان کی نعش کو دیکھا تو آہ کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت حسن نے کہا۔ بابا جان خیر تو۔ فرمایا۔ سجاد بھی مارے گئے۔ حضرت حسن نے کہا میں اسی لئے آپ کو اس جنگ سے منع کرتا تھا لیکن آپ لوگوں کے کہنے میں آگئے۔ اُسپر حضرت امیر المومنین نے نہایت رنج کے ساتھ فرمایا۔ کاش میں آج سے نو سال پہلے مر گیا ہوتا۔

علی غیر شیء ان لیس تابعا

علیا ومن لا یتبع الحق یظلم

یہ معاملہ بلا قصور میں نے ان کے ساتھ کیا مگر وہاں وہ علی کے تابع نہ تھے اور جو جو حق کا تابع نہیں وہ ظالم ہے۔

نیاشد فی خصم والرمی شاجر

فلا تلاحسم قبل التقدم

جس وقت نیزہ کام کر رہا ہے۔ اس وقت دوست مجھے قسم دیتا ہے اور منع کرتا ہے۔ پیش قدمی کرنے سے پہلے اُس نے مجھ سے کیوں نہیں کہا۔

ان کے بیٹے ابراہیم تھے۔ ان کے سر کا اگلا

حصہ بالوں سے صاف تھا۔ لنگڑے اور

محمد بن طلحہ رضی

سردار تھے۔ حجاز کے شیر کہلاتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے ان کو کوفہ کا تحصیل دار مقرر کیا تھا۔ انھوں نے مکہ میں، احرام کی حالت میں وفات پائی۔ ابراہیم کے بیٹے عمران اور یعقوب تھے۔ ان دونوں کی ماں اسمعیل بن طلحہ کی بیٹی تھی۔ اور اس کے ماں لبابہ بنت عبداللہ بن عباس تھیں۔ عمران کا بیٹا محمد بن عمران تھا، جو ابو جعفر کے زمانے میں مدینہ کا قاضی تھا اور نجیل تھا۔

جب لوگوں نے نجالت کے بالے میں ان کو برا بھلا کہا تو انھوں نے

کہا انی لا احمد عن الحق ولا اذوب فی الباطل اور مسجلہ اولاد طلحہ کے عمران

بن طلحہ ہے، اس کی ماں حمزہ تھی، اس کے عقد میں اُمّ کلثوم بنت فضیل بن

عباس تھی۔ اس کی نسل نہیں رہی۔

★

عیسیٰ ابن طلحہ رضی

اور مجملہ ان کے عیسیٰ بن طلحہ ہیں۔ یہ بنجل اور عابد تھے۔ یہ عمرو بن عبدالرحمن بن عوف

کے ساتھ عبدالملک بن مروان کے پاس بھیجے گئے تھے۔ اس سے حجاج کی موقوفی کی نسبت گفتگو کی۔ یہاں تک کہ حجاج حجاز سے موقوف کیا گیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں انھوں نے وفات پائی۔ اُن کی اولاد باقی ہے۔ اور مجملہ ان کے یحییٰ بن طلحہ ہے۔ یہ طلحہ کی تمام اولاد سے بہتر تھے اُن کے بیٹے اسحاق بن یحییٰ سے لوگ فقہ روایت کرتے ہیں۔ اسحاق کی ماں اُمّ یاس بنت ابی موسیٰ اشعریؓ تھیں۔

اسماعیل بن طلحہ رضی

اور مجملہ اس کے اسماعیل بن طلحہ ہے۔ یہ سردار تھے۔ انہی کے عقد

میں لبابہ بنت عبداللہ بن عباسؓ تھیں۔ اور مجملہ ان کے اسحاق بن طلحہ ہے۔ حضرت معاویہؓ نے انھیں اور حضرت سعید بن عثمان کو خراسان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسی میں وفات پائی۔ اُن کی اولاد بہت ہے۔

یعقوب بن طلحہ رضی

حرہ کی لڑائی میں قتل ہوئے ان کی نسل باقی ہے۔ مجملہ ان کے ابو یعربہ ہے جو

ابو جعفر کی طرف سے بحرین کا حاکم تھا۔

یہ بھی طلحہ کی تمام اولاد سے اچھے تھے۔

موسیٰ بن طلحہ رضی

ذی مرتبہ اور ذی عزت تھے۔ کوفہ میں

۱۰۴ھ میں قضا کی۔ ابو عیسیٰ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ اپنے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھا کرتے تھے۔ ان کے بیٹے محمد بن موسیٰ کی ماں عبدالرحمنؓ بن ابوبکرؓ کی بیٹی تھیں۔ یہ عبدالملک بن مروان اموی خلیفہ کی فوج کے کمانڈر

تھے۔ ان کو عبدالملک بن مروان نے سبیب کے مقابلہ میں بھیجا تھا، اس نے ان کو قتل کیا۔ اور ان کے بیٹے عمران بن موسیٰ کی ماں لونڈی تھی۔ اور یہ سخی تھے۔ اُن کی نسل باقی ہے۔

ان کی ماں ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور سخی بہن عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ سخی

زکریا بن طلحہ رضی اللہ عنہ

تھے، ان کی نسل باقی ہے۔

ان کی ماں تغلبیہ ہے۔ اور طلحہ کی لڑکیوں سے اُمّ اسحاق بنت طلحہ رضی اللہ عنہا ہیں جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ

صالح بن طلحہ رضی اللہ عنہ

بن علی رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ جن سے طلحہ بن حسن پیدا ہوئے اور لڑکپن ہی میں وفات پائی۔ اس کے بعد ان سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ نے عقد کیا۔ اور ان سے فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں۔ اور یہ عبداللہ بن حسین کی ماں ہیں۔ اس کے بعد اُن سے عبداللہ بن محمد بن ابی عقیق نے نکاح کیا اور امیر لڑکی پیدا ہوئی اور طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں سے عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا ہے۔ عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن سے عقد کیا تھا۔ اور ان کے بعد مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اور ایک لاکھ درہم اُن کو دیا۔ انس بن زبیر نے اسی کے بارے میں اپنے بھائی سے کہا۔

ابلیخ امیر المومنین رسالت

من ناصح کک یرید خدا عا

امیر المومنین کو ایک پیغام ایسے ناصح کی طرف سے پہونچا دو جو دھوکا دیتا نہیں چاہتا۔

بضع الفناہ بالف الف کامل

وتبنیت سادات الجیوس جیاعا

عورت کی شرمگاہ پوسے لاکھ میں خریدی جاتے اور سرداران لشکر بھوکے
بسر کریں۔

لولا ابو حفص اقول مقالے واقص شان حدیثیم لارتاعا
ابو حفص سے عمر بن خطاب مراد ہیں جب مصعب قتل ہوتے تو
عصر بن عبد اللہ بن عمر تمیمی نے عقدہ مگر عبد اللہ بن عبد الرحمن کے سوا اور
کسی کی ان سے اولاد نہیں ہوئی۔ اور طلحہ کی بیٹیوں میں صحبہ ایک لونڈی
سے اور مریم دوسری لونڈی سے ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے غلام | ان کے موالی سے مسلم بن یسار تھے۔
یہ اپنے زمانے میں سمجھوں سے افضل

تھے جب یہ زیادہ غصہ ہوتے تو کہتے فرق بیسی و بینک۔ جب یہ کہتے تو لوگ
سمجھ جاتے کہ اب اس کے بعد کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

اُن کا بیان تھا کہ جب ہم اپنے داہنے ہاتھ سے کتاب لینے کا قصد کرتے
ہیں، اس وقت اس سے اپنی شرمگاہ کو چھونا برا سمجھتے ہیں۔

ایک دفعہ یہ کسی مسجد میں گئے، اس وقت مؤذن نے اذان دی، یہ
وہاں سے واپس چلے گئے۔ مؤذن نے دریافت کیا کہ کس نے آپ کو واپس
کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ تو نے۔

یہ کسی چیز کو لعنت نہیں کرتے تھے جب چوپا تے پر غصہ ہوتے تو
کہتے "مار ڈالنے والا زہر تو نے کھایا ہے" "ستارہ یا ستارہ میں انھوں
نے قضا کی۔ اُن کا بیٹا عبد اللہ بن مسلم بن یسار ہے۔ اس سے لوگ
روایت کرتے ہیں۔

اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ابو نعیم فضل بن دکین بن حماد محدث

تھے۔ ثوری اور اعش سے حدیث روایت کرتے ہیں کوفہ میں ۱۹۷ھ
 میں وفات پائی۔ اور حمید طویل طلحۃ الطلیحات خزاعی کے غلام تھے نہ
 کہ طلحہ بن عبید اللہ تمیمی کے۔



حضرت عبدالرحمن بن عوف

نسب

عبدالرحمن بن عوف بن عبدعوف بن عبدالمحارث بن زہرہ
بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوتی بن غالب بن فہر بن مالک

بن نصر بن کنانہ ہے۔

جاہلیت کے زمانہ میں ان کا نام عبدالمحارث تھا اور بعضوں کا بیان ہے
کہ عبدعمر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن رکھا ان کے باپ
عوف جاہلیت کے زمانے میں غمیضہ میں قتل ہوئے تھے۔ جذیمہ کی اولاد نے
قتل کیا تھا۔ ان کی ماں کا نام شفاء تھا اور وہ بھی زہریہ ہیں۔

عبدالرحمن کے کئی بھائی تھے۔ ایک عبداللہ بن عوف سردارانِ قریش
میں سے تھے۔ اور ان کے بیٹے طلحہ بن عبداللہ بن عوف کی اولاد نرینہ
میں ہے۔

دوسرا سود بن عوف ہے۔ صحابی تھے، حضرت عمر بن خطابؓ نے ان
کو مکہ میں شراب پیتے ہوئے پایا تھا جس کی وجہ سے حد ماری تھی۔ آپ
جبل کی لڑائی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک تھے اور اسی

میں شہید ہوتے۔ ان کی نسل باقی ہے۔

کنیت

حضرت عبدالرحمن اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔ یہ بھی ان دسویں میں ہیں جن کو جنت کی بشارت دی گئی ہے مجلس شوریٰ کے چھ ممبروں میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ ان کے بدن میں تل کے داغ تھے۔
واقعی کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے دس برس بعد پیدا ہوئے تھے اور ۳۲ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ آپ کی عمر پچھتر برس کی تھی۔

ابو الیقظان کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال کیا۔ اور ان کا ترکہ سولہ حصوں میں تقسیم ہوا۔ اور ہر ایک لڑکی کا حصہ اسی ہزار درہم ہوا۔ انھوں نے ایک دن تیس غلام آزاد کئے تھے۔ انھوں نے وصیت کی تھی کہ جنازہ کی نماز حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔

واقعی کا بیان ہے کہ لائے، خوبصورت، نرم بدن،
حلیہ کوزہ پشت، سفید سرخی ماتل تھے، بالوں کا خضاب نہیں کرتے تھے۔ سہیلہ بنت عاصم بن حدی کا بیان ہے کہ ان کی آنکھیں اور ناک بڑی تھیں اور سامنے والے اوپر کے دودانت لمبے تھے۔ جن کی وجہ سے کبھی ان کے ہونٹ زخمی ہو جایا کرتے تھے۔ ان کے سر کے بال کانوں کے نیچے اور ان سے لپٹے ہوتے تھے۔ ان کے منہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اس میں پانی کا حباب ہے۔ ان کا پر بھاری اور انکی انگلیاں موٹی تھیں۔
ان کی اولاد محمد رضی اللہ عنہ، ابراہیم رضی اللہ عنہ، حمید رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ، ام کلثوم بنت ابی معیط اموی کے لطن سے۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ، تھامر بنت اصبح کلبی کے لطن سے۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، سہیل رضی اللہ عنہ، ایک لڑکی

یمنی عورت سے، عثمان رضی، مسوز اور عمر رضی وغیرہ اور چند لڑکیاں۔

آپ بہت غیرت دار تھے۔ آپ کا لڑکا عبد الواحد ہے۔ اور اس کی نسل

محمد بن عبد الرحمن

باقی ہے۔ ابراہیم بن عبد الرحمن قوم کے سردار اور پستہ قد تھے۔ انھوں نے سیدہ سیکہ بنت حسین سے عقد کیا تھا۔ مگر چونکہ بنو ہاشم راضی نہ ہوئے اس وجہ سے انھوں نے خلع کر لیا۔ ابواسحق اپنی کنیت کیا کرتے تھے، اور ۶۷ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ عمر پچھتر برس کی تھی۔ ان کے بیٹے سعد بن ابراہیم تھے جن کی ماں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بیٹی تھیں۔ یہ ہشام کے زمانے میں مدینہ کے قاضی تھے۔ ان کی نسل باقی ہے۔ اسی کے بارے میں موسیٰ نے یہ شعر کہا ہے۔

یتقی الناس فحش و اذاہ

مثل ما یتقون بول الحمار

یہ لوگ اس کے فحش اور تکلیفوں سے اسی طرح بچتے ہیں جس طرح گدھے کے پیشاب سے۔

لا یغرنک سجدة بن عیینہ ہزارے و منها فرارے

اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کا نشان دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ اس سے بچو اور بھاگو۔

بعضوں کا بیان ہے کہ ایک شخص ان کے یہاں آیا۔ اس کو انھوں نے دڑے مارے، اس نے دریافت کیا کہ مجھے کیوں دڑے مارے انھوں نے کہا کہ بد صورتی کی وجہ سے۔ اس پر کسی نے مدینہ میں یہ شعر کہا تھا۔

جلد الحاکم سعد بن سلیم فی السماجۃ

بد صورتی کی وجہ سے سعد بن سلیم تے دڑہ لگایا

فقہ اللہ سعد

من امیر کم کل حاجہ

خدا نے تمھارے امیر سے سعد کی تمام حاجتیں پوری کر دیں۔

سعد نے مدینہ میں ۱۲۷ھ میں قصہ کی عمر تہتر برس کی تھی، ان کا

بیٹا ابراہیم بن سعد بن ابواسحق بغداد میں بیت المال کا افسر تھا، حدیث بہت جانتا تھا۔ بغداد میں ۱۸۳ھ میں اُس نے وفات پائی۔

امیر اور ذی مرتبہ شخص تھے۔ ان سے

لوگوں نے حدیثیں نقل کی ہیں۔ ابو عبد الرحمن

حمید بن عبد الرحمن

اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ ان کی اولاد میں عبد الرحمن بن حمید ہے۔ مدینہ کے سرداران قریش میں سے تھے۔ مدینہ میں ۹۵ھ میں وفات پائی۔

بعضوں کا بیان ہے کہ ۱۰۴ھ میں عمر تہتر برس۔ اور بعضوں کا

کا بیان ہے کہ ۱۰۵ھ میں۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن فقیہ تھے، ان سے لوگ حدیث نقل کرتے

تھے۔ ان کا نام عبد اللہ ہے، ان کے بیٹے عمر بن ابو سلمہ کو ابو جعفر عباسی

نے شام میں قتل کیا تھا، کیونکہ یہ اپنے بھائیوں کے ساتھ تھے جو بنی امیہ

سے تھے۔ چنانچہ بنو امیہ کے ساتھ ان کو بھی قتل کرادیا۔ ابو سلمہ نے

۹۴ھ میں وفات پائی۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی وفات ۱۰۴ھ

میں ہوئی۔

آپ بہت بہادر تھے، خلیفہ عبد الملک

نے کسی شامی سے دریافت کیا کہ تم

مصعب بن عبد الرحمن

نے سب سے زیادہ بہادر سوار کسی کو پایا؟ اس نے کہا مصعبؓ کو۔ یہ حضرت

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے اور پہلے مدینہ میں مروان کے پولیس کے افسر تھے۔ انہی کے بارے میں قیس رقیات نے کہا ہے۔

حال دون لہوے ودون سری اللیل مصعب

عشق اور رات کے سیر کرنے میں مصعب حائل ہوا

وسیا علی الکف رجال لقلب

اور دتہ مانے والا جو لوگوں کی ہتھیلیوں پر اس کو الٹ پلٹ کرتا ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ مصعب بن عبدالرحمن حصین بن نمیر کے پانچ ساتھیوں کو مارکر واپس آئے اور ان کی تلوار ٹیڑھی ہو گئی تھی۔ اس پر انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

انا لنودرہا بیضا ونصدا

حمر او فیہا احمر بعد تقویم

میں اس کو سفید چلاتا ہوں اور سرخ کھینچتا ہوں اور اس میں سیدھ کے بعد ٹیڑھا پن ہے۔

واقدی کو ان کے مقتول نہ ہونے سے انکار تھا۔

سہیل بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ | آپ نے اُمیہ صفدی کے خاندن کی ایک عورت "ثریا" سے عقد کیا تھا۔

جس سے عمر بن ربیعہ عشق بازی کیا کرتا تھا۔ تو اس نے یہ شعر کہا۔

ایہا النج الشریا سہیل

عمرک اللہ کیف یلتقیان

اے سہیل ثریا سے نکاح کرنے والے، خدا تیری عمر دراز کرے، تم دونوں کیوں کر مل سکتے ہو۔

ہی شامیۃ اذا ما ستقلت

وسہیل اذا استقل یسانی

ثریا کا مستقل مقام شام ہے۔ اور سہیل کا مستقل مقام یمن ہے۔
سہیل کی اولاد مدینہ میں ہے۔ بخلاف ان کے عتیر بن سہیل ہے۔
یہ شرابی تھے۔ انھیں کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

اذا انت نادمت العتیر وذوالندی

جیر و عاطیت الزجاجة خالدا

جب تو عتیر کا مصاحب بنے اور اسکی مجلس والوں کا جو جیر ہے اور جب
خالد کو تو شیشہ دے۔

جیر اُمّ یمن کا بیٹا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے
ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داتی کھلاتی تھی اور خالد ابوالیوب انصاری کا بیٹا تھا۔

یہ قریش کے ہوشیار لوگوں میں سے تھے انھوں نے حجاج کے مدینہ سے

عمر بن عبد الرحمن رضی

ہٹانے کے بارے میں گفتگو کی تھی۔ یہاں تک کہ خلیفہ عبد الملک نے اس
کو ہٹا دیا۔ انہی کی اولاد سے محمد بن عبدالعزیز ہیں جو ابو جعفر کے زمانے
میں مدینہ کے قاضی تھے۔ اُن کی نسل باقی ہے۔

زید بن عبد الرحمن رضی
زید بن عبد الرحمن رضی

زید بن عبد الرحمن رضی

مقتول ہوئے عثمان بن عبد الرحمن کی اولاد لبصرہ میں ہے۔



حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

نسب سعد بن مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔

یہ اپنی کنیت ابواسحق کیا کرتے تھے۔ اُن کی ماں حمزہ بنت سفیان بن اُمیہ بن عبد شمس اموی ہیں۔ ان کے دو بھائی اور تھے۔ ایک کا نام عتبہ تھا اور دوسرے کا عمیر۔ عتبہ کے بیٹے ہاشم بن عتبہ تھے۔ اور یہ ایک چشم تھے۔ اور علی کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک تھے۔ بڑے ہی بہادر تھے۔ انھیں کا قول ہے

اعور یمنی اہلہ محلاً قد عاکج الحیاۃ حتی ملّا لابدان یغل اور یغل
اس نے اپنے اہل کے لئے عزت و مرتبہ چاہا، اور زندگی کے لئے پوری
کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اب ایسی حالت میں ضروری ہے کہ خود طوق
پہن لے یا لوگ اُسے پہنائیں۔

حضرت عمیرؓ بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

مناقب و محاسن

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دس
لوگوں میں ہیں جن کو جنت کی خوشخبری

دی گئی ہے اور مجلس شوریٰ کے ممبروں میں سے ہیں۔ یہ بڑے زبردست
تیر انداز تھے ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی اور
فرمایا تھا۔

”اے اللہ ان کی دعا قبول کر۔“ ان کے تیرکانہ ٹھیک بٹھا۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ اور ماں دونوں کو ان کے
لئے جمع کیا تھا۔ اور فرمایا تھا: تیر پھینک میرے باپ اور ماں تم پر فدا
ہوں۔“ اور آپ نے فرمایا تھا: یہ میرے ماموں ہیں۔ کوئی ایسا ماموں
لے تو آتے؟“

حضرت عمر بن خطاب نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا تھا۔ یہ ”قادیسیہ“
کی لڑائی میں سالار لشکر تھے۔ مگر چونکہ زخمی تھے اس لئے لڑائی میں شریک
نہ ہو سکے۔ اور دوسرے کو اپنا جانشین بنا کر بھیج دیا تھا اور قادیسیہ فتح ہو
گیا۔ اسی بارے میں بحیلہ کے ایک شخص نے کہا ہے۔

الم تر ان اللہ اظہر دینہ

وسعد بباب القادیسیہ معقہم

تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کیا۔ بحالیکہ سعد
اس وقت قادیسیہ کے دروازہ پر محفوظ بیٹھے ہوئے ہیں۔

فابناؤ قد ایمت نساء کثیرۃ

ونسوة سعد لیس منھن ایم

پس لوٹے ہم اور بہت سی عورتیں راند ہو گئیں۔ حالانکہ سعد کی کوئی عورت

رانڈ نہیں ہوتی۔

اور حضرت سعدؓ نے اس کے لئے بددعا کی۔ اور کہا۔

”اے اللہ اس کے ہاتھ اور زبان کیلئے تو کافی ہو۔“

اس شخص کو اس بددعا کے اثر سے ایک تیر لگا جسکی وجہ سے وہ گونگا ہو گیا۔ اور اس کا ہاتھ سوکھ گیا۔ اس کے بعد کوفہ والوں نے حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کی، اس وجہ سے وہ معزول کر دیئے گئے۔ ان کے بعد کوفہ کے حاکم عثمانؓ ہوئے اور وہ بھی موقوف کئے گئے۔ بعد ازاں ولید بن عقبہؓ اموی مقرر ہوئے۔ جب یہ کوفہ آتے تو ان سے حضرت سعدؓ نے دریافت کیا کہ ”اے ابو وہب کیا تم میری غیبت میں عقلمند ہو گئے ہو؟ یا ہم تمھاری غیبت میں بے وقوف ہو گئے ہیں تو حضرت ولیدؓ نے کہا۔ ”نہ ہم عقلمند ہوتے ہیں اور نہ آپ بے وقوف ہوتے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ قوم نے مجھے پسند کیا ہے۔“ اس کے بعد کچھ اور باتیں ہوئیں۔

حضرت سعدؓ نے اپنے محل میں جو مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں واقع تھا قضا کی۔ اور لوگوں کے کندھوں پر اٹھا کر مدینہ لائے گئے۔ ان کی وفات ۵۵ھ میں ہوئی۔ عشرہ مبشرہ میں انھوں نے سب سے پیچھے وفات پائی۔ ان کے جنازہ کی نماز مروان بن حکم نے پڑھائی جو اس وقت حضرت معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے۔ ان کی عمر کچھ اوپر اسی برس کی تھی یا کچھ اوپر ستر برس۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہم انیس برس کے سن میں مسلمان ہوئے تھے۔

واقعی کا قول ہے کہ ان کی بیٹی عائشہؓ کا بیان ہے کہ میرے باپ اوپر کے دھڑ سے ناٹے، موٹے، بڑے

حلیہ

سرولے تھے۔ اور سخت انگلیوں والے تھے۔

عامر بن سعدؓ کا بیان ہے کہ سعدؓ کے بال گھونگھڑا تھے، ان کے بدن میں بہت کم تھے۔ گندم رنگ اور لمبے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔
ان کی اولاد عمرؓ، محمدؓ، عامرؓ، موشیؓ، مصعبؓ، اور عائشہؓ وغیرہم ہیں۔

اولاد

عمر بن سعدؓ حسین بن علیؓ کا قاتل ہے۔ عبد اللہ بن زیاد نے اس کو ان کے مقابلہ کے لئے امیر شکر بنا کر بھیجا تھا۔ جب مختار کا زمانہ ہوا تو اس نے بجیلہ کے غلام ابو عمرہ کو عمر بن سعد کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ اس نے جا کر اس کو قتل کیا۔ اور اس کا سر مختار کے پاس لے آیا تھا جس وقت مختار کے پاس اس کا سر آیا تھا اس وقت اس کا بیٹا حفص بن عمر بن سعد بھی موجود تھا۔ مختار نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کس کا سر ہے؟ اس نے کہا ابو حفص کا مختار نے حکم دیا کہ حفص کے سر کو ابو حفص کے سر سے ملا دو، چنانچہ وہ بھی مقتول ہو۔ عمر کی نسل کو فہ میں ہے۔

محمد بن سعدؓ نے ابن اشعث کے ساتھ خروج کیا تھا۔ اس بنا پر حجاج نے اس کو قید کر کے قتل کر دیا۔ ان کے بیٹے اسمعیل بن محمد بن سعد قریش کے فقیہوں اور ذی مرتبہ شخصوں میں سے تھے۔

آپ سے لوگ حدیث روایت کرتے تھے
۱۰۴ھ میں انتقال کیا

عامر بن سعدؓ

مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ | آپ کے حالات میں لوگوں نے ذکر کیا ہے
 کہ جب اپنے باپ کے مرنے کے وقت رونے
 لگے تو انھوں نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ خداوند
 تعالیٰ مجھ پر عذاب نہیں کرے گا۔ مصعب رضی اللہ عنہ کا انتقال ۱۰۲ھ میں ہوا۔ موسیٰ
 بن سعد کی اولاد باقی ہے، منجملہ ان کے بنجاد بن موسیٰ ہے۔



حضرت سعید بن زیدؓ

نسب

سعید بن زید بن عمر بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن قسوط
بن رباح بن عبداللہ بن رزاح بن عدی بن کعب بن

لوتی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔

حضرت عمرؓ ان کے باپ کے بھتیجے ہوتے تھے۔ نفیل کے دو بیٹے تھے۔
ایک عمرو بن نفیل دوسرا خطاب بن نفیل۔ خطاب کی ماں قبیلہ فہم سے
تھیں۔ عمرو نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس سے نکاح کر لیا تھا اور اسی
سے ان کا بیٹا زید بن عمر ہے۔ زید بتوں کی عبادت سے بیزار ہو کر کسی دین
کے طلب میں رہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی ملاقات ”جزیرہ“ میں ایک
شخص سے ہوئی۔ اُس نے اُن سے دین ابراہیمؑ کی بہت تعریف کی۔ اور کہا
کہ تم اپنے وطن کو لوٹ جاؤ کیوں کہ بنی کے ظاہر ہونے کا زمانہ قریب ہے۔
اور جب وہ ظاہر ہوں تو تم اُن کی تابعداری کرنا۔“

زید وہاں سے واپس آ کر انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ اور آپؐ بیان کیا کہ میں واپس تو چلا آیا مگر یہاں
کچھ بھی نہیں دیکھتا ہوں۔

یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے
کا ہے۔ پھر وہ وہاں سے شام آئے۔ وہاں کسی عیسائی نے ان کو قتل کر دیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا ہے۔

انہ یبعث امة واحدة

یعنی قیامت کے دن اکیلے ایک امت ہونگے

انہی کی شان میں ورقہ بن نوفل نے کہا ہے۔

رشدت وال نعمت ابن عمرو وانما

تجنبت تنورا من النار حاميا

تم نے راہ راست پائی اور انعام حاصل کیا اے ابن عمر، اور بیشک تم تنور
کی آگ دجہنم سے محفوظ رہے۔

اور زید بن عمر نے خود کہا ہے۔

اسلمت وجہی لمن اسلمت

لہ المزن تحمل عذابا زلا لا

میں نے اپنے منہ کو اس شخص کی طرف متوجہ کیا ہے جس کی طرف ابر نے جو بیٹھے
صاف پانی کو اٹھاتے ہوتے ہے متوجہ کیا ہے۔

حضرت زید کی اولاد سعید اور عاتکہ رضی اللہ عنہما، عاتکہ رضی اللہ عنہا بن
اولاد | ابی بکر رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی

اللہ عنہ کے عقد میں رہیں۔ اور ان کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے عقد میں۔

حضرت سعید بن زید اپنی کنیت ابوالاعور
فضائل و مناقب | کیا کرتے تھے۔ مہاجرین اولین سے تھے۔

عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ایمان لاتے تھے۔ ان دس شخصوں میں سے ہیں جن کو جنت

کی بشارت دی گئی تھی۔ حضرت معاویہؓ کی خلافت تک زندہ رہے اُن کی نسل کوفہ میں بہت ہے۔

ان کی ایک بیٹی حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ اور ایک بیٹی منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عقد میں اور ایک بیٹی عاصم بن منذر رضی اللہ عنہ کے عقد میں۔ انہی کی اولاد میں محمد بن عبداللہ بن سعید ہیں جو شاعر تھے۔ اور جنہوں نے یزید کی شان میں حرہ کے دن یہ شعر کہا تھا۔

لست فینا ولیس خالک منا

یا مضیّع الصلّٰة للشہوات

نہ تو ہم میں سے ہے نہ تیرا ماموں، اے نماز کے ضائع کرنے والے شہوتوں کی وجہ سے۔

واقفی کا بیان ہے کہ سعید گندم رنگ، لمبے اور بہت بال والے تھے۔ ۱۵۷ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ اس وقت اُن کی عمر کچھ اوپر ستر برس کی تھی۔ ان کی قبر مدینہ میں ہے۔ اُن کی قبر میں سعد بن ابی وقاصؓ اور ابن عمرؓ اُترے تھے۔ اور دوسروں کا بیان ہے کہ انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ان کی قبر ہے۔

ابو الیقظان کا بیان ہے کہ یہ ابو عبیدہ بن عبداللہ بن

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ

جراح ہیں۔ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، ان کے دادا کا نام عامر ہے جو اولادِ حارث بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ سے ہیں۔ اولادِ فہر ہی قریش کہلاتے ہیں۔ اور فہر کے بعد متفرق قبیلے ہو گئے ہیں۔ ان کی مال اولادِ حارث بن فہر سے تھیں۔ اور مسلمان ہو گئی تھیں۔ ابو عبیدہؓ نے ان سے اسلام

کی حالت میں نکاح کیا تھا۔ حارث بن فہر مطہین سے تھے۔

فضائل و مناقب | حضرت ابو عبیدہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے اصحاب میں سے ہیں آپ

نے ان کی شان میں فرمایا ہے: "ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے، اور میری امت کے امین ابو عبیدہؓ ہیں۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سقیفہ سے بنی ساعدہ کے دن کہا تھا کہ تمہارے لئے دو صاحبوں سے ایک کو پسند کرتا ہوں۔ یا ابو عبیدہؓ یا عمر رضی اللہ عنہ۔ کیونکہ ابو عبیدہؓ اس امت کے امین ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے باب میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا ہے۔

"اے اللہ عمر بن خطابؓ کے ساتھ یا ابو جہل کے ساتھ دین کی مدد کر۔"

حضرت ابو عبیدہؓ نے شام میں طاعون عمواس میں وفات پائی۔ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

حلیہ | واقعی کا بیان ہے کہ یہ دُبلے تھے، اُن کے چہرہ پر گوشت کم تھا۔ داڑھی کے بال کم تھے، لمبے کوزہ پشت تھے۔ آگے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ مہندی اور نیل کا خضاب کیا کرتے تھے۔

دوسروں کا بیان ہے کہ ان کے دانتوں کے ٹوٹنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اُنھوں نے اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے پیر کا پھل اپنے آگے کے دونوں دانتوں سے نکالا تھا۔ اس وجہ سے وہ دونوں ٹوٹ گئے۔

حضرت ابو عبیدہؓ سے بڑھ کر خوبصورت کوئی اہل ثمر جس کے آگے کے دونوں دانت ٹوٹ گئے ہوں، نہیں دیکھا گیا۔

واقعی نے اُن کی قوم کے ایک مرد سے نقل کیا ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں اکتالیس برس کے تھے۔ ۱۸ھ میں وفات پائی، اس وقت ان کی عمر اٹھاون برس کی تھی۔

یہ ہذیل کے گروہ سے تھے، جن سے بنو عمرو بن حارث بن تمیم بن

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

سعد بن ہذیل تھے۔ بنی زہرہ کے حلیفوں میں سے تھے۔ ابو عبدالرحمنؓ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور بیعتہ الرضوان اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے اور شروع زمانے میں حضرت عثمانؓ کے یہ کوفہ کے قاضی اور بیت المال کے خازن تھے۔ اس کے بعد مدینہ چلے آئے۔ اور ۳۲ھ میں قصہ کی۔ اس وقت اُن کی عمر کچھ اوپر ساٹھ برس تھی۔ اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

یہ دُبلے پتلے اور ناٹے تھے۔ بیٹھا ہوا آدمی اُن کے ناٹے ہونے کی وجہ سے اُن کے برابر ہو جاتا تھا۔ بہت سانولے تھے۔ ان کے سر کے بال اُن کی گردن کی ہنسلی تک تھے۔ یہ ان کو کان کے پیچھے کر دیا کرتے تھے۔ بالوں میں خضاب نہیں کیا کرتے تھے۔ لوہے کی انگوٹھی پہنتے تھے۔

عبدالرحمنؓ عتبہؓ اور ابو عبیدہؓ تھے۔ عبدالرحمنؓ کے بیٹے قاسم بن عبدالرحمن جو کوفہ کے قاضی تھے اور معن بن عبدالرحمن

اولاد

ہیں۔ معن کے بیٹے قاسم بن معن تھے۔ جو کوفہ کے قاضی تھے اور کبھی مشاہیرہ نہیں لیا۔ یہاں تک کہ وفات پائی۔

فقہ، حدیث، شعر، لوگوں کے واقعات اور نسب کے عالم تھے، اپنے وقت کے شعبی کہلاتے تھے۔ عتبہ بن عبداللہ کی نسل باقی ہے منجملہ ان کے

ابو عیسیٰ عتبہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن عبد اللہ بن مسعود ہے انھوں نے بغداد میں قضا کی۔ ان کا بھائی عبد الرحمن مسعودی ہے۔ اخیر زمانے میں ان کی عقل خراب ہو گئی تھی۔ بغداد میں انتقال کیا اور یہ مسعودی اکبر ہیں۔ اور مسعودی اصغر عبد اللہ بن عبد الملک بن ابی عبیدہ ہیں۔

حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
یہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی تھے اور قدیم الاسلام تھے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔ ان کا ایک بیٹا جس کا نام عبد اللہ اور کنیت ابو عبد الرحمن تھی کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی، اور وہیں عبد الملک بن مروان کے زمانے میں قضا کی۔ حدیث، فتاویٰ اور فقہ کے ماہر تھے۔ ان کے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ تھے۔ یہ عالم تھے۔ ان سے زہری روایت کرتے ہیں۔ جب یہ نکلتے تھے تو زہری کھڑے ہو جاتے تھے۔ مگر جب زہری نے دیکھا کہ جو کچھ یہ جانتے تھے سب بتا چکے تو اٹھنا چھوڑ دیا تو انھوں نے اُن سے کہا۔ انک فی العزار فقم۔ عزار سخت زمین کو کہتے ہیں۔ اس قول سے اُن کی مراد یہ ہے کہ تم ابھی کنارے میں ہو۔ ۹۸ھ میں انتقال کیا۔ اور عبد اللہ کے بیٹے عون بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ہیں۔ یہ عالم و زاہد تھے۔ پہلے مرجہ مذہب رکھتے تھے۔ پھر اس سے رجوع کیا اور کہا۔

واول ما انفارق غیر شک

انفارق ما یقول المرجونا

سب سے پہلے جس چیز سے ہم علیحدہ ہوتے ہیں۔ وہ مرجون کا مذہب ہے۔

وقالوا مؤمن دسہ حلال

وقد حرمت وماوا المؤمنینا ،

ان لوگوں کا قول ہے کہ مومن کا خون حلال ہے ، حالانکہ مومنوں کا خون حرام ہے ۔

وقالوا مؤمن من اہل جود

ولیس المؤمنون یحاربونا

عمر بن عبدالعزیز کے نزدیک ان کا بہت مرتبہ تھا۔ انہی کو دیر کہتا ہے ۔

یا ایہا القار المرخے عمامة

ہذا زمانک قد خلا زمنی

اسی قاری عماسہ کے لشکانے والے ، یہ تیرا زمانہ ہے اور میرا زمانہ گزر گیا

ابلیغ خلیفان ان کنت لاقیہ

انی لدی الباب کالمشد و فی القرآن

اگر تم سے ملاقات ہو تو خلیفہ کو میری طرف سے کہہ دینا کہ تیرے دروازے پر ایک شخص سینکھ میں بندھا ہوا ہے ۔

عون کے کلام اکثر بلیغ اور اچھے ہیں۔ اپنے بیٹوں کو انھوں نے بہت

لمبی چوری وصیت کی تھی جس کا شروع یہ ہے ۔

”یا بنی کن ممن نائے عن من نائے عن یقین و تراہتہ“

ان کے بھائی عبید اللہ کو شعر کہنے پر لوگوں نے ملامت کی تو انھوں

نے کہا : ”در د سینہ والے کے لئے تھوک پھینکنا ضروری ہے“

حضرت ابوذر غفاریؓ

ابو الیقظان کا بیان ہے کہ ان کا نام جند بن سکن اور لقب بریر ہے۔ واقدی کا

قول ہے کہ ان کا نام بریر بن جنادہ ہے۔ اور دوسروں نے جند بن جنادہ کہا ہے۔

مجھ سے ابو الخطاب نے حدیث بیان کی، ان سے ابو عتاب بن حماد نے، ان سے عمر بن ثابت نے، انھوں نے ابن اسحق سے نقل کیا ہے انہوں نے حفص بن معمر سے کہ میں آیا تو دیکھا کہ ابو کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ "میں ابوذر غفاری، جو مجھے نہیں جانتا تو میں جند بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں۔"

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے "میرے اہل بیت کی مثال نوح کی کشتی کے مثل ہے جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی۔"

یہ غفاری ہیں اور غفار قبیلہ ہے کنانہ سے، اور وہ غفار بن ملیک بن ضمیرہ بن جکر بن عبد مناة بن کنانہ بن خرمیہ ہے۔

حضرت ابوذرؓ میں مسلمان ہوتے مگر بدر، احد اور خندق کی لڑائیوں میں شریک نہیں ہوئے۔ کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد یہ اپنے وطن لوٹ گئے تھے۔ اور ان سب لڑائیوں کے زمانے تک وہیں ٹھہرے رہے۔ پھر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں "ربذہ" رخصت کر دیا تھا۔ وہیں انھوں نے ۳۲ھ میں وفات پائی۔ ان کی نسل نہیں رہی، حضرت عائشہ بن صامت ان کے بھتیجے ہیں۔ اپنی کنیت ابو نصر کیا کرتے تھے۔

یہ معاذ بن جبل بن عمر بن اوس بن
عدی ہیں، قبیلہ خزرج سے تھے۔ ابو عبد الرحمن

حضرت معاذ بن جبل رضی

اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ ان کی ماں ہند بنت سہل بن جہنیہ ہیں۔ اُن کا
اخیانی بھائی عبد اللہ بن حریر بن قیس بدوی ہے۔

بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اور دوسروں کا بیان ہے
کہ ان کی ایک لڑکی اُمّ عبد اللہ رضی تھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بیعت کی تھی۔ اور دو بیٹے تھے ایک کا نام عبدالرحمن رضی تھا اور دوسرے کا نام
نہیں بتایا گیا۔ انھوں نے اور اُن کے دونوں بیٹوں نے طاعون عمواس میں
حضرت ابو عبیدہ کے بعد وفات پائی۔ اور ان کی نسل باقی نہیں رہی۔ اُن
کا انتقال اردن کے اطراف میں ہوا۔ ان کی عمر میں اختلاف ہے۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ معاذ کی عمر وفات کے وقت
تینتیس برس کی تھی۔

واقفی کا بیان ہے کہ معاذ بدر کی لڑائی میں بیس اکیس برس کی عمر
میں شریک ہوتے تھے۔ اور ۱۸ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ اس حساب
سے ان کی عمر اڑتیس برس کی ہوتی۔ اُن کے رنگ میں بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔
واقفی کا بیان ہے کہ گورے لمبے خوبصورت دانت والے بڑی آنکھوں
والے، گھونگھرو دار بال والے مردوں میں بہت خوبصورت تھے اور دوسروں
کا بیان ہے کہ سانولے، خوبصورت اُن کے آگے کے دانت چمکتے ہوئے
تھے۔

یہ عبادہ بن صامت بن
قیس ہیں۔ قبیلہ خزرج سے

حضرت عبادہ بن صامت رضی

ابو الولید اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ ان کی ماں قرۃ العین بنت عبادہ بن فضلہ خزرجیہ ہیں۔ یہ بارہ نقیبوں سے ہیں۔ بدر اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔ اور نشتہ آدمیوں کے ساتھ واقعہ عقبہ میں شریک رہے۔ ان کے بھائی حضرت اوس بن ہمامت ہیں۔ بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ ان میں کچھ دیوانگی تھی۔ ایک مرتبہ یہ اپنی بی بی خولہؓ سے لڑے اور انھوں نے کہا انت علی کظہرامی، اس کا قصہ مشہور ہے۔

عبادہؓ خوبصورت لیے اور موٹے تھے، شام میں بمقام مکہؓ میں انھوں نے انتقال کیا۔ ان کی عمر بہتر برس کی تھی۔ ان کے بیٹے ولید بن عبادہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر زمانے میں پیدا ہوئے اور عبد الملک بن مروان کے زمانے میں شام میں قضاکہ تھے اور حدیثیں کم معلوم تھیں۔ ان کی نسل باقی ہے۔

یہ عمارہ بن یاسر بن مالک خاندان عس سے، اور عس مذحج کا ایک

حضرت عمارہ بن یاسرؓ

گروہ ہے۔ جو یمن کے ہیں۔ جو عسی بنی کذاب کا رہط ہے اور وہ لوگ۔ برادران مراد سے ہیں جو مذحج سے ہے۔ اور سعد سے جو عثیرہ مذحج سے ہے یا سر یمن سے مکہ آئے تھے۔ اور ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی سے عہد و پہچان کر لیا تھا۔ اور اس نے اپنی لونڈی "سمیہ" سے ان کا عقد کر دیا تھا۔ اسی سے عمارؓ پیدا ہوئے۔ ابو حذیفہ نے ان کو آزاد کر دیا۔ یا سرؓ اور عمارؓ برابر ابو حذیفہ کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ ابو حذیفہ مر گیا۔ اور اسلام آیا۔ یا سرؓ، عمارؓ اور ان کے بھائی عبد اللہ بن یا سرؓ اور سلمیہ سب مسلمان ہو گئے۔ یا سرؓ کے بعد سلمیہ سے ارزق نے عقد کیا۔ اور یہ حارث بن کلدہ

کارومی غلام تھا۔ یہ اور غلاموں کے ساتھ طائف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل آیا تھا۔ اور انھیں غلاموں میں ابوبکر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو آزاد کر دیا تھا۔ ارزق سے ستمیہ کے لڑکے سلمہ بن ارزق پیدا ہوئے۔ ان کے بعد سلمہ کی اولاد نے غسانی اور بنی امیہ کے دوست ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور مکہ میں شریف بن گئے ارزق اور ان کی اولاد نے اس کے بعد بنو امیہ سے شادیاں کیں۔ اور ان سے ان کی اولاد ہوئی ستمیہ عمار کی ماں اسلام میں پہلی شہید ہیں۔ ان کے پاس ابو جہل ہتھیالے کر آیا۔ اسی سے انھوں نے شہادت پائی۔ حضرت عمارؓ امیر المومنین حضرت علیؓ کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک ہوئے۔ اور اسی میں شہید ہوئے اور اسی جگہ مدفون ہوئے۔ جنازہ کی نماز حضرت علیؓ نے پڑھائی اور غسل نہیں دیا۔

حضرت عمارؓ بدر کی لڑائی اور تمام لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ مجھ سے زیادہ نے حدیث بیان کی، اُن سے عبد الوارث بن سعید نے، ان سے زمر بن کلثوم بن جبیر نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے ابوالعاریہ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے ”میرے بعد تم لوگ لوٹ کر کفار نہ ہو جانا، کہ ایک کی گردن ایک مارنے لگے۔ بیشک حق پر اس دن عمارؓ ہوں گے“ ابوالعاریہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عمارؓ کو مسجد میں حضرت عثمانؓ کی عیب جوئی کرتے سنا کرتا تھا، باوجودیکہ یہ نامرد گئے جاتے تھے۔ کہنے لگے کہ یہ دراز ریش یہ یہ کیا کرتا ہے۔ اگر میرے ساتھ تین آدمی اور ہو جائیں لہ یہ حضرت عمارؓ پر اتہام ہے۔

تو میں اس کو روند ڈالوں۔ اس کے بعد قتل کر دوں۔“ اس کے بعد میں نے ان کو صفین کی لڑائی میں پہلی فوج میں دیکھا۔ ایک شخص نے ان کے مونڈھے پر نیزہ مارا جس سے ان کا خود ان کے سر سے جدا ہو گیا۔ اور اس نے تلوار ماری جس سے ان کا سر جدا ہو گیا۔ میرے باپ کا بیان ہے کہ اُس بڑھے سے بڑھ کر گمراہ کسی کو نہیں دیکھا کہ کہاں تو عمارؓ کی شان میں وہ حدیث بیان کی، اور پھر ان کی گردن ماری۔

واقعی کا بیان ہے کہ عمارؓ سالوے، لمبے، مستقیم القامت، صریح حلیمہ آنکھ اور مونڈھے کے چوڑے تھے۔ ابو الیقظان اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔

دوسروں کا بیان ہے کہ عمارؓ کے کان یہاں کی لڑائی میں کٹ گئے تھے۔ اور ۳۷ھ میں مقتول ہوئے۔ عمر تراوے برس کی تھی۔ حضرت عمارؓ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام محمد بن عمارؓ تھا، اس سے حدیث روایت کی جاتی ہے۔

سعد قرظ عمار کے آزاد غلام ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسجد قبا میں اذان دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں مدینہ میں بلوایا تھا۔ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اذان دیا کرتے تھے۔ ان کی اولاد اس وقت تک مسجد نبوی میں اذان دیا کرتی ہے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ یہ سعد بن عبادہ بن ولیم ہیں جو اولاد ساعدہ سے ہیں اور وہ قبیلہ خزرج سے ہے۔ ابو ثابت اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ جاہلیت کے زمانے

میں کتابت کیا کرتے تھے۔ اور تشرنا اور تیر چلانا اچھا جانتے تھے اُن کو لوگ کامل کہا کرتے تھے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوتے کیونکہ یہ دُبلے ہو گئے تھے۔ اس کے بعد کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شام چلے گئے تھے۔ اور حوران میں حضرت عمر رضی کی خلافت کے ڈھاتی برس بعد قضا کی۔

ان کے مرنے کی وجہ یہ ہوتی کہ یہ سورخ میں پیشاب کرنے کو بیٹھے اسی حالت میں کسی نے ان کو قتل کر دیا۔ اس سے انھوں نے فوراً وفات پائی۔ اور بدن سبز ہو گیا۔

ان کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ ان کے مرنے کی خبر مدینہ میں پہونچی۔ اور ہم لوگوں کو اس وقت معلوم ہوئی جب کتوں سے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔

قد قتلنا السید الخنزرج سعد بن عبادہ
خرجیوں کے سردار سعد بن عبادہ کو ہم نے قتل کر دیا۔
ورميناہ بسلمینفلما تخط فؤادہ
ہم نے ان پر دو تیر ایسے چلاتے کہ نشانہ ٹھیک ان کے دل پر بیٹھا
بعضوں کا بیان ہے کہ کسی چیز نے کاٹ لیا تھا اور یہی صحیح ہے۔ اُن
کا بیٹا قیس بن سعد ہے، ابو عبد الملک اپنی کنیت کرتا ہے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثیں روایت کرتا ہے۔ حضرت
معاویہ کے اخیر زمانے میں وفات پائی۔ اور سعید بن سعد ہے، اس کے
عقد میں حضرت ابو الدرداء کی بیٹی تھی اور اس سے اُن کی بہت سی اولاد
ہے۔

یہ زید بن ثابت بن ضحاک ہیں انصار
سے۔ اولاد غنم بن مالک بن نجار سے

حضرت زید بن ثابت رضی

ابو سعید اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ اس وقت یہ چھ برس کے تھے جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے اس وقت یہ گیارہ برس
کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر دور قرآن شریف کا انہی
کے مصحف سے ہوا تھا۔ ان کا مصحف ہم لوگوں کے مصحف سے ملتا جلتا ہوا
ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی کے کاتب تھے۔ ۲۵ھ میں انھوں نے وفات
پائی۔ مروان نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

ان کے ایک بھائی تھے جن کا نام زید بن ثابت تھا اور ان کے بیٹے
خارجہ بن زید تھے۔ اپنی کنیت ابو زید کیا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ
میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے ستر درجے بنائے ہیں اور جب ان سے
فراغت پا چکا تو سب کو ڈھادیا۔ یہ میرا ستر ہواں سال ہے اور پورا ہو گیا۔
اسی سال انھوں نے وفات پائی۔ مدینے میں۔ اور ۲۵ھ تھا۔ قرہ کے
واقعہ میں زید بن ثابت کے سات صلیبی لڑکے کام آئے۔ ان نسل مدینہ
میں باقی ہے۔

یہ انصاری ہیں۔ اپنی کنیت ابو النذر
کرتے ہیں۔ جاہلیت میں کتابت کیا

حضرت ابی بن کعب رضی

کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے۔ یہ اوپر
سے ناٹے تھے۔ سر اور داڑھی سفید رکھا کرتے تھے۔ خضاب نہیں لگاتے
تھے۔ ان کی سال وفات میں اختلاف ہے بعضوں کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی
کی خلافت میں ۲۲ھ میں وفات پائی۔ حضرت عمر رضی نے کہا کہ آج کے روز

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا۔ دوسروں کا بیان ہے کہ ۳۰ھ میں خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں قضا کی۔ ان کی بہت سی اولاد تھی۔ منجملہ ان کے طفیل رضی اللہ عنہ بن ابی اور محمد بن ابی ہیں۔

ابو الیقظان کا بیان ہے کہ یہ مقدار بن عمرو بن ثعابہ یمن کے رہنے والے ہیں۔

حضرت مقدار بن اسود رضی اللہ عنہ

اسود بن عبد یغوث بن عبد مناف بن زہرہ نے حلیف ہونے کی وجہ سے ان کا دعویٰ کیا تھا۔ اس لئے اسی کی طرف منسوب ہوتے۔ بدر کے دن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار تھے۔

اُن کے عقد میں ضیاء بنت زبیر بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچری بہن تھیں۔ یہ لمبے سانولے اور توندیلے تھے، سر میں ان کے بال تھے، داڑھی زرد رنگا کرتے تھے، بڑی آنکھ والے، پیوستہ ابرو اور لمبی ناک تھے۔ ابو معبد اپنی کنیت کیا کرتے تھے جوف میں انھوں نے وفات پائی اور آدمیوں کے کندھوں پر مدینہ لائے گئے۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ یہ واقعہ ۳۳ھ کا ہے۔ وہ اس وقت ستر برس کے تھے یا اسی کے قریب۔

ابو الیقظان کا بیان ہے کہ یہ حذیفہ بن حشر بن جابر ہیں۔ حشر کا

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

لقب یمان تھا اور کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ یہ بنی عبس سے ہیں۔ اور ان کا شمار بنی عبد شہل میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی عبس کے دس آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ اور ان کا نشان ”عشرہ“ تھا۔ یمان بھی مسلمان ہو گئے تھے مگر مسلمانوں نے دھوکے میں اُحد کے دن قتل

کر دیا۔ حذیفہ اس وقت باپ باپ کہہ کر پکارنے لگے۔

دوسروں کا بیان ہے کہ یہ حذیفہ بن حشد بن جابر بن ربیعہ بن عمرو بن جروہ ہیں اور جروہ یمان کا نام ہے۔ چونکہ انھوں نے اپنی قوم میں خون کیا تھا اس وجہ سے بھاگ کر مدینہ چلے آئے تھے اور بنی عبد اشہل سے عہد و پیمان کر لیا تھا۔ اس وجہ سے اُن کی قوم نے اُن کا نام یمان رکھا۔ کیونکہ انھوں نے یمانیوں سے عہد و پیمان کیا تھا، اشعث نے حسن سے روایت کی ہے کہ حذیفہ قبیلہ عبس سے تھے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا تھا کہ تم اپنے کو چاہے مہاجرین میں شمار کرو یا انصار میں۔ حذیفہ نے انصار میں رہنا پسند کیا۔ آپ نے فرمایا تم انھیں میں ہو۔ انصار میں حذیفہ کی نسل باقی ہے۔ یہ بدر کی لڑائی میں شریک نہ تھے۔ ان کا بھائی صفوان بن یمان اُحد کی لڑائی میں شریک تھا اور بدر میں شریک نہیں ہوا۔ حضرت حذیفہ نے کوفہ میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد وفات پائی۔

واقعی کا بیان ہے کہ انھوں نے مدائن میں ۳۶ھ میں وفات پائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر ان کو معلوم ہو چکی تھی مگر جمل کی لڑائی نہیں پائی۔ جمل کا واقعہ دسویں جمادی الاولیٰ ۳۶ھ میں واقع ہوا تھا۔ اُن کی بہن یحییٰ بنت یمانؓ ہیں جو سلمہ بنت ثابت بن وقش کی ماں ہیں۔ اور فاطمہ بنت یمان۔

یہ صہیب بن سنان بن مالک ہیں۔ بدری تھے۔ تمام مدنی

حضرت صہیب بن سنان

ان کو نمر بن قاسط کی نسل سے شمار کرتے ہیں۔ ان کی ماں سلمیٰ مازنی تھیں سے ہیں۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ ان کے باپ سنان بن مالک کسریٰ

کی طرف سے "ابلہ" کے حاکم تھے۔ اور ان لوگوں کے مکانات موصل اور جزیرہ کے علاقہ میں تھے۔ رومیوں نے اس علاقہ میں ڈاکہ ڈالا اور صہیب کو قید کر کے لے گئے۔ صہیب اس وقت بچے تھے، روم میں پرورش پائی۔ ان سے قبیلہ کلب کے لوگوں نے خرید لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ اور ان کی اولاد کا بیان ہے کہ یہ روم سے بھاگ آئے۔ اور مکہ میں آکر عبداللہ بن جدرعان سے عہد و پیمان کر لیا۔ مجھ سے زیادہ بن یحییٰ نے حدیث بیان کی، ان سے بشر بن مفضل نے، ان سے یونس نے یہ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عربوں میں سبقت لے گیا۔ صہیب رومیوں میں سبقت لے گئے۔ سلمان فارسیوں میں، بلال رضی اللہ عنہ جیشیوں میں۔

حلیہ | واقعی کا بیان ہے کہ یہ سرخ رنگ کے آدمی تھے نہ بہت لمبے اور نہ بہت ٹٹے بلکہ ٹٹے پن کی طرف مائل تھے۔ ان کے سر میں بال بہت تھے۔ مہندی اور نیل سے خضاب کیا کرتے تھے۔ با مذاق تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہاری آنکھ آتی ہوتی ہے اور تم چھوہائے کھاتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں دوسری طرف سے چباتا ہوں۔ اس جواب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے۔ مدینہ میں ۳۸ھ میں بھال شوال انھوں نے وفات پائی۔ ان کی عمر اس وقت میں ستر برس کی تھی۔ بقیع میں مدفون ہوئے۔ ان کی اولاد حمزہ رضی اللہ عنہ صیفی رضا اور عمارہ ہیں۔

یہ عبداللہ بن قیس اشعریلوں سے ہیں جو یمن کے رہنے والے ہیں۔ یہ

حضرت ابو موسیٰ اشعرمی

اشعر یوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ لڑائیوں میں ان کی شرکت سب سے پہلے خیبر میں ہوئی۔ ان کی ماں کا نام طغیہ ہے۔ طغیہ اور یہ قبیلہ عک سے ہے۔ ان کی ماں طغیہؓ مسلمان ہو گئی تھیں۔ اور مدینہ میں انھوں نے انتقال فرمایا۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے اور بھائی بھی تھے جو مسلمان ہو گئے تھے۔ منجملہ ان کے ابو عمار بن قیسؓ ہیں جو اوٹاس کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ اور بردہ بن قیسؓ ابوہم بن قیسؓ ہیں۔ ابوہم رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سے کوئی روایت نہیں ہے۔

حلیہ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، ناٹے تھے۔ بے وارٹھی مونچھ تھے۔ قرآن شریف بہت خوش آوازی سے پڑھتے تھے۔ ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ ان کی متعدد اولاد تھی۔ منجملہ ان کے ابو بردہ بن ابو موسیٰ ہیں۔ یہ قاضی تھے اور ان کا بیٹا بلال بن ابو بردہ بھی قاضی تھا۔ ابو بردہ کا نام عامر بن عبد اللہ ہے۔ ابو بردہؓ نے ۱۰۳ھ میں وفات پائی، اور منجملہ ان کے موسیٰ بن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی ماں ام کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبد المطلب ہاشمی تھیں۔ اور منجملہ ان کے ابو بکر بن ابو موسیٰ۔ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے اور یہ ابو بردہ سے بڑے تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ

یہ خالد بن ولید بن مغیرہ بنی مخزوم سے ہیں۔ ان کی ماں لبابہ

صغریٰ بنت حارث ہلالیہ ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی میمونہؓ رضی اللہ عنہا اور لبابہ کبریٰؓ کی بہن ہیں۔ اور لبابہ کبریٰؓ بن عبد المطلب

کی بی بی ام الفضل رضی ہیں جو عباس بن عبدالمطلب اور فضل رضی اور عبدالمطلب
وغیرہم کی ماں تھیں۔

حضرت خالد رضی اپنی کنیت ابوسلیمان کیا کرتے تھے، یہ بدر، احد
اور خندق کی لڑائیوں میں شریک نہیں تھے۔ بلکہ ان سب لڑائیوں میں مشرکوں
کے ساتھ شریک تھے۔ یہ اور حضرت عمرو بن عاصؓ اور عثمان بن طلحہؓ
میں مسلمان ہوتے تھے۔ انھوں نے مسیلمہ اور مالک بن نویرہ کو قتل کیا۔
طلیحہ کذاب کو شکست دی۔ بنی خدیجہ کو جو بنی کنانہ سے تھیں
غیصہ میں قتل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو اپنے پاس جگہ دی اور
فرمایا: اے اللہ جو کچھ خالد نے کیا ہے اس سے بری ہوں! انھوں نے عین نمر
اور اکثر ممالک شام کو فتح کیا۔ موتہ کی لڑائی میں مسلمانوں کو بچا لیا۔ حمص میں
میں وفات پائی۔ اُن کی شام میں بہت اولاد تھی۔ ان میں سے چالیس مرد طاعون
میں ہلاک ہو گئے۔

حضرت خالد رضی اپنی موت کے وقت کہتے تھے کہ میں نے بہت بہت
لڑائیاں لڑیں یہاں تک کہ میرے بدن میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جس
میں تلوار یا نیزہ کا نشان نہ ہو، مگر اس وقت میں اپنی موت سے مترہا ہوں
جس طرح گدھا مرتا ہے۔

یہ سعد بن مالک ہیں۔ منسوب
حذرہ کی طرف جو یمن کے رہنے

حضرت ابوسعیبہ رضی

ولے تھے، اُن کے سوتیلے بھائی قتادہ بن نعمان رضی تھے۔ قتادہ کا شمار
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر انداز صحابیوں میں کیا ہے۔

ابوسعید نے ۳۷ھ میں وفات پائی، اسی سال سلمہ بن اکوع نے انتقال کیا۔ اُن کے بیٹے عبد الرحمن، سعید و بشیر تھے۔ عبد الرحمن اپنی کنیت ابو سعید کیا کرتے تھے۔ اور مدینہ میں ۱۱۲ھ میں وفات پائی۔ ان کے بیٹے عبد اللہ اور ربیع تھے۔ ربیع کا نام سعید ہے۔ اور یہ محدثین کے نزدیک ضعیف شمار ہوتے ہیں، ان کی حدیثیں بہت ہیں۔

یہ عویمیر بن مالک ہیں اور لقول بعض عویمیر بن زید ہیں، اور بعض عویمیر بن عامر بن

حضرت ابو الدردہؓ

حارث بن خزرج کہتے ہیں۔ یہ اپنے گھر والوں میں سمجھوں سے پیچھے مسلمان ہوتے تھے۔ مسلمان ہونے سے پہلے یہ تاجر تھے۔ شام میں ۳۲ھ میں وفات پائی۔ اُن کی اولاد شام میں ہے۔

ابو عبد اللہ ان کی کنیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ

نے ان کو طائف کا عامل بنایا تھا۔ اور خلافت حضرت عمرؓ کے کئی برس بعد تک وہیں رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے ان کو عمان اور بحرین کا حاکم مقرر کیا۔ اور "توج" پہنچے۔ اور شہرک ازدی سے لڑے اور اُس کو قتل کیا۔

انھوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عثمانؓ بن عفان نے ان کے لئے بارہ ہزار جریب زمین علیحدہ کر دی تھی۔ حضرت معاویہؓ کی خلافت میں وفات پائی۔ ان کی اچھی اولاد ماقی ہے۔

یہ محمد بن مسلمہ بن سلمہ قبیلہ بنی حارث بن حارث بن خزرج سے ہیں۔

حضرت محمد بن مسلمہؓ

جو بنی عبدالاشہل کے حلیف ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار کہلاتے تھے۔ غزوہ "قرقرۃ الکدر" میں ان کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔ کٹھا۔ کالے، لمبے اور موٹے تھے۔ ان کے سر میں بال نہ تھے۔ بدر اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انھوں نے لکڑی کی ایک تلوار بنوائی تھی جس کو پر تلے میں رکھا کرتے تھے۔ جمل اور صفین میں شریک نہیں ہوئے اور نہ کسی فتنہ میں لڑے۔ ابو عبدالرحمن اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ مدینہ میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں صفر ۴۶ھ یا ۴۳ھ میں وفات پائی۔ مروان نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اُن کے دست لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔

یہ مالک بن تیہان ہیں۔ خاندان
یلی بن عمرو بن حاتم بن قضا

حضرت ابوالہثیم بن تیہان رضی

سے جو بنی عبدالاشہل کے حلیف ہیں۔

بعضوں کا بیان ہے کہ یہ اوسی ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوہاروں کا تخمینہ کیا کرتے تھے۔

ایک قوم کا بیان ہے کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک تھے۔ اس کو جزیر نے عمرو بن ثابت سے روایت کیا ہے۔ مگر اہل علم کے نزدیک یہ معروف اور ثابت نہیں ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ کی خلافت میں بمقام مدینہ ۴۰ھ میں قضا کی۔ ان کی اولاد میں کوئی باقی نہیں رہا۔ ان کے بھائی عبید بن تیہان کے نام ہیں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعض عبید کہتے ہیں اور بعض عتیک۔

حضرت سلمان فارسیؓ

ابو عبد اللہ کنیت کیا کرتے تھے۔ ایک قوم کا بیان ہے کہ یہ اصبہان کے تھے

اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ یہ فارسی تھے۔ رامہرمز کے رہنے والے اور اصبہان محاذی فارس کے ہے۔ بدر و احد میں یہ شریک نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس وقت غلام تھے۔

پہلی لڑائی جس میں یہ شریک ہوتے خندق ہے۔ جو شہر میں واقع ہوئی تھی۔ ان کی عمر بہت لمبی تھی۔ مشروع خلافت عثمان میں انھوں نے وفات پائی۔ اور بعض روایت میں ہے کہ خلافت حضرت عمرؓ میں مدائن میں فوت ہوئے۔

یہ زید بن سہل ہیں۔ انہی کا یہ شعر ہے۔

حضرت ابو طلحہ انصاریؓ

انا ابو طلحہ واسمی زید

وکل یوم فی سلاخی صید

میں ابو طلحہ ہوں اور میرا نام زید ہے اور میرے ہمتیار میں ہر روز ایک شکار ہوا کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ابو طلحہ کی آواز شکر میں ہزار آدمیوں سے بہتر ہے۔

یہ تیر اندازوں میں سے تھے۔ حنین کی لڑائی میں انھوں نے بیس آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ اور ان کے اسباب لئے تھے۔ سانولے اور میانہ قدر تھے۔ خضاب نہیں استعمال کرتے تھے۔ مدینہ میں ۳۴ھ میں وفات پائی۔ حضرت عثمانؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اہل بصرہ کی روایت ہے کہ انہوں نے دریائی سفر کیا تھا۔ اسی میں انھوں نے وفات پائی۔ لوگوں نے ان کو کسی جزیرہ میں دفن کر دیا۔ ان کے عقد میں ام سلیم تھیں اور یہ انس بن مالکؓ کی ماں ہیں۔ ام سلیم کے بھائی کا نام حرام بن ملحان ہے۔

یہ سماک بن خرشہ ہیں۔ مسلمہ کی لڑائی میں حاضر تھے، اور اس کے قتل

حضرت ابو دجانہ انصاریؓ

کرنے میں شریک تھے۔ اس کے بعد اسی روز شہید ہوئے۔ ان کی اولاد مدینہ اور عراق میں ہے

یہ مالک بن ربیعہ ہیں۔ یہ اوپر کے دھڑے ناٹے

حضرت ابو اسیدؓ عدی

تھے۔ ان کے سر میں بال بہت تھے۔ داڑھی اور سر سفید تھے۔ ان کی بیٹائی چلی گئی تھی۔ اٹھتر برس کے سن میں سنہ ۶ میں انھوں نے وفات پائی۔ ان کی اولاد مدینہ اور بغداد میں ہے۔

یہ ہشیم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف

حضرت ابو حذیفہ بن عتبہؓ

ہیں۔ حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کی تھیں۔ وہاں ان کے بیٹے محمد بن حذیفہ پیدا ہوئے تھے۔ یہ لمبے، خوبصورت اور احوال تھے۔ یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

ان کے بعد ان کے بیٹے کی پرورش حضرت عثمان بن عفانؓ نے کی اور برابر انہی کے خرچ سے پرورش پاتے رہے۔ جب حضرت عثمانؓ محاصرہ کر لے گئے تو محمد بن ابی حذیفہؓ نے بھی ان پر حملہ کیا تھا اور مصر والوں نے

بہکایا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مصریوں کے ساتھ یہاں آتے رہے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو محمد بن ابوحذیفہؓ بھاگ کر شام چلے گئے۔ وہاں معاویہ کے غلام رشید بن نے ان کو پالیا اور قتل کر دیا۔ ابوحذیفہؓ کی نسل کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ان میں کوئی باقی نہیں رہا۔ اور ان کے باپ عتبہ بن ربیعہ کی نسل بھی مغیرہ بن عمران بن عاصم بن ولید بن عتبہ بن ربیعہ کے سوا باقی نہیں رہی۔ اور یہ لوگ شام میں ہیں۔

حضرت ابوسالم ابوحذیفہؓ کے غلام | یہ اپنی کنیت ابوعبد اللہ کیا کرتے تھے۔ بدری

تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔ حضرت سالم کی میراث حضرت ابوحذیفہؓ کی بی بی کو پہنچتی تھی۔ انھوں نے ابوحذیفہؓ کو دے دی۔

اور بعض کا بیان ہے کہ یہ سالم بن معقل ہیں۔ اصطخر کے رہنے والے تھے۔ بثنیہ انصاریہ کے غلام تھے۔ ان کا شمار انصاریوں میں اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس نے انھیں آزاد کر دیا تھا۔ اور ان کا شمار مہاجرین میں بھی ہوتا ہے۔ کیوں کہ حضرت ابوحذیفہؓ سے موالات پیدا کی تھی۔ بثنیہ ابوحذیفہؓ کے عقد میں تھیں۔ انھوں نے ان کو ساتھ کے طور پر آزاد کر دیا۔

ساتھ آزاد کرنے کی اس صورت کو کہتے ہیں جس میں آزاد کرنے والے کو غلام کی کوئی چیز لینے کا اختیار نہ ہو۔

اس کے بعد حضرت ابوحذیفہؓ ان کے ولی ہوئے اور متبنی بنالیا اور اپنی

سہ محمد بن حذیفہؓ نے مصر کی گورنری چاہی تھی۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ گورنری ^{بلت} سے ملتی ہے۔ اس پر محمد سخت ناراض ہوئے۔ اور دشمنوں سے مل کر حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا۔

بھتیجی حضرت فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کر دیا۔ اور ایک گروہ کا بیان ہے کہ ان کو آزاد کرنے والی حضرت ابو حذیفہؓ کی بی بی تھیں۔ اور ان کا نام سلمہ تھا۔ یہ یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے اور ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

یہ عکاشہ بن محسن بن۔
حشمان ہیں۔ اسد خزیمہ

حضرت عکاشہ بن محسنؓ

سے تھے بدری ہیں۔ اپنی کنیت ابو محسن کیا کرتے تھے۔ ان کی بہن اُم قیس بنت محسن ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بیٹے کو جس کو غدرہ ہو گیا تھا لیکر آئی تھیں۔ اور غدرہ حلق کے درد کو کہتے ہیں۔ یہ بڑے خوبصورت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بشارت دی تھی کہ تم جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو گے۔ بزاخہ میں حضرت ابو بکر رضی کی خلافت میں مقتول ہوئے۔ ان کے بھائی ابوسنان بن محسن بدر، اُحد، خندق اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔ یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت رضوان کیا تھا۔ ان کے بیٹے سنان بن ابوسنان تھے۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ عابد بن عمرو۔

یہ خالد بن زید بن کلیب
ہیں حضرت علیؓ کے ساتھ

حضرت ابوالیوب انصاریؓ

حرواء کی لڑائی میں شریک تھے۔ یزید بن معاویہؓ کے ساتھ بھی جہاد کیا تھا۔ قسطنطنیہ میں وفات پائی۔ قسطنطنیہ کی فصیل میں دفن کئے گئے۔ اور ان کی قبر پوشیدہ کر دی گئی۔

مجاہد کا بیان ہے کہ یزید نے گھوڑوں کو آنے جانے دیا، اسی وجہ سے ان کی قبر پوشیدہ کر دی گئی۔ قسطنطنیہ والوں نے یزید کا یہ انداز دیکھ کر دریافت کیا۔ تو یزید نے کہا کہ یہ شخص ہمارے رسول کے بڑے صحابیوں اور سب سے پہلے مسلمان ہونے والوں میں سے تھے۔ اور جہاں تم نے دیکھا ہم نے انہیں دفن کیا ہے۔ اگر تم نے کبھی ان کی قبر کھودی تو یاد رکھو کہ ہم عرب کی زمین میں جہاں تک ہماری سلطنت ہے ناقوس نہ بجنے دیں گے۔

مجاہد کا قول ہے کہ جب وہاں خشک سالی ہوا کرتی تھی تو وہ ان کی قبر کو کھول دیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے پانی برسے لگتا تھا۔ اور ان کی اولاد مدینہ میں ہے۔

یہ عتبہ بن غزوہ بن حارث
بن جابر ہیں، قبیلہ بنی مازن

حضرت عتبہ بن غزوہؓ

میں سے تھے۔ جو سلیم بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن عیلان کے بھائی ہیں۔ یہ مہاجرین اولین میں سے تھے، بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ تیر اندازوں میں سے ہیں انھوں نے "ابلہ" فتح کیا تھا اور بصرہ کے چاروں طرف حد بنائی تھی۔ اور محجن بن اوزاع کو بصرہ کی مسجد کی حد مقرر کرنے کو کہا تھا۔ یہ لمبے آدمی تھے، چالیس برس کی عمر میں مدینہ ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور بعمر ستاون سال اور بزمانہ خلافت حضرت عمرؓ ۱۷ھ میں مکہ کے راستے میں جہاں بنی سلیم رہا کرتے تھے وفات پائی۔ ان کے مولیٰ ہیں جناب جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

یہ مہاجرین میں سے ہیں۔ منیہ ان کی ماں
ہیں۔ انہیں کی طرف یہ منسوب ہیں اور وہ

حضرت یعلیٰ بن منذرؓ

منیہ بنت حرث بن جابر خاندان بنی مازن بن منصور سے ہیں۔ اور عتبہ بن غزوہ کی پھوپھی ہیں۔ اور ان کے باپ کا نام امیہ بن ابی عبیدہ ہے جو خاندان زید بن مالک بن حنظلہ میں سے تھے۔ حضرت یعلیٰ اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس کی بیعت ہجرت لینے کی فرمائش کی۔ آپ نے فرمایا ”فتح کے بعد ہجرت نہیں“

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انھیں یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ حضرت زبیر بن عوام اور ابو لہب کی بیٹیاں ان کے عقد میں تھیں۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینہ آئے تھے۔ ان کے پاس حضرت ابوسفیان بن حرب آئے تو ان کو دس ہزار درہم دیتے۔

جب جبل کی لڑائی کا زمانہ آیا تو انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک اونٹ دیا۔ جس کا نام ”عسکرہ“ تھا۔ وہی عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ کہلا یا۔ اور نوے آدمیوں کا سامان جنگ خود اکٹھا کیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے بصرہ پہنچنے کی خبر لگی تو کہنے لگے ”میں سب بہادر کے ساتھ آزمائش کیا گیا ہوں۔ اور وہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہیں؟ اور سب زیادہ بیان کرنے والے کے ساتھ اور وہ طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں اور سب زیادہ مالدار کے ساتھ اور وہ یعلیٰ ہیں۔ اور ایسے شخص کے ساتھ جس کے لوگ سمجھوں سے بڑھ کر تابعدار ہیں اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں؟ ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام۔ عبد اللہ بن یعلیٰ رضی اللہ عنہ تھا۔ مکہ کے قریب مقام علیث میں سکونت اختیار کی تھی اور وہ شاعر تھا۔ اس نے اپنی بی بی زینب کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے ہیں۔

بوجہک عن مس التراب مضنتہ
فلا تبعدینی کل حیثی سیدہب

مٹی کے ملے سے تیرے منہ میں نفاست ہے۔ تو مجھے اپنے سے دور مت
کر کیوں کہ ہر زندہ عنقریب مرنے والا ہے۔

تشكرت الابواب لما دخلتها

وقالوا الاقربانت اليوم زينب

جب میں دروازہ میں داخل ہوا تو ان سے اجنیت معلوم ہوئی اور لوگوں نے
کہا کہ آج کے دن زینب جدا ہو گئی۔

لاذهب قد خلقت زينب طائعا

ونفسي معي لم القها حيث اذهب

علی کے موالی میں سے یمن میں ایک قوم ہے جو بنی ہشاب کہلاتے
ہیں۔ اور ذی عزت و ذی مرتبہ لوگ ہیں۔ یہ لوگ اپنی خولان عرب
تھے یعنی نے انہیں قید کر لیا تھا۔ یہ لوگ یمن میں جا کر آباد ہوئے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں یعنی بن مرہ قبیلہ ثقیف سے بھی ہیں، جن
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے درختوں کے کاٹنے کا حکم
دیا تھا۔

ان کے نام میں لوگوں کا بہت
اختلاف ہے۔ واقعی کا قول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

ہے کہ یہ عبد اللہ بن عمرو ہیں، بعض عبد الرحمن، بعض عبد عمرو بن عبد غنم،
بعض عمیر بن عامر، بعض عبد شمس اور بعض سکین کہتے ہیں۔

یہ یمن کے قبیلہ دوس سے ہیں اور وہ دوس بن عدنان بن عبد اللہ
بن زہران خاندان ازد سے ہے۔ ان کی ماں امیمہ بنت صبیح بن حرت قبیلہ
دوس سے تھیں، ان کی ماں مسلمان ہو گئی تھیں۔ ان کے ماموں سعد بن

فیصل اپنے زمانہ کے بہت ہی سخت تھے۔

ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے یتیمی میں پرورش پائی اور مسکینی میں ہجرت کی۔ بسرِ بنتِ غزوہ ان کا صرف پیٹ بھر کھانے پر مزدور تھا۔ جب وہ اترتے تو میں ان کی خدمت کرتا اور جب وہ سوار ہوتے تو ان کے ساتھ چلتا باوجود اس کے بھی اللہ تعالیٰ نے میری شادی کر دی۔ تو شکر ہے ایسے خدا کا جس نے دین کو مضبوط بنایا اور ابو ہریرہؓ کو پیشوا۔

میری کنیت ابو ہریرہ اس وجہ سے پڑی کہ میری ایک چھوٹی سی بلی تھی جس کے ساتھ میں کھیلا کرتا تھا۔

یہ مدینہ منورہ میں آتے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں تھے۔ یہ بھی خیر گئے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آتے۔ یہ سالوے، مونڈھوں کے چوڑے تھے۔ ان کے آگے کے دو دانت میں فرق تھا۔ اپنی داڑھی زرد رنگ میں رنگا کرتے تھے اور اس کو چھوڑ دیا تھا۔ یعنی ترشواتے نہیں تھے اور مونچھ کی صفائی کیا کرتے تھے۔ عثمان بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں، اور وہ ثابت سے، وہ ابی رافع سے۔ ان کا بیان ہے کہ مروان بن حکم گورنر مدینہ، کبھی کبھی مدینہ میں ان کو اپنا جانشین بنایا کرتا تھا۔ اس وقت یہ گدھے پر سوار ہوتے تھے جس پر موٹا گھبل کسا ہوا ہوتا اور اس کی گردن میں چھوہارے کے پتوں کی رسی ہوتی، اس حالت سے سیر کے لئے نکلتے۔ راستے میں جب کسی سے ملاقات ہوتی تو کہتے راستے سے ہٹ جاؤ دیکھو امیر آتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ یہ یکایک لڑکوں کے پاس آتے جب وہ کھیلوں میں مشغول ہوتے اور دونوں پیر سے ان کو مارتے وہ بھاگ جاتے، کبھی وہ مجھے کھانے کے لئے بلاتے

اور کہتے دیکھو ہڈی دار گوشت امیر کے لئے چھو دو، یہ سنکر جب میں اس کو دیکھتا توثریدا اور روغن پاتا۔

۵۹ھ میں اور بقول بعض ۵۷ھ میں انھوں نے وفات پائی

حضرت عقیبہ بن عامر جھنیؓ | ابو عمرو اپنی کنیت کرتے تھے، اور بعضوں کا بیان ہے کہ ان

کی کنیت ابو حماد تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے کے بعد یہ مسلمان ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چونکہ تیر اندازی کی فضیلت سنی تھی۔ اس وجہ سے تیر اندازی بہت کیا کرتے تھے۔ ستر کمانیں اس کے تیر کش اور تیروں سمیت چھوڑ کر مرے تھے۔

صفین کی لڑائی میں حضرت معاویہ کے ساتھ شریک تھے۔ یہ مہر جاکر ہے اور وہیں اپنے لئے مکان بنایا۔ سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے اوپر گوہم بدلتے ہیں مگر ان کی جڑ نہیں بدلتے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ میں انھوں نے وفات پائی۔

حضرت زبید بن خالد جھنیؓ | ابو عبد الرحمن اپنی کنیت کیا کرتے تھے، اور بعضوں کا بیان ہے کہ

ان کی کنیت ابو طلحہ تھی۔ ان کی وفات کی جگہ میں اختلاف ہے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ انھوں نے مدینہ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر اٹھاسی برس کی تھی۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ کوفہ میں معاویہؓ کے اخیر زمانے میں قضا کی۔

حضرت عبداللہ بن انیس انصاریؓ | ابو یحییٰ ان کی کنیت ہے، جھنی معروف

ہیں۔ اور دراصل جھنی نہیں ہیں۔ بلکہ خاندانِ دبر سے ہیں جو قبیلہ بنی قضاہ سے ہے جو بنی سلمہ کے حلیف تھے اور جھنی بھی قبیلہ قضاہ سے ہیں۔ عقبہ اور اُحد میں حاضر تھے۔ مگر بدر میں اختلاف ہے کہ یہ حاضر تھے کہ نہیں؟ ان کا مکان اعراف میں تھا جو مدینہ سے ایک منزل پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی لاکھڑی دی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ ہمارے تمھارے درمیان نشان ہے۔

لیلۃ الاعرابی اور لیلۃ الجھنی انہی کی طرف منسوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تھا کہ تیسویں کی رات کو تم اپنے مکان سے نکل کر مسجد میں چلے جانا اور نمازیں پڑھنا، اس وجہ سے اُن کا معمول تھا کہ تیسویں رات کی شام کو عصر کی نماز پڑھ کر یہ مسجد میں چلے جاتے، پھر بغیر نماز صبح پڑھے وہاں سے باہر نہیں نکلتے۔ صبح کے بعد وہاں سے باہر نکلتے اور اپنے اہل و عیال میں آتے۔ اسی وجہ سے یہ رات لیلۃ الجھنی کے نام سے مشہور ہوتی۔

یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اسکو آج کی رات میں تلاش کرو، اور وہ رات تیسویں تھی۔ مدینہ میں معاویہ کی خلافت میں وفات پائی۔

حضرت حراث بن ہشام رضی اللہ عنہ | یہ ابو جہل بن ہشام بن مغیرہ کے بھائی ہیں، بدر کی لڑائی میں مشرکوں

کے ساتھ تھے اور شکست پائی، اُسی کے بارے میں حسان بن ثابت کا یہ شعر ہے۔

ان کنت کاذبۃ الذی حدثنی
 فنجوت منجی الحارث بن ہشام
 ترک الاجبۃ ان یقاتل دونہم ونجار اس طمرۃ وحبام
 حارث بن ہشام نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے،
 اللہ یعلم ما ترکت قتالہم
 حتی علوا فرسی با شقر مزیدے
 خدا جانتا ہے کہ میں نے لڑائی اسی وقت چھوڑی کہ وہ میرے گھوڑے پر شیخ
 کف مارنے والے خون کو چڑھا دیا۔

وعلمت انی ان اقاتل واحدا
 اقل ولا یضر عدوی مشہدی
 اور میں نے جان لیا تھا کہ اگر میں اکیلا لڑتا رہا، تو قتل ہو جاؤں گا اور میرے حاضر
 رہنے سے دشمن کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔

فصدت عنہم والاجبۃ فیہم
 طمع الہم بعقاب یوم سرمد
 تو میں دشمنوں سے بھاگا اور اجاب دیں رہے۔ اس امید پر کہ ان کو قیامت
 کے دن اس کا بدلہ مل جائے گا۔

فتح مکہ کے دن یہ مسلمان ہوئے، پہلے مؤلفۃ القلوب سے تھے، بعد
 اس کے بچے مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اپنے مال و اہل کے ساتھ
 جانے لگے تو مکہ والے روتے ہوئے ان کے پیچھے پہنچانے کو چلے۔ اس سے
 ان پر رقت طاری ہوئی اور رو کر کہنے لگے۔

”ہم اگر اپنے اس گھر سے دوسرا گھر یا اپنے ان ہمسایوں سے دوسرے

ہمساتے بدلنا چاہیے تو یہ ممکن نہ تھا۔ مگر بات یہ ہے کہ یہ جانا خدا کی طرف ہے وہاں جا کر برابر جہاد میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ عمواس کے طاعون میں ۱۸ھ میں وفات پائی۔

ان کے بیٹے عبدالرحمن بن حارث کی کنیت ابو محسند اور نام ابراہیم تھا۔ جس وقت یہ حضرت عمر بن خطابؓ کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس آئے، اور وہ اس ارادہ میں تھے کہ جن مسلمانوں کا نام انبیاء کے نام پر ہے ان کا نام بدل دیں۔ تو ان کا نام بھی بدل دیا، جو اس وقت تک برقرار ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں بصرے جانے کے بدلے اگر اپنے گھر ہی میں بیٹھ رہتی تو یہ میرے لئے اس سے بہتر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری دس اولاد عبدالرحمن بن حارث ایسی ہوتی، جمل کی لڑائی میں یہ ان کے ساتھ شریک تھے، شریف و سخی تھے۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں مدینہ میں انھوں نے وفات پائی۔

ان کے بیٹے ابو بکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام ہیں۔ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ کثرتِ نماز و فضل کی وجہ سے یہ قریش کے راہب کہلاتے تھے۔ جمل کی لڑائی میں یہ اور عروہ بن زبیر چھوٹے معلوم کر کے واپس کر دیتے گئے تھے۔ اس کے بعد ان کی بیٹائی چلی گئی تھی۔ غسل خانہ میں اچانک ۹۲ھ میں مدینہ میں انھوں نے وفات پائی۔ اور یہ فقہاء کا سال شمار ہوتا ہے۔

یہ شداد بن اسامہ ہیں، اسامہ کا نام ہادی اس وجہ سے پڑا کہ راستہ

حضرات شداد بن ہادی رضی

چلنے والوں کے لئے رات کو آگ روشن کیا کرتے تھے۔ ان کے عقد میں سلمیٰ بنت عمیس تھیں۔ جو اسماء بنت عمیسؓ کی بہن تھیں۔ ان سے ان کے بیٹے عبداللہ بن شداد پیدا ہوئے۔ یہ فقیہ و محدث تھے، اور عبداللہ بن عباسؓ و خالد بن ولیدؓ کے خالہ زاد بھائی تھے کیونکہ عبداللہؓ اور خالدؓ کی ماں اسماء اور سلمیٰ رضی کی بہنیں تھیں۔

یہ عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ ہیں، فتح مکہ کے دن

حضرت عتاب بن اسیدؓ

مسلمان ہوئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف جانے لگے تو ان کو مکہ کا حاکم بنا دیا۔ اور یہ برابر حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ تک وہاں کے حاکم رہے۔ یہاں تک کہ دونوں نے ایک ہی وقت میں وفات پائی۔ اور دونوں میں سے کسی کے پہلے مرنے کا حال نہیں معلوم ہوا۔ ان کے حقیقی بھائی خالد بن اسیدؓ ہیں۔ جو فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے۔ ان میں سخت سرگشتگی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہم زدہ یتہا یعنی سرگشتگی کو اور زیادہ کر۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کی اولاد میں آج تک سرگشتگی پاتی جاتی ہے۔ ان کی نسل باقی ہے۔

عبدالرحمن بن عتاب بن اسیدؓ اموی قریش کے یعسوب

حضرت عبدالرحمن بن عتابؓ

کہلاتے ہیں۔ یعسوب شہد کی مکھی کے سردار کو کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے ساتھ جمل کی لڑائی میں شریک تھے۔ اور اسی میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے ہاتھ پر سے ان کا عقاب اڑا۔ اور اسی

روزِ یامہ میں جا کر مر گیا۔ اور ان کی انگوٹھی سے پہچانا گیا۔

ان کے باپ کا نام عبید بن
ضماد ہے۔ ہنرموت کے رہنے

حضرت علاء بن حضرمی

والے تھے۔ بنو امیہ کے دوست تھے۔ ان کا بھائی میمون بن حضرمی ہے جس
نے بیر میمون کو جو اسطح مکہ میں ہے، جاہلیت کے زمانے میں بنایا تھا۔ یہ
وہی علاء ہیں جو گھوڑے پر دریا عبور کر کے ”دارین“ والوں کے پاس پہنچے
تھے۔ اور ان سے لڑے تھے۔ اور بہتوں کو مار کر ان کی ذریت کو قید کر لیا
تھا۔ اور اساف کو جو فارس کے علاقے میں ہے فتح کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ”تیس“ میں تیمم کے علاقہ میں ہے وفات
پائی۔ بعضوں کا بیان ہے کہ یہ مستجاب الدعوات تھے۔

ابوزید اپنی کنیت کیا کرتے تھے،
خاندان خسل بن عامر بن لوی سے

حضرت سہیل بن عمرو

تھے۔ جو قریش تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین
کے سفر میں شریک تھے۔ اور آپ کے حصے پر مقرر تھے، اور ”جحرانہ“
میں مسلمان ہوئے۔ یہ مولفۃ القلوب سے تھے۔ مگر بعد میں اپنے اسلام
کو درست کر لیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جہاد کے لئے شام چلے گئے تھے۔ طاعون
عمواس میں وفات پائی۔ ان کا ہونٹ پھٹا ہوا تھا۔ ان کی اولاد مردوں سے
نہیں ہے۔ ان کا بھائی سکران بن عمرو مہاجرین حبشہ میں سے تھا اور
سودہ ان کے عقد میں تھیں۔ جب فضا کر گئیں تو ان سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے عقد کر لیا۔ سکران کی نسل بھی نہیں رہی۔ ان کے دونوں

بھاتی سہل بن عمر کی نسل مدینہ میں ہے۔ سہل بن عمر فتح مکہ کے دن مسلمان ہوتے تھے اور مدینہ میں وفات پائی۔

یہ جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبدمناف بن قصی ہیں۔ فتح مکہ کے

حضرت جبیر بن مطعم رضی

دن مدینہ میں مسلمان ہوئے۔ ابو محمد اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ پہلے۔ مولفۃ القلوب سے تھے۔ اس کے بعد اپنے اسلام کو درست کر لیا۔ مدینہ میں فتح مکہ کے دن مسلمان ہونے والوں کے سرداروں میں سے تھے۔ ۵۹ھ میں وفات پائی۔

بعضوں کے نزدیک اسی سال ابوہریرہؓ نے بھی وفات پائی۔ ان کے بیٹے نافع بن جبیر بن مطعم ذی مرتبہ شخص تھے۔ ایک مرتبہ علماء بن عبد الرحمن حرقی کے حلقہ میں جس وقت وہ لوگوں کو پڑھا رہے تھے جگر بیٹھے جب وہ پڑھانے سے فراغت پا چکے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ تم جانتے ہو کہ میں کیوں بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کہا۔ آپ سننے کے لئے بیٹھے تھے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ بلکہ تم لوگوں کے ساتھ بیٹھنے میں صرف خدا کے نزدیک عاجزی معذور تھی۔

یہ عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سہم بن مہصیب بن کعب بن

حضرت عمرو بن العاص رضی

لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ تھے۔ ان کے باپ عاص مسخروں میں سے تھے۔ اسی کے بارے میں آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ اِلٰدَبٌ تَرْتٰزِلُ ہوتی تھی۔

اب تتراس کو کہتے ہیں جس کا کوئی لڑکا نہ ہو۔ یہاں پر مراد یہ ہے

کہ اس کا ذکر منقطع ہو جاتے گا۔ ان کی ماں کا نام نابغہ ہے جو خاندان غنر سے تھیں۔ ان کا نام دراصل ”عاصی“ ہے مگر ”ی“ حذف ہو کر عاص رہ گیا ہے۔

عاص کے بیٹے حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت ہشام بن العاصؓ تھے۔ ہشامؓ بہتر مسلمانوں میں سے تھے۔ یرموک کی لڑائی میں شہید ہوئے اور ان کی کوئی اولاد نہیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ تم اچھے ہو یا ہشامؓ؟ انھوں نے کہا۔ میں کہتا ہوں تم فیصلہ کرو۔ ان کی ماں اُم حرمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہیں۔ جو حضرت عمر بن الخطابؓ کی خالہ تھیں۔ اور میری ماں عنزیہ ہیں، اور وہ میرے باپ کے نزدیک مجھ سے زیادہ پیلے تھے اور باپ کی پہچان بیٹے کے ساتھ اس کا تمھیں خود معلوم ہے۔ وہ پہلے چلے گئے اور ہم لوگوں کو خدا کے سپرد کر گئے۔ یعنی وہ یرموک میں شہید ہوئے اور ہم اب تک باقی ہیں۔

حضرت عمروؓ اپنی کنیت ابو عبد اللہ کیا کرتے تھے، اس میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ مسلمان ہوتے تھے۔ حضرت معاویہؓ کی طرف تین برس تک مصر کے حاکم رہے۔ اس کے بعد عبد الفطر سے ایک دن پہلے حب مرنے لگے تو کہا۔

”اے اللہ میں بری نہیں ہوں تو میرے عذر کو قبول کر، میرے لئے کوئی پناہ نہیں ہے تو میری مدد کر، تو نے حکم کیا ہم نے نافرمانی کی، تو نے منع کیا ہم نے اس کو کیا۔ اے اللہ یہ میرا ہاتھ میری ٹھڈی کے پاس ہے“ اس کے بعد وصیت کی اور کہا: زمین میں خوب گہرا گڑھا کھودو، اور

اس پر چٹائی بچھا دو۔ اس کے بعد اپنی انگلی اپنے منہ میں رکھی اور قضا کر گئے۔
اس وقت ان کی عمر تہتر برس کی تھی۔ عید الفطر کے دن جیل مقطم میں جو
”فنج“ کے اطراف میں ہے مدفون ہوئے۔ اور یہ مقام لوگوں کے حجاز
جانے کا راستہ تھا۔

ان کے کسہ وفات میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعضے ۲۲ھ
اور بعضے ۲۳ھ اور بعضے ۲۵ھ کہتے ہیں۔ ان کے بیٹے عبداللہ
نے پہلے جنازہ کی نماز پڑھائی، اس کے بعد عید کی نماز پڑھائی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ابو محمد کنیت کرتے
ہیں، اپنے باپ سے

پہلے مسلمان ہوئے تھے، حضرت معاویہؓ نے حمایت میں اپنے باپ کے ساتھ
صفین کی لڑائی میں شریک تھے، آپ دو تلواریں چلاتے تھے۔ ان کا گھر
مکہ میں تھا پھر یزید کی زندگی تک شام میں سکونت اختیار کی تھی۔ اس
کے مرنے کے بعد مکہ چلے آئے اور یہیں ۶۵ھ میں وفات پائی۔ اس
وقت ان کی عمر تہتر برس کی تھی۔

اور بعضوں کا بیان ہے کہ مصر میں وفات پائی اور اپنے چھوٹے سے
گھر میں مدفون ہوئے۔ یہ اپنے باپ سے صرف بارہ برس چھوٹے تھے۔
باپ بیٹے میں بارہ برس کی چھوٹائی بڑائی ان کے سوا اور کسی میں نہیں
دریافت ہوئی۔

مجھ سے اسحق بن راہویہ نے حدیث بیان کی۔ ان سے یحییٰ بن آدم
نے، اُن سے حسن بن صالح نے کہ میری اکیس برس کی لونڈی تھی جو ناتی
پوتے والی تھی۔ ان کے عقد میں عمرہ بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب

تھیں، اُن سے اُن کے بیٹے محمد پیدا ہوئے۔ محمد کے بیٹے شعیب تھے، شعیب کے بیٹے عمرو بن شعیب تھے۔

کبھی انھوں نے ایک مجلس میں اپنے دادا کی طرف سے صدقہ پچاس ہزار درہم تقسیم کیا ہے۔ اور وہ شعیب بن شعیب تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سرخ، توند والے اور لمبے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے، سریانی زبان جانتے تھے، حضرت عمرؓ کا ایک دوسرا لڑکا بھی تھا جس کا نام محمد تھا۔ حضرت عمرؓ کے موالی میں سے وردانؓ ہیں جو صاحب راتے و فکر تھے، اسکی اولاد مصر میں ہے اور وہاں اس کا ایک بازار ہے جس کا نام سوق وردان ہے۔

یہ نفع بن حارث بن کلدہ ہیں، حارث بن
حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ | کلدہ عرب کے طبیب تھے اور نامرد تھے۔ ان کی

کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ یہ مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں وفات پائی۔ ابوبکرہ کی ماں کا نام سُمیہ تھا جو ”زندود“ والوں میں سے تھی۔ کسریٰ نے اُسے بادشاہِ یمن ابوالخیر کو دیدیا تھا۔ جب وہ اس کے پاس سے یمن آنے لگا تو طائف میں آکر بیمار ہو گیا، حارث نے اس کی دوا کی۔ اس نے سُمیہ کو اُسے دیدیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو فرمایا جو غلام میرے پاس آئے گا وہ آزاد ہے۔ یہ سنکر ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اتر کر چلے آئے۔ ان کے بعد ان کے بھائی نافعؓ نے بھی اترنا چاہا تو حارث نے اُس سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے کھڑا ہو، وہ کھڑا گیا، اس کے بعد دونوں اسی کی طرف منسوب ہوئے۔ ان دونوں کی ماں سُمیہ زید بن ابی سفیان کی بھی ماں ہیں۔ ”اردہ“ بنت، حارث

حارث کی طرف منسوب ہیں۔ وہ عتبہ بن غزو ان کے عقد میں تھیں۔ جب عتبہ بصرہ کا حاکم ہوا تو وہ اروہ کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اس کی وجہ سے نافع، نفع اور زیاد بھی گئے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو حارث کی طرف منسوب ہونے کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں حارث جب مر گیا تو انھوں نے اس کی میراث نہیں لی۔ بسمیہ کے شوہر کا نام "مسروح" تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ چالیس لڑکے اور لڑکیاں چھوڑ کر وفات پائی جن میں سات کی نسل جاری رہی۔ اور وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ، عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، واد اور عتبہ ہیں۔

اولاد | عبدالرحمن رضی اللہ عنہ پہلے لڑکے ہیں جو بصرہ میں پیدا ہوئے، اور پہلا لڑکا جو کوفہ میں پیدا ہوا معاویہ بن ثور ہے جو خاندان بکار سے تھا جو قبیلہ عامر بن ربیع سے ہیں۔

عبید اللہ بہت خوبصورت جوان مرد اور کالے تھے۔ انھوں نے ایک دفعہ میں عمر بن عبداللہ بن معمر کو سات سو جریب زمین دے دی تھی۔ اس پر عمر نے قسم کھائی تھی کہ جب ان کو دیکھوں گا ان کی رکاب پکڑوں گا۔ اور خود اپنی کسی اولاد کی شادی نہ کروں گا حتّٰی کہ یہ نہ کر دیں،

خلیفہ عبدالملک بن مروان انھیں سردار اہل مسروق کہا کرتا تھا۔ حجاج نے انھیں شہر میں سبوتاں کا حاکم بنایا تھا۔ انھوں نے دشمنوں سے جہاد کیا۔ وہاں ان کے ساتھیوں میں سخت قحط نمودار ہوا، جس کی وجہ سے ایک روٹی ستر درہم کو بکنے لگی۔ وہیں عبید اللہ نے وفات پائی اور

اُن کے ساتھیوں میں سے بہت سے لوگ لقمۂ اجل ہوتے اور ان لوگوں کو وہ نصیب ہوا جو کسی شکر کو آج تک نہیں پہونچا تھا۔ اسی بارے میں اعشی ہمدان نے کہا ہے۔

اسمعت بالجیش الذی تمرقوا

واصابهم ریب الزمان الاعوج

تم نے اس شکر کا حال نہیں سنا جو بالکل ہلاک کر دیا گیا، اور ان پر کج بنانے کے حوادث نازل ہوئے۔

بعثوا بکابل باکلون خیاریم

فی شتر منزلۃ و شتر معراج

کل میں وہ ٹھہرے، اور اپنے اچھوں کو بری جگہ اور برے مقام میں کھایا کئے۔

لم یلق جیش فی البلاد کما لقوا

فشلہم قل للنواحیت شج

یہ بنی سلیم سے ہیں۔ ابو بخیج اپنی کنیت

کیا کرتے تھے، ان کو اسلام کا ربح

حضرت عمرو بن عبدسہ

کہا جاتا تھا، کیوں کہ جب یہ مسلمان ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے دریافت کیا گیا تھا کہ کتنے آدمی آپ کے تابعدار ہوئے ہیں۔ آپ نے

فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام، آزاد ابو بکر رضی اللہ عنہ اور غلام بلال رضی اللہ عنہ۔

عمرو بن عبدسہ کہا کرتے تھے کہ میں اپنے کو اسلام کا چوتھائی خیال کرتا ہوں۔ یہ

مسلمان ہونے کے بعد اپنے وطن چلے گئے تھے اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک

کہ بدرا احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر کے واقعات گزر گئے۔ اس کے بعد یہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شام میں سکونت اختیار کی تھی۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ | بعضوں کا بیان ہے کہ ان کا نام عابد ہے، اور بعض کہتے ہیں

کہ ان کا نام عمرو ہے، اُن کے باپ کا نام قیس تھا جو خاندان عامر بن لوی سے تھا۔ اُم مکتوم ان کی ماں تھیں۔ ان کا نام عاتکہ مخزومیہ ہے۔ یہ ہجرت کر کے بدر کے کچھ دن بعد مدینہ آئے اور یہ نابینا ہو گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اکثر عزوات میں مدینہ میں اپنا جانشین بنایا کرتے تھے۔ یہ قادیسیہ کی لڑائی میں شریک تھے۔ وہاں اُن کے ساتھ ایک سیاہ نشان تھا اور وہ زرہ پہنے ہوتے تھے اور اُس کے بعد مدینہ واپس آئے اور یہیں وفات پائی۔

حضرت شہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ | یہ انصار کے خاندان عمرو بن عوف سے ہیں، ابو سعد لہنی

کنیت کرتے ہیں۔ صفین کی لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی، وہیں ۳۸ھ میں وفات پائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور چھ تکبیریں کہیں۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ پانچ تکبیریں کہیں۔ یہ بدری تھے، اُن کے بیٹے ابو امامہ کثیر الحدیث ہیں۔ اُن کا نام اسعد ہے اپنے دادا ابو امیہ کے نام پر اُن کا نام رکھا گیا تھا۔ اُن کا نام اسعد بن زرارہ تھا شہیل کے اُن کے علاوہ اور بھی لڑکے ہیں۔ اُن کی نسل مدینہ اور بغداد میں ہے۔

حضرت تمیم داریؓ | یہ تمیم بن اوس ہیں، خاندان دار بن بانی
سے جو قبیلہ نخم سے تھا جو اپنے والے یمن

کے تھے، ابورقیہ اپنی کنیت کرتے تھے۔ یہ اور ان کے بھائی نعیم بن اوس
بنی الدار کے اور لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں ۹۰ھ میں حاضر ہوئے تھے۔ جن کے بارے میں لوگوں کا خیال تھا
کہ وہ دس آدمی تھے اور وہ سب مسلمان ہو گئے تھے۔

حضرت عمرو بن الحقؓ | یہ قبیلہ خزاعہ سے ہیں، حجة الوداع میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت

ہوئی تھی اور اس کے بعد آپ کی صحبت میں رہے۔ اور حدیثیں سنیں یہ کوفہ
کے رہنے والے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ میں تھے۔ یہ ان لوگوں میں سے
تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
ساتھ تمام لڑائیوں میں شریک رہے اور حجر بن عدی کی مدد کی۔ پھر بھاگ
کر موصل آئے اور ایک غار میں داخل ہوئے، وہاں سانپ نے کاٹ
کھایا اور مر گئے۔ لوگ جب ان کی تلاش میں آئے تو انہیں مردہ پایا۔
موصل کے حاکم نے ان کا سر کاٹ کر زیاد کے پاس بھیج دیا اور زیاد نے
حضرت معاویہؓ کے پاس۔ یہ پہلا سر ہے جو اسلام میں ایک شہر سے دوسرے
شہر کی طرف لایا گیا۔

حضرت جریر بن عبد اللہ بکلیؓ | یہ خاندان بجیلہ سے ہیں
ابو عمرو اپنی کنیت کرتے

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رمضان ۱۰ھ میں آئے
اور آپ سے بیعت ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمرؓ ان کی خوبصورتی

کی وجہ سے انھیں اس امت کا یوسف کہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ان کے منہ پر کچھ بادشاہت معلوم ہوتی ہے۔ یہ لمبے تھے، اونٹ کا گویا ہان اُن کی لمبائی کے سامنے پھیل چکا تھا۔ اُن کا جوتا ایک ہاتھ کا ہوتا تھا۔ رات کو داڑھی میں زعفران کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ اور صبح کو دھو ڈالا کرتے تھے۔ اس سے اُن کی داڑھی کارنگ سونے کے مانند ہو جاتا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں سے یہ کنارہ کش تھے۔ جزیرہ اور اس کے مضافات میں پھرتے تھے۔ یہاں تک کہ ”شراۃ“ میں ۵۲ھ میں جس وقت حضرت ضحاک بن قیسؓ کو فہ کے حاکم تھے وفات پائی۔

جریر کے دو بیٹے تھے جن سے لوگ حدیث روایت کرتے ہیں ایک ابراہیم دوسرا ابان۔ ابراہیم کی عمر بہت دراز ہوئی یہاں تک کہ شریک اور اُن کے پوتے ابو رزمہ بن عمرو بن ابراہیم بن جریمہ بجلی نے ان سے اور ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ اُن کا ایک بیٹا تھا جن کا نام عمرو تھا۔ ان سے حدیث نہیں روایت کی جاتی۔

یہ بنی مخزوم سے ہیں۔ عدی کے فیصلہ پر انھوں نے اس کی لڑکی

حضرت عمرو بن حریشؓ

سے نکاح کیا تھا اور اُس نے چار سو درہم پر فیصلہ کیا تھا اور حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی کی بیٹی سے عقد کیا۔ اُن کی اولاد کو فہ میں ہے اور وہاں اُن کی بہت تعریف ہوتی ہے اُن کے موالی میں سے عمر بن علاء ہیں۔ یہ بڑے سخی اور بہادر تھے مہدی نے انھیں طبرستان کا حاکم بنایا تھا۔ اسی کے بارے میں بشار نے کہا ہے۔

اذا ارتكك جام الامور
قنبه لها عمر انتم نم
جب تمہیں کوئی سخت کام پیش آئے تو اس کے لئے عمر کو خبردار کرو اور خود
سور ہو۔

وعلانی الی عمر وجودہ
وقول العشرة بحسبهم
مجھے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ان کی سخاوت کھینچ لائی۔ اور قبیلہ کا قول ایک ذخیرہ دیا
ہے۔

ولولا الذی زعموا لم اکن
لامدح ریحانہ قبل شتم
اگر وہ بات نہ ہوتی جس کو لوگوں نے بیان کیا ہے تو میں ہرگز ریحان کی
بغیر سونگھے تعریف نہ کرتا۔
عمر بن حریت کی ماں ہشام بن خلف کنانی کی بیٹی تھیں۔ ہشام
جاہلیت کے زمانے میں شریف تھا۔ اسی نے نعمان بن منذر کے سر پر پیشاب
کر دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نعمان عربوں کے دین پر تھا۔ اس وجہ سے
جج کرنے کے لئے مکہ آیا ہوا تھا۔ ہشام نے جب اُسے دیکھا تو کہا کہ یہی عرب
کا بادشاہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ ہشام نے اُسکی ذلت کے لئے
اس کے سر پر پیشاب کر دیا۔ اس کے بعد نعمان عیسائی ہو گیا۔ عمر بن حریت
کا ایک بھائی تھا جس کا نام سعید بن حریت تھا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ | یہ انصاری ہیں۔ اپنی کنیت ابو عبد اللہ
کرتے ہیں۔ ان کی بیوی عمرہ بنت

رواحہ ہیں جو عبداللہ بن رواحہ کی بہن ہیں۔ انہی ہی کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

دعمرۃ من سر دات النساء تنفع بالمبک اردانہا
عمرہ سخی عورتوں میں سے ہیں انکی آستین مشک سے مہکتی ہیں
انہوں نے یہ شعر کسی کو پڑھتے سنا، لوگوں نے اُن کو منع کیا۔ انہوں نے کہا اُس نے ٹھیک کہا ہے اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ شام میں فریب سے سلمیہ اور حمص کے درمیان قتل ہوئے۔

یہ قبیلہ ثقیف سے ہیں ابو عبداللہ
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی
اپنی کنیت کرتے ہیں، اُن کے چچا
عروہ بن مسعود ثقیفی ہیں۔ عروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ انہوں نے اُن کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ آل یاسین کے مومن کے مشابہ ہیں۔

حضرت مغیرہ رضی نے مشرک کسی مشرک گروہ کی معیت کی تھی کسی مقام پر اُن کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ اور مال و اسباب لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور بیعت الرضوان میں حاضر ہوئے۔ یامہ، فتوح، شام، یرموک، قادسیہ میں مشرک تھے۔ حضرت عمر رضی نے انہیں بصرہ کا حاکم بنایا تھا۔ انہوں نے ”عیان“ فتح کیا تھا۔ ابو الحسن بصری اور محمد بن سیرین اولاد عیسان میں سے ہیں۔ اور دست عیسان، ابرقban، سوق، اہواز اور ہمدان فتح کیا۔ نہاوند کی لڑائی میں مشرک تھے۔ اس میں اُن کا تقرر نعمان بن مقرن کے میسرہ پر تھا۔ انہوں

نے ہی پہلے لبصرہ کا دیوان بنایا تھا۔

بعضوں کا بیان ہے کہ انھوں نے اسی عورتوں سے عقد کیا تھا۔ کسی نے اُن کی ایک عورت کی نسبت کہا کہ وہ کافی اور بد صورت ہے، انھوں نے کہا وہ یمانی شہید ہے مگر خراب ظرف میں ہے۔ کوفہ میں اپنی حکومت کے زمانے میں طاعون سے شہر میں وفات پائی۔ مرنے کے وقت انھوں نے کہا: "اے اللہ یہ میرا داہنا ہاتھ ہے۔ اس سے میں نے تیرے نبی کی بیعت کی ہے اور تیرے راستے میں جہاد کیا ہے۔"

اُن کی اولاد عروہ بن مغیرہؓ ہے جو اپنی کنیت ابو یعقوب کیا کرتے تھے، کوفہ کے حاکم تھے اور بہتر شخص تھے۔ اور غفار، یعفور، اور حمزہ سمجھوں سے حدیث روایت کی جاتی ہے۔

ابوالیظان
وغیرہ کا

حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ اموی

بیان ہے کہ یہ حضرت ابو بکرؓ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے اور یہ بوجہ ایک خواب کے ہوا تھا۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی زبید کے صدقات کا تحصیلدار مقرر کیا تھا، وہاں انھیں عمرو بن معدی کرب کی صمصامہ تلوار ملی، اور وہ ہمیشہ اُن کے خاندان میں رہی۔ یہاں تک کہ مہدی نے اُن لوگوں سے بیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ خالدؓ یرموک کی لڑائی میں شہید ہوئے اور ان کا بھائی عاصؓ بدر کی لڑائی میں مشرک مارا گیا۔ حضرت علیؓ نے اُسے قتل کیا۔ اُن کے بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جُبَّہ پہنا دیا۔ اسی وجہ سے "ثیاب سعیدیہ" نام رکھا گیا۔

حضرت سعیدؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اُونٹ کی ہڈی میں سوراخ

کیا تھا۔ اس کے بیٹے بیٹے اور بیٹیاں تھیں۔ انہیں کی اولاد سے عمرو بن سعید اشراق ہیں جن کو عبدالملک بن مروان نے قتل کیا تھا۔ حضرت سعیدؓ نے ۹۵ھ میں قہنا کی حضرت معاویہؓ نے ان کے بیٹے عمرو بن اشراق سے دریافت کیا۔ تیرے باپ کے تیری نسبت کس کو وصیت کی ہے۔ اس نے جواب دیا، اوصی الی ولم یوص لی۔ عمرو کی نسل سے اسماعیل بن امیہ بن عمرو بن سعید ہیں۔ ان سے لوگ حدیث روایت کرتے تھے۔ ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔

یہ مزیہ مضر سے ہیں، ان لوگوں کو بنو عثمان کہا جاتا ہے، فتح مکہ

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ

کے دن مزیہ ہزار ہو گئے تھے۔ اور بنی سلیم بھی ہزار ہوتے تھے۔ یہ اپنی کنیت ابو عبدالرحمن کرتے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی کی خلافت میں بصرہ میں جس وقت وہاں کا حاکم زیاد تھا وفات پائی۔ اور وصیت کی تھی کہ زیاد میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے۔ بلکہ ابوہریرہؓ اسلمی پڑھائیں ان کے لڑکے تھے مجملہ ان کے سعید، حسان اکبر، حسان اصغر، زیاد، طارق اور مغیرہ ہیں۔

محمد بن عبداللہ بن خزاعی بن زیاد بن عبداللہ بن مغفل نے کہ ان کی کنیت ابو سعید عبداللہ بن مغفل بن عبد بنہم تھی۔ عبد بنہم کی اولاد مغفل خزاعی اور عبداللہ ذوالنجاذین ایک بی بی سے تھے۔ اور ان کا نام عبیدہ بنت معاویہ بن معاویہ مزیہ تھا۔

یہ بھی مزیہ مضر سے تھے۔ ابو عبداللہ اپنی کنیت کیا کرتے

حضرت مغفل بن زیادؓ

تھے، انہی نے نہرِ معقل کے رہانے کو جاری کیا تھا۔ اس نہر کو زیادہ
نے کھدوایا تھا۔ اُن کے صحابی ہونے کی وجہ سے ان سے برکت حاصل
کرنے کے لئے اس کو جاری کرایا تھا۔ اسی وجہ سے یہ نہر ان کی جانب
منسوب ہوئی۔ رطبِ معقلی بھی انہیں کی طرف منسوب ہے۔

حضرت معاویہؓ کی اخیر خلافت میں انھوں نے بصرہ میں وفات
پائی۔ اُن کے موالی سے حبیب معلّم ہے اور وہ حبیب بن زید موالیِ معقل
بن یاسر ہے۔

یہ قبیلہ اشجع سے ہیں۔ فتح
مکہ کی لڑائی میں رسول اللہ

حضرت معقل بن رضنان

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ اور واقعہ حرہ تک زندہ
رہے، اسی دن مسلم بن عقبہ نے انہیں قتل کر دیا۔ اس کام کو نوفل بن
مساحق نے انجام دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے پہلے سنا تھا کہ یزید
کو شرابی کہتے ہیں۔ اور اس پر طعن کرتے ہیں۔ اسی کی اس نے کسر نکالی۔

یہ بھی مُزنیہ مضر سے ہیں۔ انہی کے بارے
میں عبد اللہ بن زیاد نے کہا کہ تم صحاب

حضرت عائد بن عمروؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رزیل ہو۔ انھوں نے اس کا جواب دیا
تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کوئی ذلیل نہیں بصرہ
کے قبیلہ مُزنیہ میں اُن کا ایک گھر ہے۔

یہ بھی مُزنیہ مضر سے ہیں، ابو بکرِ حن

حضرت بلال بن حارثؓ

اپنی کنیت کرتے ہیں۔ یہی وہ ہیں
جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ کی کانیں جدا کر دی تھیں

۶۰ یا ۸۰ میں انھوں نے وفات پائی۔ ان کے بیٹے حسان بن بلال ہی نے شروع شروع مرجیثہ کا مذہب بصرہ میں پیدا کیا۔

یہ خاندان ادس سے ہیں جو قبیلہ
مزنیہ سے ہے مگر یہ لوگ

حضرت نعمان بن مقرنؓ

عثمان کی اولاد سے نہیں ہیں۔ اور ان لوگوں کی تعداد کم ہے۔ انھوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں نہاوند فتح کیا تھا۔ اور اسی میں مقتول ہوئے۔ جہاں ان کی قبر ہے اس کا نام "سفیدبان" ہے اور اسی جگہ حضرت طلحہؓ خویلد، عمرو بن معدیکرب اور بہت سے مسلمانوں کی قبریں ہیں۔ ان کے دو بھائی اور تھے۔ ایک کا نام سوید ہے اور دوسرے کا معقل سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، ان سب کا مسکن کوفہ ہے۔ معقل ابو عمرہ مزنی ہیں۔

یہ حنظلہ بن ربیعہ بن صیفی اور
اکثم بن صیفی حکیم عرب کے بھتیجے

حضرت حنظلہ الکاتبؓ

ہیں قبیلہ بنی تمیم کے خاندان بنو شریف سے ہیں۔ اکثم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کا زمانہ پایا تھا، اپنی قوم کو آپ کے پاس وغیرہ کے لئے کہا کرتا تھا اور مسلمان نہیں ہوا۔ اس کی عمر ایک سو نوے برس کی تھی اسی کے بارے میں اس نے کہا ہے۔

وان امرأ قد عاش تسعين حجة

الی مائة لم یسألم العیش جاہل

اکثم کی اولاد کوفہ میں ہے۔ اس نے دیہات میں وفات پائی۔ حنظلہؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔ معاویہؓ کے زمانے تک

زندہ ہے۔ اُن کی کوئی اولاد نہیں ہے۔
 بعضوں کا بیان ہے کہ یہ حنظلہ بن ربیع ہیں۔ ایک مرتبہ اُنھوں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لکھا تھا، اس وجہ سے کاتب مشہور
 ہو گئے مکیوں کہ عرب میں کتاب کم تھی، اور یہ صحابی ہیں، اُن کا بھائی رباح
 بن صیفی بھی صحابی ہیں۔

اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہفتہ میں
 یہود کے لئے بھی ایک دن ہے اور نصاریٰ کے لئے بھی، اسی طرح اگر ہم
 لوگوں کے لئے بھی اگر ایک دن ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔ اسی کے بعد سورۃ
 جمعہ نازل ہوئی۔

حضرت بریدہ سلمیٰ رضی | یہ برید بن خصیب ہیں، قبیلہ سلم
 کے رئیس تھے۔ جب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے جا رہے تھے تو کراع غنیمت میں پہنچے،
 وہیں بریدہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعوت اسلام
 دی تو وہ سب سامان ہو گئے۔ اس کے بعد بریدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 کے پاس مدینہ آئے اور آپ سجد تیار کر رہے تھے۔ اُنھوں نے یزید
 بن معاویہ کی خلافت میں مرو میں وفات پائی۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی السرح | ابی السرح کا نام
 حام تھا۔ یہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم عزیز حکیم بتاتے تو یہ غفور رحیم لکھا کرتے۔ اس پر یہ
 آیت نازل ہوئی۔ وَمَنْ قَالَ مَا نَزَلَ مِثْلَ مَا نَزَلَ اللَّهُ. رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ان کے خون کو مباح کر دیا تھا۔
تو عثمانؓ جو ان کے رضاعی بھائی تھے اُن کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کے امن کے خواہستگار ہوئے۔
آخر شش آپ نے امن دیدیا۔ حضرت عثمانؓ نے انھیں مصر کا حاکم مقرر کیا
تھا۔ انھوں نے افریقہ فتح کیا تھا۔ اُن کا باپ سعد منافق تھا۔

حضرت قیس بن عامرؓ | یہ قیس بن عامر بن سنان بن خالد
بن مقر ہیں۔ ابو علی اپنی کنیت کرتے

ہیں، اُن کے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا سید اہل البیاء
تیمون کے وفد میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح مکہ
کے بعد حاضر ہوئے تھے۔ یہ شریف اور سردار تھے۔ انہی کے باپ نے میں
کسی شاعر نے کہا ہے۔

فما کان قیس بلکہ ہلک واحد

ولکن بنیان قوم تہدما

ان کے لڑکے طلبہ، قعقاع، شماغ وغیرہ تھے۔ بعضوں کا بیان ہے
کہ اُن کے تین بیٹے لڑکے تھے، یہ جو ذوالرمہ کی معشوقہ ہے وہ طلبہ کی اولاد
سے تھی۔

حضرت زبرقان بن بدرؓ | ان کا نام حصین بن بدر بن خلف
بن بہدر بن عوف بن کعب

بن سعد تھا، خوبصورتی کی وجہ سے زبرقان کہلاتے تھے۔ نجد کا ماہتاب
کہلاتے تھے، ان کی اولاد میں عیاش (انھیں کے ساتھ اپنی کنیت کرتے
تھے)، ابو شذرہ اور چند لڑکیاں تھیں۔ ان کی اولاد دیہاتوں میں

بہت ہے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم کی زکوٰۃ کا تحصیل
 مقرر کیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ کی تو آپ صدقہ
 بیکر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جس کی تعداد سات سو اونٹ تھی۔

حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ | یہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر
 ہیں۔ اُن کا نام اصل میں حذیفہ تھا،

مگر ان کو لقب ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اُن کی آنکھ بہہ گئی تھی۔ تو اُن کا
 نام عیینہ رکھا گیا۔ ابو مالک اپنی کنیت کرتے ہیں۔ اُن کے دادا حذیفہ
 بن بدر قبیلہ غطفان کے سردار تھے۔ ان کو لوگ رت معد کہتے تھے۔
 اسی طرح اُن کا بیٹا حصن اور غطفان کا سردار تھا۔ بنو عبس نے حذیفہ
 کو قتل کیا اور حصن کو بنو عقیل نے، خارجہ بن حصن ان کا بیٹا کوفہ والوں کا
 سردار تھا۔

واقعی کا بیان ہے کہ بدر بن عمرو کے تمام علاقے میں ایک دفعہ
 ایسا قحط پڑا کہ اُن کے مال میں "شرید" کے سوا اور کوئی مال باقی نہ رہا۔ اور
 اُن سے لوگوں نے ذکر کیا کہ تخمین سے لے کر بطن نخل تک پانی برباد ہے
 تو عیینہ اولاد بدر کو لے کر نکلے یہاں تک کہ قریب بطن نخل کے پہنچے،
 مگر یہ اور اُن کے ساتھ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرے اور مدینہ
 آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو اسلام کی دعوت دی
 تو ان سے انکار کیا اور نہ مسلمان ہوئے۔ اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہی
 قریب رہیں۔ آپ مجھے رخصت کی اجازت دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے تین مہینے کی رخصت دی۔ جب مدت پوری ہو گئی تو یہ سب اپنے

علاقے میں واپس چلے گئے۔ یہ لوگ خوب موٹے ہو گئے تھے اور ان کے جانور
گھانسون سے موٹے اور دودھ دار ہو گئے تھے۔ اور انھیں شہر کا منظر اچھا
معلوم ہوا۔ تو یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کو جو جنگل
میں رہا کرتی تھیں لوٹ کر لے گئے اس پر جارد بن عوف نے عینہ سے کہا
کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھا بدلا دیا۔ ان کے علاقے میں تم موٹے ہو گئے
اور انھیں سے لڑنے کو تیار ہوئے۔ اُس نے کہا بات تو ایسی ہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ احمق سردار ہے"۔ اس
کے بعد وہ مسلمان ہو گئے۔ مولفۃ القلوب سے تھے۔ جب عرب مرتد ہو گئے
تھے۔ اور طلحہ بن خویلد سے جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا مل گئے تھے۔
پھر حبیبہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ گیا تو خالد بن ولید نے اُن کو گرفتار
کر کے حضرت ابوبکر رضی کی خدمت میں بھیج دیا، جب یہ مدینہ پہنچے تو لڑکوں
نے کھجوروں کی شاخوں سے مارنا شروع کیا اور کہنے لگے۔ اے خدا کے دشمن
ایمان لانے کے بعد تو نے کفر کیا۔ اُس کے جواب میں انھوں نے کہا: ہم
پہلے ایمان ہی نہیں لاتے تھے۔

اس کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی نے ان سے گفتگو کی تو وہ اسلام
کی طرف لوٹے۔ حضرت ابوبکر رضی نے اُن کے اسلام کو قبول کیا اور اُن کو امان
لکھ دی۔

یہ حضرت عثمان رضی کی خلافت کے زمانے میں اُن کے پاس گئے اور اُن سے
کہا: "اے ابن عفان رضی! میرے ساتھ وہ سلوک کرو جو حضرت عمر بن خطاب رضی
نے کیا تھا، انھوں نے اتنا دیا جو میں بے پرواہ ہو گیا اور مجھے اتنا ڈرایا کہ میں
پاک ہو گیا۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر بھی تم اُن کے سلوک سے راضی نہیں تھے۔
اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ رات کے کھانے کی خواہش ہے۔
اُنھوں نے کہا۔ میں روزہ دار ہوں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم روزے وصال کرتے
ہو۔ اُنھوں نے کہا۔ وصال کسے کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ وصال اسے
کہتے ہیں کہ تم دن کو روزہ رکھو، پھر رات کو بھی رکھو پھر دوسرے دن بھی رکھو
شام تک۔

اُنھوں نے کہا نہیں لیکن رات کا روزہ دن کے روزہ سے آسان
ہے۔ انہی نے عکاظ کے بازار کو لوٹا تھا اور اُسی کا نام فجار ثانی ہے اُن کی نسل
باقی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نابینا ہو گئے تھے۔

یہ عبدالرحمن سمرہ بن حبیب
بن عبد شمس ہیں۔ ان کا نام عبد

حضرت عبدالرحمن سمرہ رضی اللہ عنہ

کلال تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام عبدالرحمن رکھا۔
اور اُن سے فرمایا تھا کہ تم امارت کو نہ طلب کرنا، کیونکہ اگر بغیر مانگے تمہیں
مل جائے گی تو اس میں تمہاری خدا کی طرف سے مدد ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے انھیں سبستان کا حاکم بنایا تھا۔ انھوں
نے اس کو فتح کیا تھا، اور انہی نے کابل بھی فتح کیا تھا۔ ان کا ایک بھائی
تھا جس کا نام عمر بن سمرہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا ہاتھ
چوری کی علت میں کاٹا تھا۔ اُن دونوں بھائیوں کی نسل باقی ہے۔ منصور
بن زادن اُن کا مولیٰ ہے۔

یہ خاندان لوی بن شمع بن فزار
سے ہیں۔ ابو سلیمان اپنی کنیت

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ

کرتے ہیں۔ اُحد کی لڑائی میں شریک ہوتے تھے مگر چھوٹے تھے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ اُن دس شخصوں میں سے ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو سب سے پیچھے سرے وہ جہنم میں جائے گا یہ احوال تھے اُن کی ماں کالی تھی، زیاد نے انہیں بصرہ کا عامل مقرر کیا تھا انہوں نے کوفہ میں وفات پائی۔ نسبہ کے بعد سے اُن کی نسل بصرہ میں ہے۔

حضرت سمرہ بن جنادہ صحابہ میں ایک جابر یہ بھی ہیں ایک قوم نے انہیں پہلا سمرہ گمان کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ابو جابر سمرہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کوفہ میں عبدالملک بن مروان کے زمانے میں قصبا کی سعد نے انہیں مدائن کی لڑائی میں وہاں کے بادشاہوں کی اولاد سے دو غلام دیئے تھے۔ ایک کا نام بزمیہ تھا۔ اور وہ ابو علی بزمیہ ہیں جن سے لوگ روایت کرتے ہیں۔ دوسرے کا نام ابو زہیر تھا۔ اور یہ مطلب بن زیاد بن ابو زہیر کے دادا ہیں۔ جابر نے اُن دونوں کو آزاد کر دیا تھا۔

حضرت ابو محذورہ اُن کا نام سلیمان بن سمرہ ہے۔ بعضوں نے سمرہ بن معیر بن لوازن بن عزیج بن سعد بن جمح بیان کیا ہے۔ اُن کی ماں خزا عیہ تھیں۔ یہ سمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے، اُن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذان دینے کے وقت کہا تھا کہ کیا تمہیں اپنے پیٹ کے پھٹ جانے کا خوف نہیں ہوا؟ اُن کا ایک بھائی تھا جس کا نام انیس بن معیر تھا، بدر کے دن کافر مارا گیا ابو محذورہ حنین کے بعد مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکہ میں اذان دینے پر مقرر کیا تھا۔ آج تک مسجد حرام کی اذان انہیں کے خاندان میں ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ | انصار کے قبیلہ اوس سے ہیں۔ ابو

عبداللہ کنیت کرتے ہیں۔ اُحد اور خندق کی لڑائیوں میں شریک تھے۔ یہ اپنی مونچھ کو خوب صاف کرتے تھے کہ مونٹی ہوتی معلوم ہوتی۔ اور داڑھی بڑھاتے تھے۔ اور زرد خضاب اس میں لگاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان کو زخم ہوا تھا۔ اس کے پھوٹ جانے سے انھوں نے ۳۷ھ میں وفات پائی۔ عمر چھیالیس برس کی تھی۔ اُن کے بھائی رفاعہ بن خدیج صحابی تھے۔ اُن کے چچا طہیر بن رافع اور اُن کا بیٹا اسید بن طہیر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ | یہ جابر بن عبداللہ بن عمر ہیں۔ اُن کے

باپ اُحد کی لڑائی میں مقتول ہوئے۔ جابر اپنی کنیت ابو عبداللہ کیا کرتے تھے۔ عقبہ میں انصار کے ستر آدمیوں کے ساتھ یہ بھی شریک تھے۔ اور سب سے چھوٹے تھے۔

بعض روایتوں میں اُن سے روایت ہے کہ کنت مینح اصحابی یوم بدر یہ روایت سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اصحاب کبار اس بات پر متفق ہیں کہ یہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔ مدینہ میں ۳۷ھ میں وفات پائی۔ عمر چورانوے برس کی تھی۔ اور اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ نے جو والی مدینہ تھے ان کی نماز جنازہ پڑھائی مدینہ کے صحابیوں میں یہ سب سے پہلے فوت ہوئے ہیں۔ اُن کے دو بیٹے تھے

ایک کا نام عبدالرحمن تھا اور دوسرے کا محمد ان دونوں سے حدیث روایت کی جاتی ہے۔ مگر دونوں حدیث میں ضعیف شمار ہوتے ہیں۔

یہ دوسرے صحابی ہیں۔ یہ بہت ہی کم حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی

یہ انصاری ہیں۔ ان کی ماں امّ سلیم بنت ملحان ہیں جو

حضرت انس بن مالک رضی

ابو طلحہ رضی کی بی بی تھیں ان کے بھائی براء بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں روایت کرتے ہیں، حضرت انس رضی کی ماں ان کو جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے آپ کی خدمت میں لے آتی تھیں۔ اُس وقت ان کی عمر آٹھ برس کی تھی۔ اُس وقت سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تک خدمت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی تھی اور فرمایا تھا۔
”اے اللہ اس کو مال و اولاد دے اور اُن میں برکت دے“

انس رضی کا بیان ہے کہ میں انصاری میں سمجھوں سے مال اور اولاد میں بڑھا ہوا ہوں۔ اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ حجاج کے بصرہ آنے کے وقت تک ان کی اولاد سے کچھ اوپر ایک سو بیس مرد وہاں آتے۔

حمازی کا بیان ہے کہ بصرہ والوں میں سے تین آدمی ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے مرنے سے پہلے ایک سو صلیبی اولاد دیکھی ہیں، ایک خلیفہ بن بکر دوسرے ابو بکرہ، تیسرے انس بن مالک رضی، انس کی عمر بہت ہوتی۔ بصرہ کے صحابیوں میں سے انھوں نے سب سے پیچھے قضا کی ہے۔ ان کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی اور بعض نے حجاج کے مرنے سے دو برس پہلے ۹۳ھ

بتایا ہے انس کی اولاد سے نصر، عبداللہ، موسیٰ اور مالک حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ محمد بن سیرین انسؓ کے غلام تھے، سیرین کے باپ نے انہیں مکاتب بنایا تھا۔ انہی کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

یابی الجواب فما یراجع ہبیتہ فالسا تلون نواکس الاذقان

ہدی التقی وعر سلطان التقی

فہو المطاع ولیس واسلطان

حضرت عمران بن حصین غزاعیؓ | یہ ابو نجید کنیت کیا کرتے تھے قدیم الاسلام تھے متعاویہ کی خلافت میں بمقام بصرہ ۵۲ھ میں انتقال کیا۔

حضرت اُمّہ باہلی | یہ صدی بن عجلان ہیں حضرت علیؓ کے ساتھ معرکہ صفین میں شریک

تھے شام میں سکونت اختیار کی تھی۔ صحابہ میں سمجھوں سے پیچھے وفات پائی ہے ۸۶ھ میں اُن کا انتقال ہوا ہے۔ اُن کی عمر اکیانوے برس کی تھی۔ وہ اپنی ڈاڑھی زر و رنگ میں رنگا کرتے تھے۔ اُن کے سوا انصار میں ابوامامہ اسعد بن زرارہ اور ابوامامہ حارثی ثعلبیہ بن سہل بھی ہیں۔

حضرت عکراش بن ذویبؓ | یہ بنی تمیم کے قبیلہ نزال بن مرہ بن عبید سے تھے۔

ان کو اپنے مالوں کی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتا تھا۔ واقعہ جمل میں یہ حضرت عائشہؓ کے شریک تھے، یہ جب اس واقعہ سے قریب المرگ یا زخمی بلائے گئے تو احف نے جو اُن کے گروہ سے تھے کہا، یہ ابھی مرنا چاہتے ہیں اور اُن کی ناک پر بہت زور سے مارا،

یہ اس کے بعد سو برس تک زندہ رہے۔ اور زخم بھی رہا۔ یہ ابوالصہب کسبت کیا کرتے تھے، اُن کی اولاد عبداللہ، عبید اللہ اور عبداللہ بن عبید اللہ اپنے باپ کے رجب وہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

”یہ اُونٹ زمین میں سوتے ہیں اور یہ کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا تناول کیا ہے۔ اور انہی کے بارے میں ابوالنضر مولیٰ عبدالاعلیٰ نے یہ اشعار کہے ہیں۔

قل لسوار اذا ماجئته وابن علائہ

جب تم سوار اور ابن علائہ کے پاس جاؤ تو اس سے کہنا

زاد فی الصبح عبید اللہ او تادئتلہ

صبح کے وقت عبید اللہ نے تین میخ اور زیادہ کر دیئے

عبید اللہ کی ذریت بصرہ میں ہے۔ انھیں کا قول ہے۔

زمن نخوتون و وارث شغون فلا تائن الخوون

زمانے خاتن ہیں اور وارث منتظر ہیں۔ اب تم کو لازم ہے کہ خاتنوں

سے بچے رہو۔

وکن وارث الشغون

اور منتظر وارث بنو

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ | یہ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی خدیجہ بنت خویلد کے بھتیجے ہیں۔

اُن کا بیان ہے کہ سال فیل سے ۱۳ برس پہلے میں پیدا ہوا تھا۔ اور

جب حضرت عبدالمطلبؑ نے اپنے بیٹے عابد کو ان کے نام پر نذر قبول ہونے کے وقت ذبح کرنا چاہا تھا، اس وقت میں سمجھا رہا تھا یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پانچ برس پہلے کا ہے، یہ فجار کی لڑائی میں اپنے باپ کے ساتھ شریک تھے۔ اور اسی واقعہ میں ان کے باپ حزام مقتول ہوئے۔ یہ اپنی کنیت ابو خالد کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے۔ اور اسی روز ان کے بیٹے بھی اسلام لائے تھے، اور وہ ہشام، خالد اور عابد ہیں۔ اور سمجھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے۔ اور روایت بھی کرتے ہیں۔

حکیم بن حزام اسلام کے قبل ساٹھ برس زندہ رہے اور اسی قدر یہ اسلام میں یہ مولفۃ القلوب میں سے تھے۔ اس کے بعد اسلام میں مضبوط ہو گئے، مدینہ میں ۵۴ھ میں انتقال کیا۔ انھوں نے اپنا گھر ساتھ ہزار دینار میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچا تھا۔ اس پر لوگوں نے ان کو کہا کہ معاویہؓ نے تم کو ٹھگ لیا۔ انھوں نے کہا۔

”واللہ میں نے اس گھر کو جاہلیت کے زمانے میں صرف ایک مشکیزہ شراب کے بدلے میں لے لیا تھا۔ تم لوگ گواہ رہو کہ اس کو خدا کی راہ میں دے دیا۔ اب تم لوگ خیال کرو کہ کون کھائے میں رہا۔“

حضرت حلیط بن عبد العزیٰ | یہ بنی عامر بن لوی کے قبیلہ سے تھے۔

ان کی عمر بھی ایک سو برس کی تھی۔ ساٹھ برس زمانہ جاہلیت میں اور ساٹھ برس اسلام میں۔ زمانہ خلافت معاویہؓ مدینہ میں ۵۴ھ میں انتقال کیا۔ ان کی ذریت باقی ہے۔ انھوں نے اپنا گھر معاویہؓ کے ہاتھوں چالیس

ہزار دینار میں بیچا تھا۔ حضرت معاویہؓ نے اُن سے کہا: چالیس ہزار دینار
اکھوں نے کہا جو شخص پانچ شخصوں کا متکفل ہو اس کے لئے چالیس ہزار
کیا حقیقت رکھتا ہے؟ یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے اس کے بعد بچے
مسلمان ہو گئے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ | یہ انصاری تھے۔ اپنی کنیت ابو الولید
کیا کرتے تھے، ان کی ماں فرلیحہ بنی

خزرج کے قبیلہ سے تھیں، قدیم الاسلام تھے۔ مگر کسی لڑائی میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہیں ہوئے، کیونکہ نامرد تھے، اُن کی
پیشانی میں بال تھے۔ جن کو دونوں آنکھوں کے درمیان چھوڑے رہتے تھے اپنی
زبان سے ناک کے سر کو چھو لیتے تھے۔ ساٹھ برس جاہلیت کے زمانہ میں زندہ
رہے اور اسی قدر اسلام میں۔

باریہ قبیلہ، ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کی بہن شیرین
سے اُن کا لڑکا عبدالرحمن تھا، وہ عبدالرحمن شاعر تھے۔ اُن کا لڑکا سعید
تھا۔ اُن کی ذریت باقی نہیں رہی۔ اوس بن ثابت اور ابی ثابت اُن کے دو
بھائی تھے۔ اوس کا بیٹا اشداد تھا، جس سے لوگ حدیث روایت کیا کرتے
تھے۔ اشداد میں فلسطین میں ۵۳ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی ذریت بیت المقدس
میں ہے۔ مجملہ اُن کے یعلیٰ بن شداد ہیں، یہ ثقہ ہیں ان سے لوگ روایت
کرتے ہیں، ابی بن ثابت، ابی شیخ کے نام سے مشہور تھے۔ بیر معونہ کے
دن مقتول ہوئے۔ اُن کے کوئی اولاد نہ تھی۔

واقفی کا بیان ہے کہ اس طبقہ کے معمر لوگوں سے جنہوں نے ۵۴ھ میں
انتقال کیا سعید بن بربرہ ابوہریرہ تھے، جن کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔

اور مخرمہ بن نوفل جن کی عمر ایک سو پندرہ برس کی تھی ۔

ابو طریف اپنی کنیت کیا کرتے تھے، بہت لمبے تھے، جب

حضرت عدی بن حاتم طائیؓ

گھوڑے پر سوار ہوتے تو ان کے سر زمین سے لگ جاتے تھے۔ یہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ جب انھوں نے کچھ بے التفاتی کی۔ تو انھوں نے ان سے کہا ”مجھے تم پہچانتے نہیں ہو؟“ انھوں نے کہا۔ میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں جب لوگ کافر تھے اس وقت تم ایمان لاتے تھے۔ جب لوگ نہ جانتے تھے اس وقت تم نے جانا تھا۔ جب لوگوں نے عہد شکنی کی تھی اس وقت تم نے عہد کو پورا کیا تھا۔ جب لوگ اعراض کرتے تھے اس وقت تم متوجہ تھے، انھوں نے کہا۔ بس کیجئے امیر المومنین بس کیجئے۔

حضرت علیؓ کے ساتھ حمل کی لڑائی میں شریک تھے، اسی میں ان کی آنکھ پھوٹ گئی تھی اور محمدؐ ان کا لڑکا مارا گیا تھا۔ اور دوسرا لڑکا خارجیوں کے ساتھ صفین کی لڑائی میں بھی حضرت علیؓ کے ساتھ شریک تھے، مختار کے زمانے میں ایک سو بیس برس کی عمر میں انھوں نے انتقال کیا۔ وصیت کیا تھا کہ مختار میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے۔ ان کی ذریت صرف دو بیٹوں اسدہ اور عمرہ سے باقی ہے۔

حاتم طائی کی ذریت عبداللہ بن حاتم کے سلسلہ سے جاری ہے اور وہ لوگ نہر کربلا میں مقیم ہیں۔

یہ وفد (ڈپوٹیشن) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

حضرت عمرو بن مسطح طائیؓ

آئے تھے، انھیں کے بارے میں امراء القیس کا یہ شعر ہے۔

رب رام من بنی ثعل

مخرج کفیه من ستره

بنی ثعل کے بعض تیر انداز ایسے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھوں کو پردہ سے نکالتے ہیں ایک سو پچاس برس زندہ رہے، مجھے یہ نہ معلوم ہوسکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے انھوں نے انتقال کیا یا آپ کے بعد۔

یہ نوفل بن معاویہ بن عمرو دلی ہیں۔ اُن کے باپ معاویہ نجار

حضرت نوفل بن معاویہ رضی

کے دن بنی دیل کے مددگار تھے۔ انھیں کے باپ کے دو تالط شرا نے کہا ہے۔

اُن کے بیٹے اسلم بن نوفل اچھے عربی تھے

حضرت ولا عامر ولا النفاثی نوفل رضی

نوفل کی عمر ساٹھ برس جاہلیت میں گزری اور ساٹھ برس اسلام غزوہ خندق کے بعد یہ مسلمان ہوئے تھے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔ مدینہ میں خلافت یزید بن معاویہ میں انتقال کیا۔

غزوہ حنین میں یہ اسلام لائے اور اس میں شریک تھے۔ فتح

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی

مکہ کے دن یہ اشجع کے علمبردار تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ شام چلے گئے تھے۔ اور حمص میں مقیم ہوئے، شروع خلافت عبدالملک تک زندہ تھے، ۳۳ھ میں انتقال کیا۔ ابو عمر اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔

خاندان نصر بن معاویہ
بن بکر ہوازن سے تھے

حضرت مالک بن عوف نصریؓ

حنین کی لڑائی میں مشرکوں کے سردار تھے، اس کے بعد اسلام لاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی قوم کا عامل بنایا تھا اور اُن کو سواؤنٹ عنایت فرمائے تھے۔ یہ مؤلفۃ القلوب سے تھے، ان کی ذریت باقی ہے۔

حضرت حارث بن عوفؓ

یہ قبیلہ بنی مرہ بن نثبہ سے تھے، ابواسماء کنیت کیا کرتے تھے وحس کی لڑائی میں باربرداری کا کام ان کے سپرد تھا، احزاب کی لڑائی میں یہ بھی مشرکوں کے سردار تھے۔ اس کے بعد مسلمان ہوتے اور اسلام میں پگے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ ایک انصاری کر دیا تھا کہ اُن کے پڑوس کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دے، لیکن ان لوگوں نے انصاری کو قتل کر دیا۔ اس کا فدیہ انھوں نے ستر اُونٹ آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے وہ تمام اُونٹ اُن کے وارثوں کو دیدیئے، اُن کی ذریت باقی ہے۔

حضرت معقیب بن ابی فاطمہ دوسی خاندان ازد سے ہیں۔ شروع ہی میں مکہ میں مسلمان ہوئے

تھے۔ پھر ہجرت کر کے ملک حبش چلے گئے تھے، بعضوں کا بیان ہے کہ طین لوٹ گئے۔ پھر ابو موسیٰ اور اشعر یوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حنین میں حاضر ہوئے، خیبر کی لڑائی میں شریک تھے، عثمانؓ کی خلافت تک زندہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کی خدمت پر مقرر تھے حضرت عمر بن خطابؓ کے کاتب تھے اور بیت المال کے خزانچی،

اُن کو جذام کا مرض تھا۔

فاریحہ بن زید کا بیان ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا۔ اپنے نزدیک سے کھاؤ کیونکہ جو بیمار کا تم کو ہے اگر دوسرے کو ہوتی تو میں اس سے بات بھی ایک نیزہ کے فاصلہ سے کرتا۔

حضرت جناب بن ارت قبیلہ سعد بن زید کے خاندان مناة بن تیم سے ہیں، ابو عبد اللہ اپنی

کنیت کیا کرتے تھے۔ یہ قید ہو گئے تھے اور مکہ میں بیچے گئے۔ اُمّ انمار رَام سباع خزاعیہ حلیف بن زہر نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

بعضوں کا بیان ہے کہ اُمّ جناب اور اُمّ سباع بن عبد العزیٰ ایک ہی عورت کا نام ہے، مکہ میں عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھیں۔ حمزہ بن عبد المطلب نے سباع بن عبد العزیٰ سے جن کی ماں اُمّ انمار تھیں۔ کہا، یہاں آوے بیٹے مقطوعہ البظور کے، چونکہ ام انمار نے ان کو آزاد کر دیا تھا اس وجہ سے یہ سباع کے خاندان کی طرف منسوب ہوئے۔ اور بنی زہرہ کے حلیف ہونے کا دعویٰ کیا۔ فقہ تھے اُن کی پشت پر سفید داغ تھے (برص) خارجیوں نے عبد اللہ بن جناب اور اُن کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا، اُن کی لونڈی کا پیٹ چاک کر دیا تھا، وہ اس وقت ایک گاؤں میں مسکن گزین تھے۔ انھیں سببوں سے آنکھوں نے اُن سے لڑائی کرنے کو جائز قرار دیا۔

واقعی کا بیان ہے کہ جناب اپنی کنیت ابو عبد اللہ کیا کرتے تھے۔ کوفہ میں ۳۳ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی عمر تیرہ سٹھ برس کی تھی۔ یا پندرہ برس

کی۔ یہ پہلے شخص تھے جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں دفن کیا تھا۔ صفین سے
سے واپس آکر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی۔ اُن کی ذریت
باقی ہے۔

ابوالیقظان کا بیان ہے کہ یہ
عبید اللہ بن حمید بن زہیر

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی

بن حارث بن اسود بن عبد المطلب بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی
کے غلام اور مکاتب تھے۔ مکہ کی فتح کے دن کتابت کا روپیہ ادا کر دیا
تھا، یہ ازد کے کسی قبیلہ سے تھے جن کو نمر کہتے ہیں۔

عبید اللہ بن حمید بدر کی لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔
واقعی کا بیان ہے کہ یہ قبیلہ بنی اسد عبد العزیٰ کے
حلیف تھے، ابو محسن کنیت کیا کرتے تھے۔ مدینہ میں ۳۳ھ میں انتقال
کیا۔ کوزہ پشت، داڑھی ہلکی اور بدن کے بیڑول تھے۔

دوسروں کا بیان ہے کہ یہ تاجر تھے، غلہ وغیرہ بیچا کرتے تھے انتقال
کے وقت چار ہزار دینار اور درہم وغیرہ چھوڑ گئے تھے۔ سعد بن خولی اُن
کا آقائے نعمت تھا، بدر اور احد کی لڑائیوں میں شریک تھے اور احد کی
لڑائی میں شہید ہوئے۔

اُن کا لڑکا عبد الرحمن بن حاطب اُن سے حدیث روایت کرتا ہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
حدیث روایت کرتا ہے۔ ۶۸ھ میں مدینہ میں انتقال کیا۔ ثقہ اور قلیل
الحديث، یعنی کم حدیثیں روایت کرنے والے تھے۔

شوہر صفوریہ کا رہنے والا ایک یہودی تھا۔ اُس سے اُن کا لڑکا ذکوان پیدا ہوا۔ انہوں نے دعویٰ کر کے اپنا بیٹا بنایا اُس کی کنیت ابو عمر رکھی اور مکہ لے آئے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو اس کے قتل کے وقت فرمایا تھا کہ تو صفوریہ کا رہنے والا یہودی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ولید بن ابی وقاصؓ کے بعد کوفہ کا حاکم بنایا تھا۔ وہاں انھوں نے نشہ کی حالت میں نماز پڑھائی اور کہا میں تم کو زیادہ دوں گا۔ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے یہاں اُن کے شراب پینے کی گواہی دی۔ حضرت عثمانؓ نے صرف معزول کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے زمانے تک برابر مدینہ میں رہے۔ پھر رقبہ چلے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں سے علیحدہ رہے۔ رقبہ کے اطراف میں انتقال کیا۔ اُن کی قبر بلخ میں ہے، اُن کی اولاد کوفہ اور رقبہ میں ہے۔ بمجملہ اُن کے محسن بن عمرو ولید بن عقبہ ہیں۔ اُن کا لقب ذوالثامہ ہے۔ زندقہ مشہور تھے۔

اُن کے بھائی حضرت عمارہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے۔ اُن کی اولاد سے مدرک بن عمارہ ہیں جن سے اسمعیل بن ابی خالد روایت کرتے ہیں۔

اور ان کے بھائی خالد بن عقبہؓ سبھوں میں سردار تھے فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے۔ بنو امیہ کے قبیلہ سے یہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شریک تھے۔

ابو الیقطان ان کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کرتے ہیں: عبداللہ

حضرت عبداللہ بن عامرؓ

بن عامر بن کریم بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس۔ اُن کے باپ عامر بن کریم فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے، حضرت عثمانؓ کی خلافت تک مکہ ہی میں رہے۔ پھر اپنے عامر کے پاس بصرہ چلے گئے۔ وہ وہاں حضرت عثمانؓ کی طرف سے گورنر تھے۔ عامر کی ماں بیضاء بنت عبد المطلبؓ ہیں یہ کمزور تھے۔ اُن کو لوگ عبد المطلب کے پاس لاتے تو انھوں نے ہاتھ پھیر کر کہا۔

”ہاشم کی ہڈیوں کی قسم بنی عبد مناف میں اس سے بڑھ کر کوئی لڑکا نہیں۔“

حضرت عبد اللہ بن عامر کو اُن کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے، آپؐ نے چھوہارے اپنے دہن مبارک سے کچل کر اُن کو چٹا دیئے اور حبیب جمالیؓ لی تو آپؐ نے لعاب دہن اُن کے منہ میں دے دیا یہ نگل گئے۔ آپؐ نے فرمایا یہ پرہیزگار ہو گئے۔ اپنی کنیت ابو عبد الرحمن کیا کرتے تھے۔

انھوں نے تمام فارس، خراسان، سجستان اور کابل فتح کیا۔ بناج نامی ایک دیہات بایا اور اس میں درخت لگاتے، اسی وجہ سے بناج ابن عامر مشہور ہے۔ دو دیہات اور بساتے اس میں درخت لگاتے، نہریں جاری کیں جو عیون ابن عامر کے نام سے مشہور ہیں۔ بناج اور ان نہروں کے درمیان

اے جناب بیضاءؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی تھیں اسی رشتہ سے حضرت عبد اللہ بن عامر کے والد حضور اکرم کے پھوپھی زاد بھائی ہوئے۔ حضرت ابن عامر کے بیٹے عبد الرحمنؓ حضرت حسینؓ کے بہنوئی تھے، سیدہ خدیجہ بنت علیؓ مرثضیٰ رضی اللہ عنہا عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عامر سے بیاہی تھیں (جمہرة الانساب ص ۶۸)

ایک رات کی مسافت ہے۔ مدینہ کے راستہ میں تالاب کھدواتے، پھر سمیٹ کر کھدوایا۔ قباء کے قریب ایک محل بنوایا، اس میں حبشیوں کو کام کرنے کے لئے مقرر کیا۔ لیکن جب وہ مر گئے تو چھوڑ دیا۔ عرفات میں بہت سے حوض بنوائے چھوہائے کے درخت لگاتے، بصرہ میں دو نہریں تیار کرائیں ایک بازار میں، دوسری جو اُمّ عبداللہ کے نام سے مشہور ہے۔ اُمّ عبداللہ ان کی ماں تھیں ان کا نام دجاجہ بنت اسماء بن صلت سلیمی ہے۔ بصرہ میں اُمّ عبداللہ کا حوض انہی کی طرف منسوب ہے۔ انھوں نے بصرہ میں انتقال کیا۔

حضرت عبداللہ بن عامر نے اہلہ کی نہر بھی کھدوادی تھی، کہا کرتے تھے کہ اگر یہ نہر پوری ہو جاتی تو عورت اپنی سواری پر نکلتی اور مکہ تک اس کو سیر روز بازار اور نہر ملا کرتے۔ مکہ میں ان کا انتقال ہوا۔ عرفات میں مدفون ہوئے۔ ان کی ذریت بہت ہے۔ ان کا انتقال معاویہ کے ایک سال قبل ۵۹ھ میں ہوا۔

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔

”جو شخص اپنے مال کی وجہ سے مارا جاوے وہ شہید ہے۔“
اپنا وصی عبداللہ بن زبیر بن کو بنایا۔ ان کی وفات کے وقت ابن عمرؓ آئے تو لوگوں نے عرفات میں حوض وغیرہ بنوانے کی وجہ سے ان کی تعریف کی ابن عمرؓ نے کہا جب مزدوری پاک ہوتی ہے تو خرچ بھی حلال ہوتا ہے۔ اب تم جلتے ہو وہاں معلوم ہی ہو جاتے گا۔

حضرت عثمان بن عفانؓ کی ماں بنت
آل کریم کے آزاد غلام | اردی بنت کریم رضی اللہ عنہا کی ماں بنت

اُن کا نام عبد الملک ہے، ابو عبد النعیم کنیت کیا کرتے تھے، ایک دن لوگوں نے
طوئیں کو کنکری کی جگہ خوشبودار شکر سے جمروں کو مالتے ہوتے دیکھا۔ پوچھا
کہ یہ کیا معاملہ ہے، انھوں نے کہا کہ شیطان کے مجھ پر کچھ احسان ہیں اب میں
اُس کو ادا کرتا ہوں۔

حضرت ذوالبیدینؓ | یہ عمیر بن عبد عمرو ہیں، قبیلہ خزاعہ سے تھے،
ابو مسد کنیت کیا کرتے تھے چوں کہ دونوں
ہاتھوں سے برابر طور کام کر لیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے اُن کو ذوالبیدین کہتے
ہیں اور ذوالشمالین بھی۔

بعضوں کا بیان ہے کہ اُن کا نام خرباق تھا اور اُن کے دونوں ہاتھ
لاٹے تھے۔ یہ وہی ہیں کہ جن کا حدیث میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھنے کے بعد بات کی تھی، پھر بقیہ نماز ادا فرمائی
تھی۔ وہ ذوالشمالین نہیں ہیں جو بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے۔

حضرت ذوالنجا دینؓ | یہ عبد اللہ بن عبد نہم ہیں۔ اُن کا نام ذوالنجا دین
اس وجہ سے پڑا کہ جب یہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے لگے تو اُن کی ماں نے اُن کی بنجا در چادر
کو دو ٹکڑے کر کے دیا کہ ایک ٹکڑے کا چادر بناؤ اور دوسرے کا تہبند۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انتقال کر گئے۔

حضرت ابو عمیر مولیٰ ابی اللحم غفاریؓ | ابو اللحم کے آزاد غلام
تھے، رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ابو اللحم چونکہ بتوں پر چڑھاتے ہوتے
جانوروں کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ اس وجہ سے اُن کا نام ابو اللحم پڑا۔

عمیر کا بیان ہے کہ حنین کی لڑائی میں میں شریک تھا اور غلام تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک تلوار اور کچھ اسباب خانہ داری عنایت کئے تھے اور غنیمت میں میرا حصہ مقرر نہیں فرمایا تھا۔

حضرت جحاہ غفاریؓ | یہ سعید غفاریؓ کے بیٹے ہیں، فقراء مہاجرین میں سے تھے۔ حضرت

عمرؓ کی مزدوری کیا کرتے تھے، حضرت عثمانؓ کی لاکھٹی کوپانے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا تھا۔ جس کی وجہ سے اُن کے گھٹنے پر زخم ہو گیا تھا۔

جب یہ مسلمان نہیں ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت کھانا کھا گئے تھے۔ پھر مسلمان ہونے کے بعد کھانا تو کم کھایا، آپؐ نے فرمایا کہ مسلمان ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافرسات آنتوں میں کھاتا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ | ابویاس کنیت کیا کرتے تھے، یہ تیر انداز تھے۔ ۳۴ھ میں انتقال

کیا، اُن کی عمر اسی برس کی تھی۔

اُن کے بھائی اہوان بن اکوع سے بھیڑیے نے بات کی تھی، واقدی کا بیان ہے کہ جن سے بھیڑیے نے بات کی تھی وہ اہبان بن اکوع سلمی تھے اہبان مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ معاویہؓ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انھوں نے انتقال کیا۔

ایاس بن سلمہ ان کے بیٹے ابوبکر کنیت کیا کرتے تھے۔ مدینہ میں ۱۱۰ھ میں انتقال کیا۔ عمر ستر برس کی تھی۔

حضرت شرجیل بن حسنہ

اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں، ان کے والد عبداللہ بن مطاع بن عمر

یمن کے رہتے والے بنی زہرہ کے حلیف تھے۔ ابوعبداللہ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ عمواس کے طاعون میں شام میں ۱۸ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی عمر چونتیس برس کی تھی۔

حضرت عبداللہ بن جحینہ

اپنی ماں، جحینہ بنت حارث بن مطلب کی طرف منسوب ہیں۔ اُن کے باپ

مالک قبیلہ ازد سے تھے۔

حضرت حفاف بن ندر

اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں اور وہ کالی تھیں، اُن کا عرب

کے حبشیوں میں شمار ہے، اُن کے باپ عمیر بن حارث بن مشرک سلمی ہیں شاعر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ کی لڑائی میں شریک تھے، اور بنی سلیم کے علمبردار تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ ہے۔

حضرت ابولبابہ انصاری

بُبابہ اُن کی لڑکی تھی، اسی کے ساتھ کنیت کیا کرتے تھے، جن کا عقد زید

بن خطاب سے ہوا تھا۔ اُن سے بشیر بن منذر پیدا ہوئے تھے۔

بعضوں نے رفاعہ بن منذر بیان کیا ہے۔ ابولبابہ کا انتقال حضرت عثمان کے بعد ہوا ہے اور بعضوں کا بیان ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قبل۔ اُن کی ذریت اُن کے بیٹے سائب سے باقی ہے۔

حضرت برابر بن عازب انصاری

یہ ابی بردہ بن نیاز کے بھانجے تھے، ان کا نام ہانی ہے

قبیلہ قضاعہ سے تھے، ابی بردہ کی اولاد باقی ہے، براء کے دو بیٹے تھے جن سے روایت کی جاتی ہے۔ یزید بن براء اور سوید بن براء، سوید عمان کے حاکم تھے اور اچھے حاکم تھے۔

یہ قبیلہ عجلان کے خاندان قضاعہ سے تھے۔ ایک سو پندرہ برس کی عمر میں خلافت

حضرت عامر بن عدیؓ

معاویہ میں انتقال کیا۔ اُن کے بھائی معن بن عدی تھے۔ اُن کی اولاد باقی ہے۔ یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

اُن کی اولاد سے ابوالبراح بن عامر بن عدی عجلانی، علیہ لقب اور ابو عمر کنیت کیا کرتے تھے۔ اُن سے حدیث روایت کی جاتی ہے۔ ۱۱۷ھ میں انتقال کیا۔ عمر چوراسی برس تھی۔

ان کا نام عبدالرحمن تھا، قبیلہ خزرج سے تھے۔ قبل اسلام کے عربی زبان

حضرت ابو عبس بن جبرؓ

میں لکھا کرتے تھے۔ ۳۴ھ میں انتقال کیا۔ بقیع میں مدفون ہوئے، مہندی کا خضاب کیا کرتے تھے۔ اُن کی اولاد مدینہ میں بہت ہے اور کچھ بغداد میں ہے۔

قبیلہ خزرج سے تھے ابو صالح کنیت کیا کرتے تھے۔ مدینہ

حضرت خوات بن جبر بن نعمانؓ

۳۴ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی اولاد باقی ہے، اُن کے بھائی عبداللہ بن جبر اُحد کی لڑائی میں تیز پھینکنے والوں کے سردار تھے اسی دن شہید ہوئے اُن کی اولاد باقی نہیں رہی۔

حضرت ابو لیسر رضی | نام کعب بن عمرو ہے، انصاری تھے، ناٹے اور
توند والے تھے۔ یہ حضرت عباس بن عبد المطلب

کو بدر کی لڑائی میں قید کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے۔
معاویہ رضی کی خلافت میں ۵۵ھ میں انتقال کیا ان کی اولاد مدینہ میں ہے۔

حضرت ابو مرثد غنومی رضی | ان کا نام کناز بن حصین ہے۔ قبیلہ غنی سے
تھے۔ حمزہ بن عبد المطلب کے ہمسن تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور عبادہ بن صامت کے اور
ان کے بیٹے مرثد اور عبادہ بن صامت کے بھائی کے درمیان بھائی چارہ
کرایا تھا۔ یہ بہت لمبے تھے، اور ان کے سر میں بہت بال تھے۔ حضرت ابو بکر رضی
کے زمانے میں ۱۲ھ میں انتقال کیا، ان کی عمر تریسٹھ برس تھی۔ ان کے
بیٹے مرثد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں رجیع کی لڑائی
میں شہید ہوئے۔ اُس وقت وہ شکر کے سردار تھے۔

حضرت مسطح بن اثاثہ رضی | یہ مسطح بن اثاثہ بن عبادہ بن مطلب
بن عبد مناف تھے۔ ابو عبادہ اپنی کنیت

کیا کرتے تھے۔ بدر، اُحد اور سب لڑائیوں میں شریک ہے۔ حضرت ابو بکر رضی ان
کو مشاہرہ دیا کرتے تھے۔ انھوں نے حضرت عائشہ رضی کو صفوان کے ساتھ
تہمت لگائی تھی۔

حضرت سویبط رضی | یہ سویبط بن سعد بن حرمہ قبیلہ عبد الدار بن
قصی سے تھے، بدر اور اُحد کی لڑائی میں شریک

تھے۔ یہ مذاق بہت کیا کرتے تھے۔ ان کے قصہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور آپ کے اصحاب بہت ہنستے تھے۔

اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک دفعہ تجارت کے لئے بصرہ گئے۔ انہی کے ساتھ نعیمان بھی تھے۔ اور یہ بدری تھے۔ نعیمان کے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں رہا کرتی تھیں۔ انھوں نے اُن سے کھلانے کو مانگا۔ انھوں نے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آنے دو۔ انھوں نے کہا۔ ”دیکھو ہم تم کو پھنسا دیں گے۔“ وہاں پر سے کچھ لوگ جا رہے تھے۔ انھوں نے اُن سے کہا۔ دیکھو وہ غلام تم سے کہے گا کہ میں آزاد ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ جب وہ یہ کہے تو تم چھوڑ دو؟ انھوں نے کہا۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ ہم ضرور خریدیں گے۔ انھوں نے کہا کہ دس اونٹوں کے بدلے میں خریدو، وہ لوگ اونٹ لے کر آئے اور نعیمان کے گھلے میں رسی باندھ دی۔ نعیمان نے کہا۔ یہ تم لوگوں سے مذاق کرتا ہے۔ میں آزاد ہوں، ان لوگوں نے کہا۔ ہمیں تمہاری حالت پہلے ہی سے معلوم ہے۔ اور نعیمان کو لے کر چلے گئے۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اُن کو حالت معلوم ہوئی تو نعیمان کو اونٹ واپس کر کے لے آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ لوگ واپس آئے تو یہ قصہ بیان کیا۔ آپ اور آپ کے اصحاب اس قصہ کو سن کر بہت ہنسے۔

نعیمان بھی بہت مزاح کرتے تھے۔ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار دفعہ شراب پینے کی وجہ سے حد ماری تھی۔

ایک مرتبہ یہ مخزومہ بن نوفل نابینا کے پاس گئے۔ انھوں نے کہا کوئی آدمی مجھ کو ہاتھ پکڑ کر پیشاب کرا لانا؟ انھوں نے ہاتھ پکڑا اور مسجد میں لے گئے۔ اور کہا۔ یہاں پیشاب کرو۔ انھوں نے وہاں پر پیشاب کیا۔ لوگوں نے دیکھا تو ڈانٹا، انھوں نے کہا مجھے یہاں کون لے آیا؟ لوگوں نے کہا نعیمان، انھوں نے کہا اس لاشھی سے ہم اس کو ضرور ماریں گے۔ جب یہ خبر نعیمان کو

ملی تو وہ اُن کے پاس آتے اور کہا تم کو نعیمان سے کچھ ضرورت ہے؟ اُنھوں نے کہا ہاں، یہ اُن کو لے کر عثمانؓ کے پاس آتے۔ حضرت عثمانؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ اُنھوں نے کہا۔ یہی نعیمان ہے۔ اُنھوں نے لاکھٹی ہاتھ میں لی اور ایک لاکھٹی ماری۔ لوگوں نے کہا۔ یہ امیر المومنین ہیں۔ اُنھوں نے دریافت کیا کہ مجھے یہاں کون لے آیا؟ لوگوں نے کہا نعیمان، اُنھوں نے کہا اب نعیمان کے پاس میں کبھی نہیں جاؤں گا۔

حضرت وحیہ کلبیؓ | یہ وحیہ بن خلیفہ بن عامر بن خزرج ہیں، شروع ہی میں مسلمان ہوئے تھے۔ بدر

کی لڑائی میں شریک نہیں تھے۔ خوبصورتی کی وجہ سے جبریل علیہ السلام سے مشابہ تھے۔ جب مدینہ میں نکلتے تو نوجوان عورتیں اُن کو دیکھنے کو نکل پڑتیں۔ حضرت معاذؓ یہ رض کے زمانہ تک زندہ رہے۔

حضرت عرابہ اوسیؓ | یہ عرابہ اوس بن قیسی ہیں۔ جن کی تعریف شامخ نے اس شعر میں کی ہے۔

رأیت عرابۃ الاوسی دیمو

الى الغایات منقطع القرین

میں نے عرابہ اوس کو انتہائی حد تک بلند مرتبہ اور بے مثل پایا

یہ اُحد کی لڑائی میں حاضر ہوتے تھے مگر حقیر سمجھ کر واپس کتے گئے۔

حضرت وحشی قاتل حمزہؓ | یہ وحشی بن حرب ہیں۔ ابوہریرہؓ کینیت کیا کرتے تھے۔ یہ مکہ کے حبشی اور حبیر

بن مطعم کے غلام تھے، حضرت حمزہؓ کو قتل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلمان ہو کر حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا۔ تم ہم سے پوشیدہ رہو

اُن کا بیان ہے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ میں دیکھتا تو علیحدہ ہو جاتا یہ شام چلے گئے تھے اور حمص میں سکونت اختیار کی تھی شراب پیا کرتے تھے، اور کسم کارنگا ہوا کپڑا پہنا کرتے تھے۔ یہ پہلے شخص ہیں جن کو شراب پینے کی علت میں ملک شام میں حد ماری گئی تھی، اُن کی اولاد شام میں ہے

قبیلہ ہذیل سے تھے، مسلمان ہو کر اپنے وطن واپس لوٹ گئے تھے۔ پھر بصرہ

حضرت حمل بن مالکؓ

آتے اور وہاں ایک مکان تعمیر کیا، وہ گھرانے کے بعد عمر بن مہران کا تب کو ملا۔

بیٹے مسعود کے، دونوں قبیلہ سلیم سے تھے۔ مجالد بہت لنگڑے تھے مجاشع

حضرت مجالد و مجاشعؓ

مہاجرین سے ہیں۔ مجاشع اپنے بھائی کو بیعت کرانے کی غرض سے بعد فتح مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتے۔ آپ نے فرمایا، "فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے"

مجاشع کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام "دباء" تھا۔ جس پر وہ گھوڑ دوڑ کیا کرتے تھے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ ایک بازی میں انھوں نے پچاس ہزار درہم جیتے تھے۔ حمل کی لڑائی میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ شریک تھے۔ اسی میں مارے گئے، اُن کی اولاد بصرہ میں ہے۔

ان سے اور عامر بن طفیل سے ناچاقی

حضرت علقمہ بن علاثرؓ

تھی۔ اعشی نے اسی باسے میں کہا ہے

(علقمہ ما انت الی عامر) "اے علقمہ تو عامر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا"

وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور اسلام لائے۔ پھر مرتد ہو کر قیصر کے پاس چلے گئے، پھر واپس آئے اور مسلمان ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اُن کو حوران کا حاکم بنایا تھا۔ وہیں وفات پائی۔

یہ لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب ہیں۔

حضرت لبید بن ربیعہ رضی

بنی کلاب کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو کر اپنے وطن کو واپس چلے گئے۔ مسلمان ہونے کے بعد انھوں نے پھر شعر نہیں کہا۔ اس کے بعد یہ اور اُن کے بیٹے کوفہ آئے۔ ان کے بیٹے دیہاتوں میں چلے گئے اور یہ براہِ کوفہ ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ وہیں انتقال کیا۔ اور بنی جعفر بن کلاب کے میدان میں مدفون ہوئے۔ جس دن معاویہؓ، حسن بن علیؓ سے صلح کے لئے تخیلیہ میں ٹھہرے تھے اسی دن اُن کا انتقال ہوا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ بعد اس کے عمران کی ایک ستاون برس کی تھی

بعضوں کا بیان ہے کہ یہ لقیط بن صبرہ ہیں۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ یہ لقیط

حضرت اقد بن منتفق رضی

بن عامر بن منتفق ہیں۔ خاندان عقیل سے تھے کنیت ابو زین کیا کرتے تھے۔ تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ یہ عقیلی ہیں۔

یہ اپنے باپ کے بڑے بیٹے تھے۔ اُن کے باپ

حضرت مکنف بن زید الجہلی طائی رضی

انہی کے نام سے کنیت کیا کرتے تھے۔ مسلمان ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔ روت کی لڑائی میں خالد بن ولیدؓ کے ساتھ

شریک تھے۔ اسی طرح اُن کے بھائی حرث بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور ردت کی لڑائی میں شریک تھے۔

زید خیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُن کا نام زید خیر رکھ دیا۔ اور دوزمیلیں اُن کے لئے علیحدہ کر دیں مدینہ میں اس زمانے میں وبا تھی، جب یہ جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اُمّ بلدّم (بخار) سے نجات نہیں پائیں گے۔ چنانچہ جب وہ اپنے شہر میں پہنچے تو انتقال کر گئے۔ حماد اور یہ مکف کے آزاد غلام تھے۔

ان کا نام معد یکر ب بن قیس ہے۔
بالوں کی پرانگی کی وجہ سے اُن کا

حضرت اشعث بن قیسؓ

نام اشعث پڑا۔ قبیلہ کنزہ سے تھے۔ قبیلہ مراد نے اُن کے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ یہ اپنے باپ کا بدلہ لینے چلے تو قید ہو گئے آخر تین ہزار اونٹ دینے پر رہائی ہوئی۔ قبیلہ کنزہ کے وفد میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ستر آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد یہ حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کرنے پر راضی نہیں ہوتے۔ اس لئے حضرت ابو بکرؓ کے گماشتہ اُن سے لڑے، آخر شپناہ مانگی، اس نے اُن کو امن دیا کہ ان کے پاس بھیج دیا۔ انھوں نے اُن سے دو باتوں کی فرمائش کی، ایک تو یہ کہ مجھے جزیرہ پر بحال رہنے دیجئے، دوسرے اپنی بہن اُمّ فرہ سے عقد کر دیجئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اُن کی دونوں فرمائشیں پوری کر دیں۔ انہیں انتقال کر گئے۔

اُن کے پوتے عبدالرحمن بن محمد اشعث نے حجاج پر چڑھائی کی تھی علماء

اور قرار اُن کے ساتھ ہو گئے تھے۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی | فتح مکہ کے بعد یہ مسلمان ہوئے
یرموک کی لڑائی میں حضرت

ابوبکر رضی کی خدمت میں جہاد کرتے ہوئے مارے گئے۔ کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔

حضرت حبر بن عدی رضی | اُن کو حضرت معاویہ رضی نے قتل کرایا
تھا۔ ابو عبد الرحمن کنیت کیا کرتے

تھے۔ وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے
تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ قادیسیہ، جمل اور صفین کی لڑائیوں میں یہ
حضرت علی رضی کے ساتھ۔ حضرت معاویہ رضی نے اُن کو اور چند شخصوں کو دھوکے
سے قتل کر دیا۔ اُن کے دو بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمن بھی شیعہ تھے۔ اُن کو مصعب
بن زبیر رضی نے قید کر کے قتل کیا۔ چھوٹے میں مقتول ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عوسجہ بجلی رضی | اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بنی حارثہ بن عمرو

بن قریظہ کے پاس خط لے کر بھیجا تھا۔ اسلام کی دعوت کی غرض سے، ان لوگوں
نے خط کو دھوکہ ڈول کے پھندے میں پیوند لگا دیا اور اس کا جواب دینے
سے انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو کیا ہو گیا ہے؟ خدا ان
کو عقل سے خالی کرے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ بے وقوف اور واہیات
کلام کرنے والے ہوئے۔

حضرت فیروز دلمی رضی | یہ ان فارسیوں کی اولاد سے ہیں جن کو
کسریٰ نے یمن کی طرف بھیجا تھا۔ اُن لوگوں

نے وہاں سے حبشیوں کو نکال دیا۔ اور خود مالک بن گئے۔ انہوں نے اسود

بن کعب غنسی کو جس نے یمن میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، قتل کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کو مرد صالح فیروز دلیلی نے قتل کیا ہے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور چند حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ان حدیثوں میں اُن کے نام کے ساتھ حمیری بھی ہے، اُن کو حمیری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ انھوں نے حمیر میں سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عثمان رضی کی خلافت میں انتقال کیا۔

حضرت عجلانی رضی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور اُن کی بی بی کے درمیان لعان کرایا تھا۔ اُن کا نام عمور بن حارث ہے۔ عکرمہ کا بیان ہے کہ لعان کے بعد جو لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اُس کو میں نے مصر کا حاکم دیکھا تھا۔ وہ اپنے باپ کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا تھا۔

عباس بن مرواس سلمیٰ رضی | فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے فتح مکہ کے دن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نو سو سے زیادہ نیزے اور زر ہیں گھوڑے پر سیکر حاضر ہوئے تھے، یہ مکہ اور مدینہ میں نہیں رہا کرتے تھے بلکہ اپنے وطن کو لوٹ جایا کرتے تھے۔ حلیمہ اُن کا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ حدیثیں روایت کرتا ہے۔

حضرت ابو بزرہ سلمیٰ رضی | اُن کا نام عابد بن فضلہ ہے اور بعضوں کا بیان ہے کہ فضلہ بن عبد اللہ خراسان کے جہاد میں شریک اور شہید ہوئے۔

حضرت فرات بن حیان رضی | قبیلہ عجل کے خاندان بنی سعد کے جماعت حنظلہ بن ثعلبہ بن سیار

سے تھے۔ یہ راستوں سے بہت واقف تھے۔ قریش کے قافلوں کے ساتھ
ملک شام جایا کرتے تھے۔ حسان نے انھیں کے بارے میں یہ شعر کہا ہے۔

فان تلقی فی نظر ابننا و ابنعاشنا
فرات بن حیان فقط دون ہالک

یہ مسلمان ہو گئے اور اپنے اسلام کو آراستہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے خیر کے دن مؤلفۃ القلوب کو دینے سے جب فراغت کی تو فرمایا کہ
”بعض لوگ ایسے ہیں کہ ہم ان کو ان کے ایمان کے سپرد کرتے ہیں انہی میں
فرات بن حیان بھی ہیں“

یہ خشناس بن خلف ہیں ان کے باپ
بنی العنبر کے پہلوان کہلاتے تھے۔ ان کو

حضرت خشناس رضی

آپ نے فرمایا تھا ”تیرا باپ تیرے داہنے پر ظلم نہ کرے“ مالک و عبیدان
کے دو بیٹے ملکوں کے حاکم تھے، مالک کا بیٹا حصین زیاد کی طرف سے ”رمیان“
کا حاکم تھا اور چالیس برس تک حکومت کرتا رہا اور دوسرا بیٹا حرم تھا،
جن کی اولاد سے معاذ بن عمرو تھے۔ رشید کی طرف سے بصرہ کے قاضی تھے
آل خشناس کے آزاد غلاموں میں سے فیروز تھا، عراق میں اُسکی بہت قدر
تھی۔ بہت سے ملکوں کا حاکم تھا۔ ابن اشعث کے ساتھ اُس نے خروج کیا تھا۔
حجاج نے کہا تھا کہ جو کوئی فیروز کا سر لے آئے اُس کو دس ہزار درہم دوں گا۔
فیروز نے کہا جو کوئی حجاج کا سر لے آئے گا اس کو میں لاکھ درہم دوں گا۔ آخر
جب ابن اشعث کو شکست ہوئی تو یہ بھاگ کر خراسان چلے گئے، وہاں یزید
بن مہدی نے گرفتار کر کے اُن کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے اُن سے
کہا اپنا مال بتا دو۔ اُنھوں نے کہا اس شرط پر کہ مجھ کو امن دے۔ اُس نے
کہا نہیں۔ اُنھوں نے پکار کر کہہ دیا کہ جس کے پاس میرا مال ہو اس کو میں نے

بخشدیا۔ مجبور ہو کر حجاج نے اُن کے پٹھوں کو چیرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ تمام جسم کو اُن کے چاک کر دیا۔ اخیر میں سرکہ اور نمک اُن کے بدن پر ڈلوادیا۔ اور وہ مر گئے۔

یہ عیاض بن حماد بن ابی حماد بن ناجیہ بن عقال دارمی ہیں، ابو حماد بن ناجیہ

حضرت عیاض بن حمادؓ

بن عقال دارمی، فرزند شاعر کے دادا صحصحہ بن ناجیہ کے بھائی تھے۔ عیاض نے کفر کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کافر کی چیز ہم نہیں قبول کرتے۔ اُن کی اولاد کی مجھے خبر نہیں یہ منذر بن عاذ ہیں۔ قبیلہ عسیر سے تھے، عمرو بن قیس اُن کے بھانجے تھے اور یہ ربیعہ کی قوم

حضرت اشج عیدیؓ

میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ یہ اس طسج واقعہ ہوا کہ اشج نے اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے وہ واپس آئے اور آپ کی خبر دی تو وہ مسلمان ہو گئے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جن کو خدا پسند کرتا ہے۔ ایک بردباری دوسری جفا۔

یہ بشیر بن عمرو بن عنش بن معلق قبیلہ عبد القیس سے ہیں۔ ابو غیاث کنیت

حضرت جارد و عیدیؓ

کیا کرتے تھے، اُن کا جارد (منہوس) نام اس وجہ سے پڑا کہ یہ اپنے اونٹوں کو بے گریبان میں اپنے ماموں کے پاس بھاگ گئے تھے، اُن کے اونٹوں کو بیماری تھی۔ وہ بیماری اُن کے ماموؤں کے اونٹوں میں پھیل گئی۔ اور وہ مر گئے۔ اسی وجہ سے کسی شاعر نے کہا ہے۔ کاجرد الجارد بکر بن وائل۔

جارود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہوتے تھے۔ پھر عقبۃ الطین میں اُن کو دشمن نے قتل کر دیا۔ اسی وجہ سے اُن کا نام عقبۃ الجارود پڑا۔ عبداللہ بن جارود اُن کے بیٹے تھے، ماناٹے ہوئے کی وجہ سے "طیر النفاق" کہلاتے تھے۔ قبیلۃ عبدالقیس کے سردار تھے۔ کوفہ اور بصرہ کے تمام قبیلوں نے جمع ہو کر "ستقباں" میں اُن کو اپنا سردار بنا کر حجاج سے لڑائی شروع کی۔ آخر شحجاج فتح یاب ہوا۔ اور اُن کو دار پر کھینچا اُن کا دوسرا بیٹا منذر بن جارود علی رضی کی طرف سے اصطخر کا حاکم تھا، منذر کا بیٹا حکم عبدالقیس کا سردار تھا۔ کذاب حرمانی نے اہنی کی شان میں کہا ہے۔

یا حکم بن المنذر بن الجارود	سراوردق الحمد علیک ممدود
اے حکم بن منذر بن جارود	بزرگی کے پرے تجھ پر کھلے ہیں
انت الجواد بن الجواد الممدود	بنت فی الجواد و فی بیت الجود
تو اچھے سخی کا سخی بیٹا ہے	تمنے سخاوت اور اس گھر پر پڑ شریانی ہے

والعود قد نبت فی اہل لعود

عود (خوشبودار لکڑی) کی جڑ میں عود ہی پیدا ہوتا ہے

ابو غیلان کنیت تھی، حجاج کے قید خانہ میں، جو دیہاس مشہور ہے انتقال کیا۔

وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے

حضرت صحار بن عباس عبدیؓ

تھے، بہت بڑے خطیب (لیکچرار) تھے۔ بدن سرخ اور آنکھیں زرد تھیں۔ معاویہ رضی نے اُن کو ارزق (زرد آنکھ والے) کہہ کر پکارا، انھوں نے کہا۔ ارزق باز ہوتا ہے۔ پھر کہا اے احمر (سرخ رنگ والے) انھوں نے کہا سرخ رنگ سوہنا ہوتا ہے، یہ عثمانی تھے۔ چونکہ عبدالقیس شیعہ تھے، انھوں نے اُن

کے خلاف کیا۔ جعفر بن زید کے دادا تھے۔ جعفر فاضل اور برگزیدہ عابد تھے۔
 صحابہ نے دو یا تین حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں
 قبیلہ بنی اسد سے تھے، رسول اللہ صلی
حضرت عزیم بن فاتک رضی
 اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے

ہوتے اور ان سے روایت کرتے ہیں۔

ان کے بیٹے ایمن بن عزیم شاعر میر و ص تھے، بنی مروان کے قصہ گو
 اور خانہ ماں تھے مصنف کہتے ہیں کہ مجھ سے سہل بن محمد نے بیان کیا کہ
 ان سے احمعی نے، ان سے ابو زکریا حبیطی نے، ان سے ان کے باپ نے کہ
 عبد الملک بن مروان نے ایمن بن عزیم سے کہا کہ تمھارے باپ اور چچا دونوں
 صحابی تھے۔ تم یہ مال مجھ سے لو اور ابن زبیر سے جا کر لڑو۔ انھوں نے اس سے
 انکار کیا۔ اور کہا۔

ولست بقاتل رجلا یصلی
 علی سلطان آخر من قریش
 دوسرے شخص کی بادشاہت کیلئے میں قریش کے ایسے آدمی سے جو نماز پڑھتا
 ہے ہرگز نہیں لڑ سکتا۔

لہ سلطانہ و علی وزرے
 معاذ اللہ من سفر و طیش
 اسکی تو بادشاہت رہیگی اور مجھ پر گناہ ہوگا۔ میں ایسی بیوقوفی اور غصہ سے پناہ مانگتا ہوں۔
 اقل موتاً و اعیش حیا
 ولست بنافع ماعشت عیشے
 کیا میں مسلمان کو قتل کروں اور خود زندہ رہوں؟ یہ میرے لئے جب تک
 میں زندہ رہوں گا۔ ہرگز مفید نہ ہوگا۔

جن صحابہؓ سے اخیر میں انتقال کیا

واقعی کا بیان ہے کہ کوفہ میں سبھوں سے پیچھے جنہوں نے انتقال کیا اللہ بن ابی اوفی ہیں۔ اُن کا انتقال ۸۶ھ میں ہوا۔ مدینہ میں سبھوں سے اخیر میں سہیل بن سعد ساعدی نے ۹۱ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی عمر ستو برس کی تھی۔ بصرہ میں سبھوں سے پیچھے انس بن مالک نے ۹۱ھ میں۔ بعضوں کا بیان ہے کہ ۹۲ھ میں، شام میں سبھوں سے اخیر میں عائشہ بن بسر نے ۹۸ھ میں انتقال کیا۔ ان سبھوں سے پیچھے شام میں واثلہ بن اسقع نے ۸۵ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی عمر اٹھانوے برس کی تھی۔ قبیلہ بنی لیث بن کنانہ سے تھے۔

حضرت ابو الطقیل | یہ ابو الطقیل عامر بن واثلہ ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ صحابہ میں انہوں نے سبھوں سے پیچھے انتقال کیا۔ ۸۵ھ کے بعد انہوں نے انتقال کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سب لڑائیوں میں شریک رہے۔ مختار کے علمبردار تھے۔ اپنی کا قول ہے۔

و بقیۃ سہما فی الکنانۃ واحدا
سیرے یہ اویکسر اسہم کا سرہ
کنانہ میں میں ہی ایک تیرہ گیا ہوں، اب چاہے یہ پھینکا جائے یا اسکو کوئی

یہ اشعار بھی انہی کے ہیں۔

ابدعوننی شیخا وقد عشت حقبة

وہن من الازواج نحوے نزائع

کیا اب وہ مجھے بوڑھا کہتی ہیں حالانکہ ایک زمانہ تک میں زندہ رہا اور وہ اپنے شوہروں کو چھوڑ چھوڑ کر مجھے پسند کیا کرتی تھیں۔

وما شاب رأسی من سین تتابع

علیٰ ولکن شیتنی الوقت

میرے سر کے بال متواتر ان چند سالوں کے گزرنے سے نہیں سفید ہوتے بلکہ حوادث نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

(جو لوگ فاطر و مدارات سے مسلمان ہوتے، ان

مؤلفۃ القلوب

کے نام ہیں۔ ابوسفیان رضی بن حرب، ان کے بیٹے

معاویہ رضی، انھوں نے اپنے اسلام کو بعد میں درست کر لیا۔ حکیم بن حزام رضی یہ بعد میں پکے مسلمان ہو گئے۔ ابو جہل کے بھائی حارث بن ہشام رضی، یہ بھی بعد میں پکے مسلمان ہوئے۔ سہیل بن عمرو رضی، انھوں نے بھی اپنے اسلام کو درست کیا، علاء بن حارثہ ثقفی رضی، عیسیٰ بن حصن بن حذیفہ بن بدر، اقرع بن عابس مالک بن عوف نضری رضی، عباس بن مرداس سلمیٰ رضی، بعد میں پکے مسلمان ہوئے۔ قیس بن مخزوم رضی، انھوں نے بعد میں اپنے اسلام کو درست کیا اور حبیر بن مطعم رضی یہ بھی پکے مسلمان ہو گئے تھے۔

ان منافقوں کے نام جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبوک

کی لڑائی میں گھاٹی سے گرانے کا قصد کیا تھا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول اسعد بن ابی لسنج، یہ اس شخص کا باپ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا۔ اور غفور رحیم کی جگہ ”عزیز حکیم“ لکھا کرتا تھا، ابو حاضر اعرابی، حلاس بن سوید بن صامت مجمع بن حارثہ، یلیح تیمی، اس نے کعبہ کی خوشبو کو چوری کیا تھا۔ اور اسلام سے مرتد ہو کر چلا گیا تھا، پھر اس کا حال معلوم نہیں ہوا۔ حصین بن نمیر اس نے زکوٰۃ کے چھوہارے بھی چوری کئے تھے۔ طعیمہ بن ابیرق اور مرہ بن ربیع ان سب کا سردار ابو عامر تھا۔ اسی کے لئے سمجھوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ یہ ابو حنظلہ کا باپ ہے۔ جن کو فرشتوں نے غسل جنازہ دیا تھا۔ ان تین صحابیوں کے نام جو کہ لڑائی میں نہ جاسکے۔ اور ان کے بلے میں قرآن نازل ہوا۔

کعب بن مرہ، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ۔

ان کا نام صحیح بن حرب بن اُمیہ
حضرت ابوسفیان بن حرب
 بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی

بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ ہے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کچھ پہلے مسلمان ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کی زکوٰۃ کا گناشتہ مقرر کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی لڑائی میں ان کی ایک آنکھ چلی گئی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے، مرنے سے پہلے اندھے ہو گئے تھے۔ مدینہ میں ۳۲ھ میں انتقال کیا۔ عمر اٹھاسی برس تھی، حضرت ابوسفیانؓ کی ماں صفیہ بنت حزن قبیلہ قیس عیلان سے تھیں۔ حضرت معاویہؓ کی ماں ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ ہیں۔ بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی ایک

آنکھ طائف کی لڑائی میں چلی گئی تھی۔ اور دوسری یرموک کی لڑائی میں۔ حضرت
ابوسفیان کی اولاد اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بی بی تھیں ان کا نام رملہ تھا۔ آمنہ، عمرو ہند، صحزہ، معاویہ، عتبہ، جویریہ
اُمّ حکم دان چاروں کی ماں ہند بنت عتبہ ہیں، حنظلہ، عبسہ، محمد، زیاد،
یزید رملہ صغریٰ اور میمونہ تھیں۔

آل ابوسفیان رضی | عمرو بن ابی سفیان رضی۔ یہ بدر کی لڑائی میں قید کئے گئے
ابوسفیان نے ان کا زرفدیہ ادا نہیں کیا، بلکہ اس

کی جگہ پر ایک مسلمان کو قید کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو
چھوڑا تو ابوسفیان کے اس مسلمان کو رہا کر دیا۔ اُن کی کوئی اولاد نہیں۔

حنظلہ بن ابی سفیان | اس کو حضرت علی رضی نے بدر کی لڑائی
میں قتل کیا تھا۔ اس کی کوئی اولاد

نہیں ہے۔

یزید بن ابوسفیان رضی | اُن کا لقب یزید الجیسر تھا،
ابو بکر رضی نے ان کو شام کا حاکم بنایا

تھا۔ ابو بکر رضی کے عمر رضی نے بھی برقرار رکھا۔ ابوسفیان رضی یرموک کی لڑائی
میں اہنی کے ساتھ لڑتے تھے۔ انھوں نے شام میں حضرت عمر رضی کی خلافت

میں طاعون سے انتقال کیا، یہ واقعہ ۱۸ھ کا ہے۔ اُن کے بعد حضرت
عمر رضی نے اُن کی جگہ پر اُن کے بھائی معاویہ کو مقرر کیا۔ یزید کی کوئی اولاد نہ تھی۔

عبسہ بن ابی سفیان | ان کو شراب پینے کی علت میں خالد بن
عبد اللہ بن خالد نے طائف میں حد

مار سی تھی۔ ان کی اولاد بہت تھی۔ مگر اُن کا نسب صرف عثمان بن عبسہ

سے جاری رہا۔

محمد بن سفیان | ان کا لڑکا عثمان تھا۔ یہ یزید بن معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ مدینہ والوں نے اس سے سختی کی تھی۔ اسی وجہ سے حرہ کی لڑائی ہوئی۔

عتبہ بن ابی سفیان | یہ ضعیف شمار ہوتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جمل کی لڑائی میں شریک تھے۔ حضرت معاویہ نے ان کو مصر کا حاکم بنایا تھا۔ ان کی اولاد بہت تھی۔ بچہ ان کے معاویہ بن عتبہ تھے؛ معاویہ نے ان کو مدینہ کا حاکم بنایا تھا۔ اور عمرو بن عتبہ تھے۔ یہ ابن اشعث کے ساتھ تھے اور قتل کئے گئے۔ ان کی اولاد بہت ہے۔

زیاد بن ابی سفیان | ابو مغیرہ کنیت کیا کرتے تھے۔ ان کی ماں اسماء بنت ابی عور قبیلہ بنی عشمی بن سعد کی تھیں۔

ابو الیقطان نے ایسا ہی بیان کیا ہے، اور دوسروں کا بیان ہے کہ ان کی ماں اسمیہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا تھیں۔ ہم نے جہاں پر ابو بکر کا حال لکھا ہے۔ وہیں پر ان کا بھی حال بیان کیا ہے۔ زیاد فتح مکہ کے سال طائف میں پیدا ہوئے، مغیرہ بن شعبہ کے کاتب تھے اس کے بعد ابو موسیٰ کے کاتب رہے، ان کے بعد ابن عامر کے، پھر ابن عباس کے، یہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان کو حاکم مقرر کیا تھا۔ معاویہ نے اس پر عتاب کا خط لکھا۔ انھوں نے جواب میں لکھ بھیجا کہ تم مجھے ڈرانے ہو، باوجودیکہ ہمارے تمھارے درمیان حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔ خدا کی قسم اگر میرے نزدیک تمہارا گذر ہو جاتے گا تو تم مجھے سب سے پہلے اور تلوار سے مارنے والا پاؤ گے۔ پھر معاویہ نے بصرہ اور اس کے ملحقہات کا ان کو حاکم بنایا۔ اور جب حضرت مغیرہ بن شعبہ (حاکم بصرہ) انتقال کر گئے

تو عراقین (کوفہ بصرہ) اُن کے علاقے میں کر دیا۔ یہ پہلے شخص ہیں جن کو دونوں جگہ کی حکومت ملی، آٹھ برس تک حکومت کی۔ پانچ برس صرف بصرہ میں اور تین برس کوفہ میں اور بصرہ دونوں میں۔ کوفہ میں ۵۳ھ میں انتقال کیا۔ مجھ سے سہیل بن محمد نے بیان کیا۔ اُن سے اُصمعی نے، اُن سے جریر بن حازم نے اُن سے زبیر بن حریش نے، اُن سے ابی لبید نے کہ زیاد جس وقت بصرہ کے حاکم تھے میرے پاس سے گزرے، میں نے دیکھا کہ دو آدمی اُن کے ساتھ ہیں، اور وہ خچر پر سوار ہیں اور اُسکی رستی اُن کی گردن میں لپیٹی ہوئی ہے۔

اُن کی اولاد عبد الرحمن، مغیرہ، محمد، ابوسفیان، عبید اللہ، عیسیٰ، اُن دونوں کی ماں مرجانہ تھی مسلم، عثمان،

زیاد کی اولاد

عباد، ربیع، ابو عبیدہ، یزید، عبیدہ، اُمّ معاویہ، عمرو، غصن، غلبہ، ابان، جعفر، ابراہیم، سعید، اور تین لڑکیاں۔ عبید اللہ بن زیاد اپنی کنیت ابو حفص کیا کرتے تھے۔ یہ خالدار اور خوبصورت تھا۔ زیاد اُسکی ماں مرجانہ کو شیر و یہ سواری سے عقد میں لایا تھا، عبید اللہ کو اُسی کے سپرد کر دیا تھا، اس نے اساور میں پرورش پائی، اس کی زبان میں نکنت تھی، معاویہ کی طرف سے خراسان کا حاکم بنا، بعد اس کے اپنے باپ کی جگہ عراقین (کوفہ بصرہ) کا حاکم ہوا۔ اور جب یزید مر گیا تو بصرہ والوں نے سرکشی کی۔ اور اس کو گھر سے نکال دیا۔ اس نے مسعود بن عمر کی پناہ لی۔ اور جب وہ مارا گیا تو شام چلا گیا۔ اور مروان سے جا ملا۔ مرج کی لڑائی میں یہ مروان کے ایک بازو پر تھا۔ مروان کو جب فتح ہوئی تو پھر اُس نے کوفہ کا حاکم بنا دیا۔

جب یہ کوفہ کے قریب پہونچا تو مختار نے اس کو قتل کر دیا، اس کی کوئی اولاد نہیں۔ عاشورہ کے روز ۶۰ھ میں مقتول ہوا۔ عبید اللہ بن زیاد اپنی

کنیت ابو خالد کیا کرتا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خراسان کا حاکم بنایا تھا۔ اس کی اولاد بصرہ میں ہے۔ مغیرہ بن زیاد کی کوئی اولاد نہیں ہے، محمد بن زیاد کی بھی کوئی اولاد نہیں ہے۔ ابوسفیان بن زیاد طاعون سے جنگلوں میں چلا گیا تھا۔ اور وہیں پر طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔ اس کی اولاد بصرہ میں ہے۔ مسلم بن زیاد کی کنیت ابو حرب تھی۔ یہ زیاد کی اولاد میں سب سے فائق تھا۔ یزید کی طرف سے خراسان کا حاکم تھا۔

ابن اعرابہ نے اسی کے بارے میں کہا ہے۔

عبت علی سلم فلما ہجرتہ

وفاطت افوا بکیت علی سلم

میں نے سلم پر عتاب کیا لیکن جب میں اس کو چھوڑ کر لوگوں سے جا ملا تو سلم کے واسطے رویا کرتا تھا۔

اس نے بصرہ میں انتقال کیا اور اس کی اولاد میں سے عباد بن زیاد کی کنیت ابو حرب تھی۔ معاویہ کی طرف سے سجنان کے سات برس تک حاکم رہے۔

اسی کے بارے میں مقرر کا قول ہے۔

”سبق عباد وصلت لحتی“

اُس کی اولاد شام اور بصرہ میں ہے۔ ربیع بن زیاد سنکڑا تھا۔ اُس کی اولاد سے کچھ لوگ بصرہ میں ہیں۔ ابو عبیدہ بن زیاد، اس کو سلم بن زیاد نے کابل کا حاکم بنایا تھا۔ یہ وہاں قید ہو گیا تو اُس نے سات لاکھ درہم دے کر قید سے آزاد کرایا۔ اُس کی اولاد باقی ہے۔ یزید بن زیاد کو سلم بن زیاد نے سجنان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اُس نے دشمن کو مار ڈالا۔ اس کی کوئی اولاد نہیں رہی۔ غلبہ

بن زیاد مکہ کے راستہ میں طاعون سے ہلاک ہوا۔ اسکی کوئی اولاد نہیں رہی۔ عتبہ بن زیاد کی اولاد بصرہ میں بہت ہے۔ عمرو، غصن، ابان، جعفر ابراہیم اور سعید کی اولاد نہیں رہی۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

ابو عبد الرحمن اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے

دن مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیس برس تک شام کے حاکم ہے جسٹہ میں خلیفہ ہوتے، اس وقت باسٹھ سال کی عمر تھی۔ اُن کو خبر ملی کہ کوفہ والوں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ہے۔ یہ کوفہ کے ارادہ سے نکلے۔ اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ بھی اُن کے ارادہ سے چلے اور دونوں کی ملاقات کوفہ کے قریب ایک مقام پر ہوئی۔

آخر ش حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے صلح کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی پھر دونوں کا کوفہ میں داخلہ ہوا۔ اُس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ شام چلے گئے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور بصرہ کا عبداللہ بن عامر کو، اخیر میں دونوں جگہوں کا حاکم زیاد کو بنایا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مہینہ کم بیس برس خلافت کی، دمشق میں ۶۰ھ میں انتقال کیا۔ بیاسی برس کی عمر تھی۔

ابن اسحق کا بیان ہے کہ اُن کی عمر اٹھتر برس کی تھی۔ بھوڑے کے نکلنے کے سبب سے انھوں نے انتقال کیا۔ زمانہ خلافت میں اُن کے کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ کیونکہ بریک صریحی نے اُن کے چوٹ پر تلوار مار دی تھی جس کی وجہ سے اُن کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اولاد

ان کی اولاد عبدالرحمن ایک لونی لڑکی
سے یزید۔ اس کی ماں میسون بنت

مجدل کلبیہ تھی۔ عبداللہ، ہند، رملہ، اور صفیہ تھیں، عبدالرحمن بن معاویہ
کی کوئی اولاد نہیں۔

عبداللہ بن معاویہ کمزور تھے، منقب ان کا لقب تھا۔ ان کی کوئی
اولاد نہ رہی نہ تھی۔ صرف ان کی بیٹی تھی جس کا نام عاتکہ تھا۔ جس کا عقد
یزید بن عبدالملک سے ہوا تھا۔

اسی کے بارے میں کسی نے یہ شعر کہا ہے۔

یا بیت عاتکہ الذی الغنزل
حذر العبدی وبہ الفؤاد موکل

تَمَّتْ بِالْخَلِیْفِ

تاریخ الانساب

(حضرت آدمؑ سے عہد صحابہ تک)

کتاب المعارف

ابن قتیبة

ابتداءً آفرینش عالم سے انتہائی پہلی صدی ہجری تک کے تمام ممتاز انبیاء و رسل، آل رسول و اہل بیت رسول، نیز ہزاروں صحابہؓ کے پاکیزہ حالات اور نسب ناموں پر مشتمل نہ صرف تاریخی دستاویز بلکہ ایک اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔

ترجمہ :- سلام اللہ صدیقی

تصحیح و ترمیم :- صاحبزادہ حافظ حقانی میاں قادری

پاک اکیڈمی مسجد باب الاسلام دکان نمبر ۲۲- آرام باغ کراچی۔